www.urduchannel.in

گلِ نغمہ

فراق گورکھپوری

www.urduchannel.in

فراق گورکھ پوری

گلِ نغمہ

گلِ نغمہ

کلیاتِ فراق کا صدی ایڈیشن

ترتیب و تصحیح

پروفیسر سید محمد عقیل

ڈاکٹر فخر الکریم صدیقی

ادارہ انیس اردو

الہ آباد

www.urduchannel.in

FIRAQ GORAKHPURI'S

GUL-E-NAGHMAH

891.43902 FIR

طبع اوّل ۱۹۵۹ء
طبع دوم ۱۹۶۷ء
طبع سوم ۱۹۷۱ء
طبع چہارم ۱۹۷۷ء
طبع پنجم ۱۹۹۷ء

13242

اشاعت : ادارہ انیس اردو ۔ الہ آباد
ناشر : ادارہ انیس اردو ۔ الہ آباد

قیمت : 200/-

FAKHRUDDIN ALI AHMAD ... LIBRARY
Aiwan-e-Ghalib Marg

ملنے کا پتہ

۱- نصرت پبلشرز، امین آباد لکھنؤ
۲- ایجوکیشنل بک ہاؤس ، علیگڑھ
۳- کتابستان ، کرہلی ، الہ آباد
۴- ادارہ نیا سفر، ۲۲۹، لوکر گنج الہ آباد

عرض ناشر

کلیاتِ فراق کا پہلا حصہ گلِ نغمہ شائع کر کے الہ آباد لٹریری اینڈ کلچرل ایسوسی ایشن الہ آباد باعثِ افتخار رہی ہے۔ اسی مجموعہ پر ساہتیہ اکاڈمی اور بھارتیہ گیان پیٹھ کے بلند ترین اعزازات حاصل ہوئے۔ اب تک اس کے چار اڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ پانچواں فراق صدی اڈیشن حاضرِ خدمت ہے۔ چوتھے اڈیشن کو ترتیب دیتے وقت عروضی نزاکتوں کا خیال نہیں رکھا گیا نتیجتاً بحر و وزن کی خاصی غلطیاں منظرِ عام پر آگئیں کچھ دانشوروں نے اسے فراق کی نادانیاں سمجھ کر ان کی بے عروضیوں کو موضوعِ سخن بنا کر بحث چلانی چاہی حالانکہ اس عمل میں وہ خود بے عروضی ہو گئے اس لئے کہ فراق کی شاعری، خلاقیت اور علمیت ایک ایسی چٹان کی طرح ہے جہاں مخالفین اکثر لہولہان ہوتے رہتے ہیں۔

پروفیسر سید محمد عقیل جو ایک بلند پایہ ادیب و ناقد ہیں، فراقیات پر اچھی نظر رکھتے ہیں و نیز انھیں فراق کے شاگرد ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ انھوں نے ہماری گذارش پر نئے سرے سے فراق کے اصل مجموعوں سے مقابلہ کر کے ان کی تصحیح و ترتیب فرمائی۔ ڈاکٹر فخر الکریم صدیقی نے ان کی معاونت کی۔ ہم ان دونوں حضرات کے شکر گذار ہیں کہ جن کی کوششوں سے گلِ نغمہ کا یہ صدی اڈیشن بڑی حد تک اصلاح کے بعد منظرِ عام پر آرہا ہے۔

ہمیں قوی امید ہے کہ فراق صدی سال کے موقع پر اردو دنیا میں اس خصوصی اڈیشن کا خیر مقدم کیا جائے گا۔

علی احمد فاطمی
جنرل سکریٹری
الہ آباد لٹریری اینڈ کلچرل ایسوسی ایشن
الہ آباد

www.urduchannel.in

ترتیب

• غزلیں

۱۔ آنکھوں میں جو بات ہو گئی ہے	۲۳
۲۔ یہ سرمئی فضاؤں کی کچھ کنمناہٹیں	۲۴
۳۔ ہے ابھی مہتاب باقی اور باقی ہے شراب	۲۵
۴۔ دیدنی ہے نرگسِ خاموش کا طرزِ خطاب	۲۶
۵۔ رات بھی نیند بھی کہانی بھی	۲۷
۶۔ ایک شبِ غم وہ بھی تھی جس میں جی بھر آئے تو اشک بہائیں	۲۹
۷۔ بندگی سے کبھی نہیں ملتی	۳۱
۸۔ بے ٹھکانے ہے دلِ غمگیں ٹھکانے کی کہو	۳۳
۹۔ اجاڑ بن میں کچھ آثار سے چمن کے ملے	۳۳
۱۰۔ وہ آنکھ زبان ہو گئی ہے	۳۴
۱۱۔ حال سنا فسانہ گو لب کی فسوں گری کے بھی	۳۶
۱۲۔ زمیں بدلی فلک بدلا مذاقِ زندگی بدلا	۳۸
۳۔ نگاہوں میں وہ حل کئی مسائلِ حیات کے	۳۸
۱۴۔ یہ صباحت کی ضو مہ چکاں مہ چکاں	۳۹
۱۵۔ زہے آب و گل کی یہ کیمیا ہے چمن کہ معجزۂ نمو	۴۱
۱۶۔ یہ قول ترا یاد ہے اے ساقیٔ دوراں	۴۳
۱۷۔ نیرنگِ روزگار میں کیفِ دوام دیکھ	۴۶
۱۸۔ وعدے کی رات مرحبا آمدِ یار مہرباں	۴۷
۱۵۔ رمزِ نوا کوئی نہیں ہے وہ چمن مجھ کو دیا	۵۰
۲۰۔ بہت پہلے سے ان قدموں کی آہٹ جان لیتے ہیں	۵۱

۲۱۔ ایک ایک یادِ عمر کا حاصل کہیں جسے	۵۲
۲۲۔ بزمِ ساقی سے اٹھا ہے کوئی یوں رات رہے	۵۴
۲۳۔ تو ہے سرِ بسر کوئی داستاں ہے عجیب عالم انجمن	۵۵
۲۴۔ دیتے ہیں جامِ شہادت مجھے معلوم نہ تھا	۵۸
۲۵۔ بجھتو ہیں ازل سے ہی دل کھوئے کھوئے	۵۹
۲۶۔ خرامِ نازنینِ گل اندام	۶۰
۲۷۔ نالاں ہے جو ہوں اِن کرکے انھیں مجھیں مزید میں ناشکرا ہوں	۶۱
۲۸۔ دیکھ اپنی نگاہوں کو نہ کر راہ سے بے راہ	۶۲
۲۹۔ وہ چپ چاپ آنسو بہانے کی راتیں	۶۵
۳۰۔ یہ تو نہیں کہ غم نہیں	۶۵
۳۱۔ لطف نہیں کرم نہیں	۶۶
۳۲۔ زلفِ سیہ خلق خلق	۶۷
۳۳۔ زیر و بم سے سازِ خلقت کے جہاں بنتا گیا	۶۸
۳۴۔ ہر عقدۂ تقدیرِ جہاں کھول رہی ہے	۶۹
۳۵۔ کچھ بھی عیاں نہاں نہ تھا کوئی زماں مکاں نہ تھا	۷۰
۳۶۔ آج بھی قافلۂ عشق رواں ہے کہ جو تھا	۷۲
۳۷۔ راز کو راز ہی رکھا ہوتا	۷۳
۳۸۔ رازِ عالم سے ہے شاید کہ مرا راز جدا	۷۴
۳۹۔ یہ نکہتوں کی نرم روی یہ ہوا یہ رات	۷۴
۴۰۔ آج مرگ و زیست سے مانوس ہے یہ کائنات	۷۵
۴۱۔ دلوں کا سوز ترے رخِ بے نقاب کی آنچ	۷۷
۴۲۔ لبِ جاناں ہیں پھر تبسم ریز	۷۸
۴۳۔ یہ نرم نرم ہوا جھلملا رہے ہیں چراغ	۷۸
۴۴۔ کچھ اشارے تھے جنھیں دنیا سمجھ بیٹھے تھے ہم	۷۹

www.urduchannel.in

۴۵۔ صاعقہ ساماں حسن خراماں ۸۰
۴۶۔ زم فضا کی کروٹیں دل کو دکھا کے رہ گئیں ۸۳
۴۷۔ جولانگہِ حیات کہیں ختم ہی نہیں ۸۵
۴۸۔ ستاروں سے الجھتا جا رہا ہوں ۸۷
۴۹۔ اب تو ہم ہیں اور بھری دنیا کی ہیں تنہائیاں ۸۸
۵۰۔ چھلکے کم نہ ہو ایسی کوئی شراب نہیں ۸۹
۵۱۔ سر میں سودا بھی نہیں دل میں تمنا بھی نہیں ۹۰
۵۲۔ جو یوں خراب پھرے عشق کی وہ ذات نہیں ۹۱
۵۳۔ نہیں ہیں پھول تو خاروں کو چھیڑ سکتا ہوں ۹۲
۵۴۔ ہری بھری بھی ہو سکی دلوں کی سرزمیں کہیں ۹۳
۵۵۔ یاد نہ کر دلِ حزیں بھولی ہوئی کہانیاں ۹۴
۵۶۔ شامِ غم کچھ اس نگاہِ ناز کی باتیں کرو ۹۵
۵۷۔ کسی کا یوں تو ہوا کون عمر بھر پھر بھی ۹۶
۵۸۔ مجھ کو مارا ہے ہر اک درد و دوا سے پہلے ۹۷
۵۹۔ اب دورِ آسماں ہے نہ دورِ حیات ہے ۹۸
۶۰۔ کوئی پیغامِ محبت لبِ اعجاز تو دے ۹۹
۶۱۔ نگاہِ ناز نے پردے اٹھائے ہیں کیا کیا ۹۹
۶۲۔ کچھ بو سی اڑ رہی ہے یہ مستانہ وار کیا ۱۰۰
۶۳۔ جہاں غنچۂ دل کا فقط چٹکنا تھا ۱۰۱
۶۴۔ قہر ہے تیرا یا تری رحمت ۱۰۳
۶۵۔ تراجال بھی ہے آج اک جہانِ فراق ۱۰۴
۶۶ میں نے دیکھی ہیں یہ آنکھیں مست و افسوں گر کہاں ۱۰۵
۶۷ بستیاں ڈھونڈھ رہی ہیں انھیں ویرانوں میں ۱۰۶
۶۸۔ دورِ افلاک کا شباب ہے تو ۱۰۸

۶۹۔ فرقت کی غمگیں راتوں کو یاد میں تیری رولیں ہیں ۱۱۰
۷۰۔ نرس غنچے پنکھڑیوں کے نازک گرہیں کھولیں ہیں ۱۱۱
۷۱۔ اب اکثر چپ چپ سے رہیں ہیں یونہی کبھو لب کھولیں ہیں ۱۱۲
۷۲۔ ہم سے فراق اکثر چھپ چھپ کر پہروں پہروں روؤ ہو ۱۱۳

نظمیں

۱۔ تلاشِ حیات ۱۱۹
۲۔ جگنو ۱۳۱
۳۔ پرچھائیاں ۱۴۷
۴۔ آدھی رات ۱۵۲
۵۔ لسان العصر اکبر الٰہ آبادی ۱۵۸
۶۔ داستانِ آدم ۱۶۲
۷۔ دھرتی کی کروٹ ۱۶۹
۸۔ دکانِ سخن ۲۰۳
۹۔ بانٹ رہا ہوں ۲۰۸
۱۰۔ جدائی ۲۱۲
۱۱۔ واسطے دلِ افسردہ ۲۱۳
۱۲۔ نورِ حقیقت ۲۲۲
۱۳۔ ترانۂ عشق ۲۲۳
۱۴۔ ترانۂ خزاں ۲۲۴
۱۵۔ شامِ عیادت ۲۳۱
۱۶۔ حسن کی دیوی سے ۲۵۱
۱۷۔ ہنڈولہ ۲۵۵

رباعیاں اور متفرق اشعار

۱۔ بھارت درپن ۲۷۷
۲۔ الہام نما ۲۸۹
۳۔ نشترِ سخن ۳۰۰

www.urduchannel.in

فراق کی بوطیقا

پروفیسر سید محمد عقیل

فراق صاحب نے اپنے شعری رویوں کا اظہار، بہت دل چسپ، عجیب و غریب اور کہیں کہیں روایت کے ان راستوں سے کیا ہے، جن سے گزرنے کے لئے ان کی نفسیات، ان کی زندگی کے مختلف نشیب و فراز، ان کے عزم، محرومات اور رت سے عشقی اور شعری محرکات کا محاسبہ، احاطہ کئے بغیر، ان کی بوطیقا کی نہ صحیح تفہیم ہو سکتی ہے اور نہ ان کے شعری ذہن اور رویے کو تفہیم کے دائرے میں اسیر کیا جا سکتا ہے۔ ایک عام قاری فراق صاحب کے ہر وقت کرتے ہوئے دعووں سے چند مخصوص صورتوں کی طرف جاتا ہے۔ پہلی صورت یہ کہ فراق صاحب، صرف عشق و محبت کے سیدھے سادے اشعار کے شاعر ہیں۔ دوسری یہ کہ عشقیہ شاعری میں حسن و جمال اور کیف ذوق جمال کی قدرت، اور یہ کہ وہی صحیح طور پر درجہ اول کا عشقیہ شاعری یا اچھی غزل کا شاعر ہوتا ہے۔ تیسری شکل یہ کہ اچھی اور بلند شاعری میں گہرائی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب حسن اپنی تمام کثافتوں سے پاک ہو کر فکر کے امتزاج کے ساتھ، شاعر کے شعور کا جزو بن جائے۔ چوتھی بات یہ کہ اس میں حسن و عشق کی لطافتوں کے ساتھ آفاقیت اور عوامی تجربوں کی ایسی کوئی شناخت دے جو عشقی پیمانے اور عامیانہ رویوں سے دور رہ کر شعری تجربوں میں ایک آہنگ پیدا کرتے ہوں۔ پانچویں بات یہ کہ ان صورتوں کے لئے فن کے کون سے پیمانے اختیار کئے گئے ہیں۔ اور کس طرح کے شعری پیمانے یا الفاظ کا جامہ ایسے شعری تجربوں کو پہنایا گیا ہے جو سامنے کی صورتیں فراق صاحب کی شاعری میں برگ و بار اور مختلف انعکاسات چھوڑ کر بہت سی مزید شکلیں پیش کرتی جاتی ہیں جن سے مختلف جدید شعری رویے، صورتیں، تجربے اور تضادات بھی وجود میں آتے رہتے ہیں۔ ایک اچھی بات یہ کہ فراق صاحب، انتقاد کے شاعر ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ نقاد بھی۔ یہاں اچھی بات سے مطلب یہ کہ ان کی تفہیم اور ان کے ذہن کے مطالعہ کے لئے یہ صورتیں اس لئے اچھی ہیں کہ وہ اپنی نثر میں، خود بھی اپنی شاعری اور اپنے ذہن کے موڑ اور کسی حد تک نئے رویوں کا ذکر کرتے جاتے ہیں۔ اس لئے خالی خولی اندازہ لگانے کی ضرورت نہیں، بلکہ ان کے دعوے اور اقوال خود ان کی بوطیقا کی وضاحت کرتے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر حسب ذیل صورتیں پہلے دیکھی جائیں۔

۱۔ "کافی دنوں تک تو میں اپنی شاعری میں حسن و عشق کے جادو جگاتا رہا اور اس کی کوشش کرتا رہا کہ جنسیت کو کمزور کئے بغیر اور افلاطونی محبت یا عشق حقیقی سے قطع نظر کر کے، جنسیت کو زیادہ سے زیادہ رچا سکوں۔ عشق کے غم، نشاط اور حسن کے تصور کی تہذیب و تالیف، شروع ہی سے میری کوشش تھی۔ عشقیہ شاعری کو سطحیت، تنگی، خشکی، خشونت، سفاکی اور چھوٹے پن سے بچاؤں اور اس میں اعلیٰ ترین قدریں سمو دوں میری کوشش رہی ہے۔" (من آنم ۱۹۔۲۰)

۲۔ "میں نے اس بات کا ہمیشہ خیال رکھا کہ عشقیہ شاعری کرنے میں بیمار تخیلات کو جگہ نہ

دوں۔"

۳۔ "ہم اسے سچی عشقیہ شاعری نہیں کہتے جو ہمیں متاثر کر دے یا جو محبت زندگی کے توسط ممکن ہو۔ ہم اسے عشقیہ شاعری کہتے ہیں جو ہماری رگوں میں خون دوڑا دے اور ہماری زندگی کو بھرپور بنا دے۔" (اردو کی عشقیہ شاعری ۱۹)

۴۔ "زندگی پوری اکائی ہے۔ زندگی میں ایسی سکرین پیدا کر دیا کہ وہ عارضی و کافی تک محدود ہو کر رہ جائے عشق اور عشقیہ شاعری دونوں میں پھوہڑپن پیدا کر دے گا۔ عشقیہ شاعری محض عشقیہ شاعری نہیں ہوتی۔" (اردو کی عشقیہ شاعری ۲۴)

۵۔ "میری فطرت محبت میں عجز و انکسار اور سپردگی اور معشوق کو جیون ساتھی بنانے کا جذبہ غالب عنصر رہا ہے اور میری عشقیہ شاعری اسی جذبے کی ترجمانی اور آئینہ داری کو اپنا مقصد مانتی رہی ہے۔" (اردو کی عشقیہ شاعری ۵۸)

۶۔ "بچپن میں جو ابتدائی کتابیں پڑھنے کو ملی تھیں، ان کے حسن اسلوب سے میں بہت متاثر ہوتا تھا اور بد اسلوبی سے بد مزہ ہو جاتا تھا۔" (من آنم ۱۲)

ان اقتباسات، فراق صاحب کی شعری توجیہ، عوامی شعر اور ان کی مجموعی بوطیقا کا تو احاطہ نہیں کرتے مگر ان کے فکری سوتوں، شعری ایقان اور خود ان کے شعری محرکات کے سمجھنے میں بہت کچھ مدد کر سکتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ ان دعووں میں بہت سی صورتیں نئی نہیں ہیں۔ ہر دور کی شاعری میں اس کی مثالیں مل سکتی ہیں مگر ان دعووں سے فراق صاحب کی اپنی انفرادی کوششیں بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔ سچی شاعری اور سچی عشقیہ شاعری کی جو بحثیں اٹھائی گئی ہیں ان میں خود کو انھوں نے اردو شاعری تک محدود نہیں رکھا بلکہ عالمی کیفیت اور شعری عظمت سے شاعری کا پیمانہ بنانے کی کوشش کی ہے جس میں اردو کے شعرا خصوصاً میر، نظیر، غالب اور اقبال کے ساتھ ساتھ انھوں نے رومانوی دور کے عظیم شعرا، خصوصاً ورڈ سورتھ، شیلی اور کیٹس، بائرن اور سوین برن کی آوازوں کو بھی پکڑنے کی کوشش کی ہے۔ اگرچہ یہاں اس کا محل نہیں لیکن جملہ معترضہ کے طور پر یہ بتا دینا ضروری ہے کہ فراق صاحب ہمیشہ ورڈ سورتھ کے فکری جہات ٹٹولنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ (IMMORTALITY ODE) شعری گہرائی کے لئے ان کی پسندیدہ نظم تھی اور ایک طرح سے وہ خود کو اردو شاعری کا ورڈ سورتھ آخر آخر میں سمجھنے لگے تھے جس کا کچھ اظہار انھوں نے اپنی زبانی گفتگو میں بھی کیا ہے۔ سپردگی اور تہذیب غم کے لئے کیٹس (KEATS) کو اپنا آئیڈیل بتاتے تھے۔ اور جب نظموں میں انتخاب اور ترتیب کی بات کرتے تو وکٹورین شاعر ٹینی سن کا اسلوب ان کا پسندیدہ اسلوب تھا کیونکہ اس میں انھیں اسلوب اور عروض کی آزادی تھی جو وکٹورین عہد کی ایک مابہ الامتیاز خصوصیت سمجھی جاتی ہے۔

اگرچہ فراق صاحب کے یہاں اسلوب، شعری فضا، نئی صورتوں اور الفاظ و اعراب کو ہمیشہ ثانوی حیثیت حاصل رہی ہے مگر یہ بات دل چسپی سے خالی نہ ہوگی کہ اپنی نجی گفتگو میں وہ شعر میں الفاظ

www.urduchannel.in

کی آوازوں، حروف کی امالی صورتوں اور چند مخصوص پسندیدہ الفاظ کے اجتماع اور ہم آہنگی پر خاص توجہ صرف کرتے تھے جو ان کی بوطیقا کی ظاہری صورتوں میں خاصی معنی خیز اور قابل غور ہیں۔ مثلاً یہ بات وہ نوٹ کرتے تھے کہ اشعار میں (VOWEL SOUNDS) کا اجتماع رہتا ہے اور اس کے لئے اکثر ٹینی سن کی نظم TEARS IDLE TEARS اور گرے کی ایلیجی سے THE CURFEW TOLLS THE KNELL OF PARTING DAY ضرور پڑھتے اور اس میں حروف کی آواز اور آہنگ پر خاصا زور دیتے۔ پھر اپنے اشعار میں ان (VOWEL SOUND) کا مظاہرہ کرتے۔ یہ بات چونکہ انھوں نے بالالتزام کی ہے اس لئے اس طرح کی حروف علت کی آوازیں واقعی ان کے شعروں میں بہت واضح ہیں۔ مثال کے لئے یہ اشعار دیکھئے:

تجھے تو اس کا پتہ ہے کہ قامت کا تناؤ ۔۔۔ کہتا ہے ہر عضو پیکر شعلوں کی چڑھاؤ
آ آ کے راتیں گزری ہوتی ہے ۔۔۔ دیکھے کوئی کنول بدن کا یہ بہاؤ

ہزار بار زمانہ ادھر سے گزرا ہے ۔۔۔ نئی نئی سی ہے کچھ تیری رہ گزر پھر بھی
یہ نرم نرم ہوا جھلملا رہے ہیں چراغ ۔۔۔ ترے خیال کی خوشبو سے بس رہے ہیں دماغ

VOWEL SOUND کا شوق فراق صاحب کو اتنا تھا کہ انگریزی میں اپنے نام کی اسپیلنگ جب انھوں نے مرتب کی تو اس کی اسپیلنگ "FIROQ" انگریزی حرف 'a' سے لکھوایا تھا۔ جب اپنا تخلص پڑھتے تھے تو فراق میں 'الف' کی آواز کو دیر تک کھینچتے رہتے تھے۔ یہ کیفیت قابل غور ہے۔ ٹینی سن، ورڈس ورتھ اور کیٹس تینوں کے یہاں یہ صورتیں ملتی ہیں۔ فراق صاحب سے VOWEL SOUND کی بحثیں اکثر حضرات نے ان کے منہ سے سنی ہوں گی۔ اس موقع پر وہ ورڈس ورتھ کی نظم BEHOLD HER SINGLE IN THE FIELD ایک خاص بلند آہنگی کے ساتھ پڑھتے تھے۔ پھر اپنی رباعیوں اور نظموں کے اشعار میں، انھیں حروف علت کی آوازوں سے سمعی اور بصری امیجز بھی پیش کرتے تھے۔ ایسی صورتیں ان کی نظموں اور رباعیوں میں اکثر پیدا ہوتی ہیں جن میں سمعی اور بصری امیجز بھی ہیں اور حروف علت کی گہرائی سے ابھرنے والی آوازیں بھی۔

پائل کی صدا ہے یا چھلکتے ہیں ایاغ ۔۔۔ ملتا ہی نہیں ہے آج دھرتی کا دماغ
لیے دھوپ کی لو مارتی ہے اندر سے پرے ۔۔۔ جل اٹھتے ہیں لالہ زار جنت کے چراغ

رنگت ہے کہ گھنگھور دھوئیں کی مدھم جھنکار ۔۔۔ جوبن ہے کہ پچھلی رات بجتا ہے ستار
سرشار فضاؤں کی رگیں ٹوٹتی ہیں ۔۔۔ چٹکا ہے انگڑائیاں جوانی کا خمار

یہ وقت ہے اب آپ اپنے پہ چھائیں
زمیں سے تا بہ انجم سکوت کے مینار (آدھی رات)

میں دیکھتا تھا ہے، مستی بھری کی طرح
کبھی اداس، کبھی شادماں، کبھی گمبھیر (جگنو)

پیکر پہ پڑتی ہے کہ گھنگھور دھوئیں کی مدھم جھنکار کی تشبیہ پر فراق صاحب سے سوال کیا گیا۔ یہ کیسی تشبیہ ہے۔ رنگت اور گھنگھور دھوئیں کی مدھم جھنکار میں کیا مماثلت ہو سکتی ہے تو فراق صاحب نے ورڈس ورتھ کی نظم THREE YEARS SHE GREW سے یہ مصرعے پڑھے

WHERE RIVULETS DANCE THEIR WAYWARD ROUND
AND BEAUTY BORN OF MURMURING SOUND
SHALL PASS INTO HER FACE

اور کہا کہ ایسی INANIMATE OBJECTS سے تشبیہات اردو شاعری میں بھی استعمال کرنا چاہتا ہوں۔ انگریزی شاعری میں ایسے موسیقی کے جمال کے حسن اور احساسات سے آئی ہوئی تشبیہیں ملتی ہیں۔

فراق صاحب کے مصرعوں میں یہ دونوں صورتیں دیکھی جا سکتی ہیں۔ انھوں نے بھی اپنی ابتدائی شاعری کو جیسے وہ اکثر لسانیاتی شاعری کہا کرتے تھے، تھرتھراتے ہوئے نئی جذبات کی شاعری سے تعبیر کیا ہے۔ ورڈس ورتھ کی ایک دلچسپ بات MARGARET DRABBLE نے ورڈس ورتھ کی اسی پہلو پر تنقید کرتے ہوئے تقریباً اسی طرح کی باتیں کی ہیں:

THE MOST NOTICEABLE OF THESE QUALITIES AS A NEW TONE OF TENDER PERSONAL EMOTION ITS BEST PURE AND STRONG'
(WORDSWORTH P. 64, 1974 EDITION)

یہی صورتیں کیٹس کے یہاں بھی دیکھی جا سکتی ہیں جس نے شعر میں موسیقی اور VOWEL SOUND پر خاصہ زور دیا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ کیٹس کے یہاں بھی اکثر اسی طرح کی بے عروضیاں اور الفاظ کے اپنے راستوں سے بھٹک جانے کی صورتیں ملتی ہیں جس طرح کبھی کبھی فراق صاحب کی ان غزلوں اور اشعار میں ملتی ہیں جب وہ ہندی کے دوہوں یا ہندی کے سویا، ان میں یا میر کی تقلید میں بحر ہی اختیار کرتے ہیں۔ میں یہاں ان کے بے عروضیوں کا تذکرہ نہ کروں گا۔ کیونکہ حال ہی میں پروفیسر گیان چند جین نے 'نیا دور' کے فراق نمبر میں ان بے عروضیوں کا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ اگرچہ اس جائزے میں زیادہ تر مثالیں غلط دی گئی ہیں۔ کیونکہ گیان چند جین صاحب نے فراق کے اپنے مجموعوں کو بنیاد بنایا ہے جو بے احتیاطی سے چھپے ہوئے ہیں اور اپنے مرتب کی لاعلمی کا پتہ دیتے ہیں۔ جس سے کہ فراق صاحب کو لوگوں نے آنسوؤں سے روتے ہوئے دیکھا ہے، مگر فراق صاحب کی نظر عروض قوافی کی صحت پر عموماً نہیں رہا کرتی تھی۔ گویا صوری، معنوی اور ایک تیز حسیاتی کیفیت کے آگے وہ ان تمام باتوں کو بھی کبھی فروعی سمجھتے تھے۔ ان تمام بحثوں سے یہ نتیجہ نکالنا مقصود نہیں کہ فراق صاحب صرف انگریزی شعراء کی نقلیں اتارتے تھے۔ اور ان کی بوطیقا صرف مانگے تانگے کی ہے۔ ورنہ انگریزی ادب سے ہٹ کر خود فراق صاحب کے دور پر نظر ڈالیے تو حالی نے جس غزل سے پیچھا چھڑوایا تھا، وہ خیالات کی دنیا کی بات تو تھی ہی، مگر اس سے تقلید پر بھی خاصا زور ملتا ہے۔ پھر خیالات کی آزادی، وہی ورڈس ورتھ اور خود عربی فارسی شاعری میں 'شاعری جزویست از پیغمبری' نے جو شاعر کو ایک طرح کا

www.urduchannel.in

رسول بنا ہوا تھا اور POETIC MESSAGE پر جو زور تھا، اس نے نظموں کی طرف اردو شعراء کو بھی مائل کیا۔ مولانا حالی کے شعراء سے، [illegible] اور انھیں کے وسیلے سے اردو نظم نگاروں نے بھی بڑی حد تک آزادی حاصل کر لی تھی۔ اب اس بحث کو اگر یہیں تک سمجھئے تو اسمٰعیل میرٹھی، عبدالحلیم شرر اور چکبست وغیرہ نے جو غیر مقفیٰ اور معریٰ شاعری کے تجربے کئے تھے وہ بھی انیسویں اور بیسویں صدی کی ابتدا کا مزاج (TEMPER) بنتے ہیں۔ اس طرح فراق صاحب کا دور خود ایسے تجربوں کے لئے فضا تیار کر رہا تھا، جس کی ہر لہر کو فراق نے اچھی طرح گرفت میں لیا۔ آدھی رات، پرچھائیاں، جگنو، دھرتی کی کروٹ، سب میں یہ لہریں پورے شباب پر ہیں۔ فراق صاحب اس راز سے اچھی طرح باخبر تھے کہ

TO LIVE WITHOUT BEING AWARE IN THE FULL SENSE OF FEELING AS WELL AS OF THOUGHT OF THE CLIMATE OF ONE'S AGE IS ONLY HALF TO LIVE AND HALF LIVES HAVE NEVER BEEN COMPLETE POETS

اس طرح فراق صاحب کی بے عروضیوں اور قافیہ ردیف یا الفاظ کی حرکات و سکون سے لاپروائی ان کی آزادہ روی ہے جو زیادہ احترام رکھنے کی وجہ سے بھی کبھی ان کو ان باتوں سے بے خبر بھی کر دیتی تھی۔ اس بحث میں جو بات اس وقت کام کی ہے وہ یہ ہے کہ فراق صاحب اپنی بوطیقا میں شعری آزادی کے خواہاں ہیں اور شعری آزادی سے مراد مصنوعی ترکیبیں، آرائش کی ایسی شعری کوشش جو شعر کو تو چاروں کھونٹ برابر رکھے مگر اس کی تاثیریت اور معنویت کا خون کر دے۔ اور یہ آزادی خواہ وہ نظموں میں چاہتے ہیں اور غزل میں، کلاسیکی لوازم برتنے کی حتی الامکان کوشش کرتے ہیں لیکن یہ بھی ایک خاص حد تک۔

اب ذرا ان اقوال کو پھر اپنے ذہن میں دہرائیے جو اوپر اس مقالے میں فراق صاحب کی مختلف کتابوں یا مضامین سے اپنی شاعری کی توجیہات کے سلسلے میں لئے گئے ہیں تو پھر ان کی بوطیقا، فکر شعر، شعر کی ماہیت، علاوہ فکر اور جذبات کے انتخاب کی کشش سمجھ آتی ہے۔ فراق صاحب نے بہت بندھے ٹکے اصولوں کے خلاف آواز اٹھائی ہے خواہ وہ ادب میں ہوں یا ان کی زندگی میں وہ بھی تکلفات کے آدمی رہے اور نہ فکر و فن میں تکلفات برتنے کے قائل۔ یہی صورت ان کے عشق میں بھی رہی اور ان کے شعری تجربوں میں بھی۔ عشق اور عشقیہ شاعری دونوں کے تئیں انھوں نے بہت واضح طور پر کہا کہ:

"ہم اسے سچی عشقیہ شاعری نہیں کہتے جو ہمیں متاثر کر دے۔ بلکہ جو محبت اور زندگی کے لئے حوصلہ شکن ہو۔ ہم اسے حقیقی شاعری کہتے ہیں جو ہماری رگوں میں خون دوڑا دے اور ہماری زندگی کو بھرپور بنا دے۔"

"عشقیہ شاعری کی غرض و غایت ایک ڈھکی کھلی عشقیہ شاعری کرنا ہے تاکہ اس آئینے میں ہم

اپنا جو دوا اپنا علاج رہے گئے۔ آزادہ روی عشقیہ شاعری کی ہے۔)

یہاں سے فراق صاحب کی بوطیقا نظریاتی اور موضوعاتی حیثیت اختیار کرتی ہے کہ فن شاعری صرف خارجی آرائش و زیبائش ہی کا نام نہیں بلکہ شاعری میں فکری عناصر بھی ہوتے ہیں۔ یہ بات کس حد تک صحیح ہیں ان سب وضاحتوں کی شاعر کے نظریے شاعری کو سمجھا جا سکتا ہے۔ فراق صاحب نے جو "عارفانہ" اور "فلسفیانہ" دو لفظ استعمال کئے ہیں ان سے ہم سمجھ جو کہ ان کی تعبیر کرنا چاہتے۔ فراق صاحب انھیں روایتی طور پر استعمال نہیں کرتے بلکہ عارفانہ ان کے یہاں ہمیشہ زندگی کا عرفان ہوتا ہے۔ اگر کوئی اس لفظ کو صوفیوں کی اصطلاح میں فراق کے یہاں استعمال کرے گا تو اسے ان معنوں میں مایوسی ہوگی کہ فراق کائنات کے راز کو ارضی اور عقلی صورتوں سے پانے میں کوشاں ہوتے ہیں۔ ان کا تجزیہ کائنات کی مادی کوششوں اور مادی طاقت کی جوش کا تجزیہ اور جبر کی قوت کا ادراک ہے۔ اسی طرح "فلسفیانہ" لفظ بھی فکری گہرائی، زندگی کے تجربات اور حیات انسانی کی پیچیدگی اور ان آمیزشوں سے وابستہ ہوتا ہے جس کی تہذیب ایک عقل، مادی انسان بنتے ہیں۔ مگر یہ کسی ہے۔ ان سے فلسفے کو شعر بنا دینے کی ادبیت اور یا دو چاشنی کبھی کی مجبوریت نہیں سمجھنا چاہئے۔ اپنی روزمرہ کی گفتگو میں بھی وہ یہ الفاظ برتتے تھے۔ ایٹم کا نوبل فتح برنارڈ، لینن کا روسی انقلاب سے مزدوروں کی طاقت کا اجتماعی IMPACT، مارکس کی معاشی تنظیم کا ادراک اور سوال، وہ یہ کہ زندگی روحانی طاقت کا حصول اور آئنسٹائن کا سہ ابعادی (THREE DIMENSIONAL) یا چہار ابعادی نظریہ سب کو انسانی ارتقاء سے تعبیر کرتے تھے۔ اور اسی ارتقا کو ادب اور شاعری میں اسیر کر لینے کا نام ان کے نزدیک فلسفہ حیات کی چوٹیوں کو چھونا تھا۔ جب شاعری میں اس ارتقائے حیات کا عطر (ESSENCE) کھنچ آئے تو ایسی شاعری، فلسفہ کائنات یا فلسفہ حیات انسانی بنتی ہے جو جامد نہیں ہے بلکہ روز بروز ارتقا پذیر ہے اور رہے گی۔ مذہب کو بھی ارتقائے حیات انسانی کا ایک قدم سمجھنا چاہئے۔ وہ اکثر اپنی نجی گفتگو میں ہندو مذہب کو ایک طرز حیات (A WAY OF LIVING) کہتے تھے۔ اب دیکھنا چاہئے کہ ان کی شاعری میں حیات کا یہ عطر مجموعہ کس طرح سمویا گیا ہے۔ کوئی چاہے تو ارسطو کی بوطیقا کی اصطلاح میں اس موضوع کو فراق صاحب کی FABLE کہہ سکتا ہے۔ یہاں چند اشعار پیش کئے جاتے ہیں:

زندگی کیا ہے اس کو آج اے دوست ۔۔۔ سوچ لیں اور اداس ہو جائیں

اس دور میں زندگی بشر کی ۔۔۔ بیمار کی رات ہو گئی ہے

کسی کی بزم طرب میں حیات بٹتی تھی ۔۔۔ امیدواروں میں کل موت بھی نظر آئی

حسرتیں گرد کے مانند اڑی جاتی ہیں ۔۔۔ وہی انداز جہان گزراں ہے کہ جو تھا

ابھی جھجکتی بشر منتظر سی ہو جیسے ۔۔۔ کہ آدمی ابھی فطرت کا شاہکار نہیں

ابھی ہر شے سے ہوتی ہے نمایاں شان انسانی ۔۔۔ ابھی ہر چیز میں اپنی کمی محسوس ہوتی ہے

کچھ قفس کی تیلیوں سے چھن رہا ہے نور سا ۔۔۔ کچھ فضا کچھ حسرت پرواز کی باتیں کرو

www.urduchannel.in

جوازِ عمرِ حیات کہیں ختم ہی نہیں — منزل نہ کر، حدود سے دُنیا بنی نہیں
ہر عقدۂ تقدیرِ جہاں کھول رہی ہے — ہاں دھیان سے سننا یہ صدی بول رہی ہے
نظر کے سامنے آئینۂ حیات تو ہے — مری غزل کے نہ معنی ہوں کوئی بات نہیں
ایک کو ایک کی خبر منزلِ عشق میں نہ تھی — کوئی بھی اہلِ کارواں، شاملِ کارواں نہ تھا
زمین جاگ رہی ہے کہ انقلاب ہے کل — وہ رات ہے، کوئی ذرہ بھی محوِ خواب نہیں
دھیمی رفتار انقلاب فراق — کتنی آہستہ اور کتنی تیز
مرے ہی جبر سے آزادیاں عبارت ہیں — کہ میں خدا کی مشیت سے کھیل سکتا ہوں

اب ذرا فراق صاحب کے اپنے خیالات بھی دو اقتباسات میں سن لیجیے

۱۔ "میرے مزاج میں پہلے ہی سے یہ بات تھی، عشق کو کائناتی اور آفاقی مسائل کے حسن اور لمس سے ہی صحیح معنوں میں عشق بنتا ہے۔۔۔۔ ۱۹۳۶ء کے بعد میری عشقیہ شاعری پر اشتراکی فلسفے کا بھی براہِ راست اور کبھی بالواسطہ اثر برابر پڑ رہا ہے"

۲۔ "عموماً اردو، منظریہ اور جمالیاتی شاعری دونوں TWO DIMENSIONAL رہی ہیں۔ یعنی عرض و طول کا تو کچھ اندازہ ہو جاتا ہے لیکن حجم، دبازت یا ضخامت کا اندازہ اس وقت ممکن ہے جب شاعری THREE DIMENSIONAL ہو اور اسے تیسرا DIMENSION یعنی SPACE کا CURVATURE ہو تو یہ بڑے دور کی چیز ہے۔ روپ، کی رباعیوں میں میں نے جسمیت کے تیسرے DIMENSION کو پیش کرنے کی کئی موقعوں پر کوشش کی ہے۔۔۔۔۔ دوسری چیز جس کی کمی اردو شاعری میں رہی ہے وہ ہے احساسِ رنگ یا COLOUR SENSE میں نے اردو شاعری میں اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔۔۔۔۔ اردو کی منظر نگاری کو میرے کلام سے بہت فروغ ہوا، لیکن کیٹس، ٹینی سن، ملٹن، کالی داس، شیکسپیئر کے یہاں منظر نگاری کے جو تجربے ہیں وہاں تک میں اپنے کلام کو ابھی لے جا سکا ہوں اور ابھی نہیں لے جا سکا ہوں۔"

ان اقتباسات میں کتنی باتیں محلِ نزاع ہیں اور کتنی ایک طرح کا بیان پروپیگنڈہ ہیں۔ اس سے فی الحال بحث نہیں۔ یہاں صرف یہ دیکھیے کہ فراق صاحب اردو شاعری سے کیا کیا چاہتے ہیں یا اچھے شعری فن کو کیا کچھ ہونا چاہیے۔ اردو شاعری میں نیچر اور منظر نگاری کی کمی کی رہی ہے۔ اور اگر کسی نے اسے مکمل طور پر پیش کیا ہے تو فراق صاحب نے اسے کہاں تک دیکھا اور سمجھا ہے یہ الگ باتیں ہیں۔ مگر خود فراق صاحب کا نقطہ نظر ہی یہاں سمجھنا کافی ہے۔ جسے وہ اپنے خطوط اور تنقیدی مضامین میں احساسِ رنگ، اور بلند سنجیدگی (HIGH SERIOUSNESS) کہتے رہے ہیں۔ ان کی شاعری کہیں اس بلندی تک پہنچنے میں کوتاہ ہے اور کہیں وہ بھی نہیں ہے اور مغربی شاعری کے COLOUR SENSE اور احساس قلم سے فراق صاحب کو کیٹس کا مثیل کہا جاتا ہے یا شاعری میں آرنلڈ کی HIGH SERIOUSNESS تک تو فراق صاحب کی صرف زبانی کوشش کہا جا سکتا ہے۔ ہاں اس سے یہ بات

ضرور نکلتی ہے کہ انھیں شاعری کے ارتقا میں یہ اہم تقاضے معلوم ہوتے ہیں۔ اور اگر اردو شاعری ان تقاضوں کو پورا کر سکے تو اردو شاعری کے ارتقا میں یہ منزلیں متوجہ ہو سکتی ہیں جن سے اردو شاعری کی آمیزش تو تھی۔ یہاں تھوڑی دیر کے لئے اگر یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ یہ سب باتیں فراق صاحب کے خود اپنے ذہن کی پیداوار نہیں ہیں، اور اگر ہیں تو بہت تھوڑا سا اضافہ ہیں۔ یہی سارے تقاضے انگریزی شاعری سے رومانوی شعرا خصوصاً ورڈز ورتھ اور کیٹس نے بھی کئے تھے۔ باقی یہ حسن اور کلر سنس کی باتیں ورڈز ورتھ اور کیٹس کے سلسلے میں والٹر پیٹر، اسٹاپفورڈ بروک اور ڈکسن مرے وغیرہ نے بھی کی ہیں۔ مشکل یہ ہے کہ رومانوی شعرا میں سے عام طور پر ورڈز ورتھ نے FALL OF BASTILE سے اگر فرانسیسی انقلاب اور اس کے بعد جنگ واٹرلو تک بہت کچھ خود دیکھا اور تجربہ کیا تھا۔ کچھ بعد کے آنے والے اس کے اثرات اپنی سوسائٹی پر دیکھتے رہے اور پھر اس سماجی تبدیلی کے خواہاں ہوئے۔ جہاں دانشور اور فنکار سب کو ایک تیز روحانی طور پر اثر پڑا اور اسی لئے ورڈز ورتھ کو افسوس کے ساتھ کہنا پڑا کہ "SOCIETY HAS PARTED FROM MAN TO MAN" اور پھر ان تمام تجربات نے عام زندگی کی معصومیت حاصل کر لینے کے لئے انگریزی شاعری سے یہ تقاضے کئے ہیں۔ فراق صاحب نے اتنی بڑی کوئی تبدیلی نہیں دیکھی۔ ہاں ہندوستان کی جنگ آزادی اور عالمی جنگ کی تخریبی جھلکیاں ان کے اپنے تجربے ہیں اور آدھی رات یا جگنو اسی لئے ایک گزاری ہوئی زندگی کا تجزیہ پیش کرتی ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ اسی شاعری کو ہائی سیریس نس کے تقاضوں کے اس قدر قریب لایا جا سکتا ہے اور پھر شاعری کی وہ کمی فراق صاحب کہاں تک پوری کر سکے ہیں جس کا انھوں نے دعویٰ کیا ہے۔ تاہم ان کی نظموں اور رباعیوں میں بہت سی ایسی بلندیاں ہیں جنھیں اردو کے شعری سرمائے میں یقیناً ایک اضافے کی صورت حاصل رہے گی۔ حسب ذیل شعری تجربے مثال کے طور پر ملاحظہ ہوں:

کنول نے چادرِ شبنم میں منہ لپیٹ لیا — کہاں پہ سو گئی کلیوں کی مسکراہٹ بھی
ذرا بھی حس و حرکت نہیں نہیں جنبش — سکوتِ نیم شبی کی حدیں نہیں ملتیں
اب انقلاب میں شاید زیادہ دیر نہیں — گزر رہے ہیں کئی کارواں دھندلکے میں
سکوتِ نیم شبی ہے انھیں کی پاؤں کی چاپ — وہ دیکھو اور جاگ اٹھا آدھی رات کا جادو

انھوں نے جو کلر سنس کی بات کی، اسے ان کے ایسے اشعار میں دیکھنا چاہیے جہاں انھوں نے وقت، فضا، موسم اور حسن مجسم یا معشوق کے جسم کی رنگت یا بناوٹ کو پیش کیا ہے۔ اسی کو اکثر وہ عشق کا عرفانِ ذات و صفات بھی کہتے تھے جسے کھینچ کر اپنی ارضیت تک لے جاتے ہیں۔ ان کی تحریروں سے یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ وہ یہ تمام باتیں اپنی شاعری کی وضاحت میں کہتے ہیں دوسروں کو اس حد تک تقلید میں نہیں لانا چاہتے۔ گویا ان کی بوطیقا یہ نہیں کہتی کہ شاعری میں یہ کچھ ہونا چاہیے۔ تب وہ اچھی شاعری بنتی ہے جیسا کہ ارسطو نے اصولِ شاعری یا ڈرامہ یا فن نقد پر باتیں کی ہیں۔ بلکہ میری شاعری میں یہ کچھ

www.urduchannel.in

ہے اور یہ وہ ہے جو میری شاعری سے پہلے موجود نہیں تھا۔ اس طرح فراق صاحب کی یہ بوطیقا اپنی توضیح آپ ہے۔ لیکن یہ تو یہ وہ لوازم ہیں جو بہت کچھ ابھرتے ہیں۔ اس لئے یہ اچھی شاعری کا معیار بنیں گے۔

فراق صاحب نے ارضیت کو بھی اچھے شعری لوازم میں شامل کیا ہے۔ جسے دو طریقوں سے سمجھایا جا سکتا ہے۔ ایک ارضیت تو یہ ہے کہ شعر کو انسانوں کی زندگی کے تجربوں سے آنا چاہئے۔ اس میں ماورائیت (اس سے اپنائیت کو ختم کر دیتی ہے اور اسی لئے عشق میں جسمانی تجربوں کو لازمی جزو مانا گیا ہے۔ مگر یہ لازمی جزو بڑی خطرناک چیز بھی بن سکتا ہے اگر اس کے حدود مقرر نہ کئے جائیں۔ ایسے تجربے انشاء، رنگین، داغ اور نواب مرزا شوق نے بھی کئے ہیں۔ مومن کی مثنویوں میں بھی جسمانی تجربوں کی تصویریں ہیں مگر وہ اعتدال سے بڑھ کر جنس کے اظہار کا طریقہ بن جاتی ہیں جن سے حسن و عشق کی طہارت کے بجائے مستی، لذت پرستی اور شہوانیات کی بے اعتدالیوں کو ہوا ملتی ہے۔ فراق صاحب جنسیت کی شمولیت کے منکر نہیں کہ یہ تخلیق کائنات اور کسی حد تک عشق کی تحریک کا موجب بھی بنتی ہے مگر اسے ایک تہذیب کئے ہوئے جذبے کے تحت شاعری کے ملکے میں داخل ہونا چاہئے۔ اس کا مقصد قیصری تو ہو سکتا ہے مگر جمالیات اور تطہیر کی نفی کے ساتھ نہیں اور جس کا دائرہ لمحاتی لذت پرستی تک نہ ہو بلکہ اسے انسانی حیات کے صحیح معنوں میں مدغم کیا جا سکے جسے فراق صاحب نے ایک شعر میں یوں کہا ہے:

یہی مقصد حیات عشق کا ہے
زندگی کو پہچانے

اس طرح یہ ارضیت انسانی تجربوں سے ہوتی ہوئی تعمیر حیات کے مختلف شعبوں کا ادراک کرتی ہے تب اس میں وہ بلندی پیدا ہو سکتی ہے۔ اگر وہ اچھے شعر کے تجربوں سے گزرے کہ اس میں بڑی ہمہ گیری کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ بادی النظر میں یہ شعری فکر، جمالیاتی تجسیم یا جسمانی جمال کی پیکریت سے پیدا کی گئی ہو۔

ذرا ایک ایسے شعری تجربے بھی فراق کے دیکھتے چلیں:

کہیں یہی تو نہیں کاشف حیات و ممات
یہ حسن و عشق بظاہر ہیں بے خبر پھر بھی

جہاں میں دل کی جہاں کوئی واردات ہوئی
حیات تازہ سے لبریز کائنات ہوئی

ہو گئی کائنات رنگا رنگ
وہ گلابی نظر سے چھلکائی

بہت دنوں میں محبت کو یہ ہوا معلوم
جو تیرے ہجر میں گزری وہ رات رات ہوئی

اک فسوں ساماں نگاہ آشنا کی دیر تھی
اس بھری دنیا میں ہم تنہا نظر آنے لگے

باغ جنت پہ گھٹا جیسے برس کر کھل جائے
سوندھی سوندھی تری خوشبوئے بدن کیا کہنا

فراق ایک ہوئے جاتے ہیں زمان و مکاں
تلاش دوست میں میں بھی کہاں نکل آیا

محبت میں مری تنہائیوں کے ہیں کئی عنواں
ترا آنا، ترا ملنا، ترا اٹھنا، ترا جانا

کئی آنسو سب غم جذب ہوئے ان میں فراق
آج یہ فلسفے یاد عجب کیسی ہے

اسی ارضیت سے پھر فراق کے یہاں محدود مقامیت کا تصور بھی ابھرتا ہے جسے اپنی شاعری کی پہچان کے لئے انھوں نے ایک سنگ میل قرار دیا ہے۔ اس تصور میں آفاقیت تو نہیں مگر کوئی آفاقی شاعری اس مقامی ارضیت سے خالی بھی نہیں رہی۔ ہندوستان کی فضا یہاں کے جذبات کو ایک خاص طرح سے متشکل کرتی ہے اور انھیں دائروں میں جذبات اور احساسات اگر پلتے ہیں تو شعریت ایک طرح سے شکل ہوتی ہے۔ احساسات ایسے مانوس احساسات بنتے ہیں جن سے قاری، سامع اور خود شاعر کے صحیح جذبات، ایسے مقامی رسم و رواج سے بچ کر تجربوں کی شکل میں اکھٹے جاتے ہیں۔ جن سے قربت کا احساس بڑھ جاتا ہے۔ ہر ادب اپنی تاریخ، اپنی زمینی سطحوں اور اپنی تہذیب کے راستوں ہی سے اپنی اقدار، پسند و ناپسند، دکھ درد اور غم کے حدود بناتا اور متعین کرتا ہے۔ ہندوستان مختلف قوموں کی آماجگاہ رہا ہے اور تمام قومیں اپنی تہذیبیں اپنے درد و غم، عیش و نشاط اور ان کے برتنے کے طریقے لے کر اس سرزمین پر آئیں اور یہاں کے آب و رنگ سے متاثر ہو کر ایک نئے مزاج، کیفیت، ایقان و ایمان میں ڈھلتی گئیں اور پھر شعر و ادب میں جب یہ تجربات پیش ہوئے تو وہ تجربے وہ نہ رہ گئے جنھیں خالصتاً کسی ایک قوم سے وابستہ کیا جا سکتا۔ فراق صاحب خود بھی اس پر ایمان رکھتے تھے۔ اپنے ایک خط میں انھوں نے اس کا اظہار بھی کیا ہے۔

"ہمارا ملک ہندوؤں کی ملکیت نہیں ہے نہ مسلمانوں کی۔ یہ ملک بنی نوع آدم کی مادر وطن ہے۔ آج بھی ہمارے سینوں میں تہذیب کی پہلی ہچکیں سانس لے رہی ہیں۔ ہمارے شعور پر خلقت کی داغی ازلیت آج بھی منڈلا رہی ہے۔ ہماری نظر آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیتا ہے۔۔۔۔ یوں کے چکر کرتی کی یہی، مندروں کے گھنٹوں کی آواز اور اذان کی آوازوں سے ہمارے ملک کی فضا گونجی ہوتی ہے۔ زندگی یہ ہستی یا باہمی جھگڑوں سے بڑی حقیقت ہے اور اب بھی دو قوموں کی تھیوری سے بڑی چیز ہے۔۔۔۔ بڑا ادب کسی قوم کے اپنی کھالوں میں مست رہنے کا ادب نہیں رہتا۔ اس میں آفاقیت و مقامیت کا سنگم ہوتا ہے۔ علاحدگی (SEPARATISM) قوموں، تہذیبوں اور فنون کے لئے موت کا باعث بن جاتی ہے۔ ہم ہندوستانی ضرور ہیں لیکن کرۂ ارض یا کائنات کے بھی شہری ہیں" (من آنم ۹ ص ۱۲۵)

اس سلسلے کا ایک چھوٹا سا اقتباس اور دیکھئے۔ پھر ہم فراق صاحب کے اشعار پیش کریں گے:

"اب ہندوستانی زندگی کے مختلف پہلوؤں اور کیفیتوں کو اردو ادب میں زیادہ سے زیادہ جگہ دینے کی ضرورت کو لیجئے۔۔۔ ہم لوگوں کی کوششیں ہندوستانی زندگی کو اردو ادب میں زیادہ سے زیادہ اجاگر کرنے اور ابھارنے کی رہی ہیں۔ البتہ ایسا ہونے میں ہندوؤں کی زندگی کے مخصوص جلوے زیادہ

www.urduchannel.in

مر آئی ہے۔ اس سے ہرگز یہ نہیں کہ ہندو اثر بہت میں ہیں بلکہ اس سے کہ ان الفاظ سے ہندو زندگی زیادہ رنگا رنگ اور پہلو دار ہے۔ یہ رنگارنگی اور پہلو داری اردو ادب میں اسی طرح آ جانا چاہیے جس طرح وہ سنسکرت، پالی، بنگالی، اڑیا، مرہٹی، گجراتی اور جنوبی ہند کی زبانوں میں ملتی ہے۔" (من آنم ۱۲۸ ۔ ۱۴)

ان الفاظ نظر کے تحت فراق صاحب نے اپنے اشعار میں ارضیت، جس کو انھوں نے ہندو حقانیت کہا ہے، بہت رچے بسے طریقوں سے پیش کی ہے۔ اگرچہ اس پیش کش کو انھوں نے تین شاعروں ادیبوں سے وابستہ کیا ہے یعنی نظیر اکبر آبادی، پریم چند اور خود فراق صاحب، مگر اردو ادب کے طالب علم جانتے ہیں کہ یہ روایت محمد قلی قطب شاہ (جو اردو کا پہلا صاحب دیوان شاعر ہے)، وجہی اور ملک محمد جائسی، مرزا جان جاناں، یک ساعی، شیخ عثمان، قطب الدین باطن، افضل جھنجھانوی، صدر الدین فائز، ولی، بخش، اور سندر کل، میر حسن، چھمنے، خوشتر، واجد علی شاہ اختر کے رادھا کنہیا سے، اور امانت کی اندر سبھا سے ہوتی ہوئی فراق صاحب تک پہنچی ہے۔ مگر خیر۔ اب فراق صاحب کے کچھ ایسے اشعار بھی سنیے:

جاڑوں میں منہ اندھیرے سنگم کا سماں	جلوے گنگ و جمن کے کہرے میں نہاں
مکھڑے پہ جھٹپٹے میں تاروں کی وہ چھاؤں	وہ گیسوئے خم بہ خم کہ خوشبو کا دھواں
مدھوبن کے بسنت کا نکیلا ہے وہ روپ	برکھا رت کی طرح رسیلا ہے وہ روپ
رادھا کی چتک کرشن کی برزوری ہے	گوکل نگری کی راس لیلا ہے وہ روپ
زلف شب گوں کی چمک، پیکر سیمیں کی دمک	دیپ مالا ہے سر گنگ و جمن کیا کہنا
تجلی بدن کی بیاں کس طرح ہو کیفیت	سرسوتی کے بجاتے ہوئے ستار کی گت

ان صورتوں میں فراق صاحب کو دھوکا بھی ہوا ہے۔ جیسے یہاں "کالیا ناگ" کے قصے کو انھوں نے شیش ناگ کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ہندو دیو مالا میں، شیش ناگ کو حیات عطا کرنے والا دیوتا مانا گیا ہے۔

بس آخری بات یہ کہ فراق صاحب نے اپنی شاعری کے لیے ہمیشہ جذبات کی نرم روی کے ساتھ الفاظ میں نغمگیت، خواب آور فضا اور جذبات سے پھوٹتے ہوئے الفاظ تلاش کرنے کی فکر کی ہے۔ انھیں معصومیت، حقیقت اور بے ریا کیفیات کی الفاظ میں ہمیشہ تلاش رہی ہے کہ یہ تمام تلاش فطرت سے قریب لے جاتی ہے، لیکن اس کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ ناظر یا سامع، شاعر کے ساتھ ان بلندیوں تک اٹھ سکے، جہاں تک فراق اسے لے جانا چاہتے ہیں، ورنہ سارے شعری محسوسات اور جذبات الفاظ کی MANY SIDEDNESS بالکل "مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر" والی کیفیت پیدا کریں گے۔ یہ عمل اسی وقت تک اپنی تاثیر اور کسی حد تک بصیرت قائم رکھ سکتی ہے جب سامع اور

انھیں معصومیت، حقیقت اور بے ریا کیفیات کی الفاظ میں ہمیشہ تلاش رہی ہے کہ یہ تمام تلاش فطرت سے قریب لے جاتی ہے، لیکن اس کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ ناظر یا سامع، شاعر کے ساتھ ان بلندیوں تک اٹھ سکے، جہاں تک فراق اسے لے جانا چاہتے ہیں، ورنہ سارے شعری محسوسات اور جذبات الفاظ کی MANY SIDEDNESS بالکل "مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر" والی کیفیت پیدا کریں گے۔ یہ عمل اسی وقت تک اپنی تاثیر اور کسی حد تک بصیرت قائم رکھ سکتی ہے جب سامع اور
ناظر، دروں بینی والی تیز اور شاعرانہ نظر بھی رکھتے ہوں۔ فراق نے کیفیات کی اس عمل میں الفاظ کو حواس خمسہ عطا کرنے کی جو کوشش کی ہے وہی ان کی شاعری کی سمتوں کو کھولتے ہیں، جنھیں اکثر فراق اپنے خاص الفاظ میں "فطرت کی ملکار، معصومیت اور 'کاسمک' سے تعبیر کرتے رہے ہیں اور اسی میں وہ اپنے شعری تجربے کو بھی شامل کر لیتے ہیں۔ اور پھر اس میں رات کی کیفیات، جمال کی مختلف کروٹیں، حسن و عشق اور جنسیات کا تہذیب کیا ہوا جب سب کچھ اس طرح لپیٹ دیتے ہیں کہ بس دیکھتے رہ جائیے۔ میر انھیں سب سے زیادہ پسند ہیں کہ یہ دھیما لہجہ، چپکے چپکے آنسو بہانے کی کیفیت اور جذبات کے احتساب کے ساتھ وہ سب کچھ میر کے یہاں موجود ہے، جس کے فراق صاحب دلدادہ ہیں۔ ان کے حسب ذیل اشعار اس خیال پر صاد کریں گے:

ترک محبت کرنے والو کون ایسا جگ جیت لیا	عشق سے پہلے کے دن سوچو، کون بڑا سکھ ہوتا تھا
جھلک روپ کی شبنمی پیرہن میں	ہزاروں چراغوں کی یہ جگمگاہٹ
لہروں میں کھلا کنول نہائے جیسے	دوشیزۂ صبح گنگنائے جیسے
یہ روپ یہ سوچ یہ ترنم یہ نکھار	بچہ سوتے میں مسکرائے جیسے
کچھ آدمی کو بھی مجبوریاں ہیں دنیا میں	ارے وہ درد محبت سہی، تو کیا مر جائیں
فضا، تبسم صبح بہار تھی لیکن	پہنچ کے منزل جاناں پہ آنکھ بھر آئی
باغ جنت پہ گھٹا جیسے برس کر کھل جائے	سوندھی سوندھی تری خوشبوئے بدن کیا کہنا

یہ صحیح ہے کہ فراق صاحب نے اپنے بہت سے شعری تلازمے، تشبیہات و استعارے، شعری نظریات، انگریزی اور ہندی ادب سے لیے ہیں۔ کہیں کہیں ایسے موڈ بھی اپنائے ہیں جو انگریزی اور ہندی ادب میں بہت واضح موڈ ہیں۔ یہ بھی صحیح ہے کہ فارسی شاعری کے بھی بہت سے NOTATIONS فراق صاحب کے یہاں موجود ہیں، مگر ان سب کے سنگم سے انھوں نے خود اپنی ایک بوطیقا بنائی ہے جو اردو شاعری کی تاریخ میں بہت دنوں تک اپنی حیثیت بنائے رہے گی۔

●●●

www.urduchannel.in

غزلیں

۱

آنکھوں میں جو بات ہو گئی ہے — اک شرح حیات ہو گئی ہے
جب دل کی وفات ہو گئی ہے — ہر چیز کی رات ہو گئی ہے
غم سے چھٹ کر یہ غم ہے مجھ کو — کیوں غم سے نجات ہو گئی ہے
مدت سے خبر ملی نہ دل کی — شاید کوئی بات ہو گئی ہے
جس شے پہ نظر پڑی ہے تیری — تصویر حیات ہو گئی ہے
اب ہو مجھے دیکھئے کہاں صبح — ان زلفوں میں رات ہو گئی ہے
دل میں تجھ سے تھی جو شکایت — اب غم کے نکات ہو گئی ہے
اقرار گناہ عشق سن لو — مجھ سے اک بات ہو گئی ہے
جو چیز بھی مجھ کو ہاتھ آئی — تیری سوغات ہو گئی ہے
کیا جانئے موت پہلے کیا تھی — اب مری حیات ہو گئی ہے
گھٹتے گھٹتے تری عنایت — میری اوقات ہو گئی ہے
اس چشم سیہ کی یاد یکسر — شام ظلمات ہو گئی ہے
اس دور میں زندگی بشر کی — بیمار کی رات ہو گئی ہے
جیتی ہوئی بازئ محبت — کھیلا ہوں تو مات ہو گئی ہے
بننے لگیں زندگی کی قدریں — جب غم سے نجات ہو گئی ہے
وہ چاہیں تو وقت بھی بدل جائے — جب آئے ہیں رات ہو گئی ہے
دنیا ہے کتنی بے ٹھکانہ — عاشق کی برات ہو گئی ہے

www.urduchannel.in

پہلے وہ نگاہ اک کرن تھی   اب برقِ صفات ہو گئی ہے
جس چیز کو چھو دیا ہے تو نے   اک برگِ نبات ہو گئی ہے
اکا دکا صدائے زنجیر   زنداں میں رات ہو گئی ہے

ایک ایک صفت فراقؔ اس کی
دیکھا ہے تو ذات ہو گئی ہے

۳

یہ سرمئی فضاؤں کی کچھ کنمناہٹیں   ملتی ہیں مجھ کو پچھلے پہر تیری آہٹیں
اس کائناتِ غم کی فسردہ فضاؤں میں   بکھرا گئے ہیں آکے وہ کچھ مسکراہٹیں
اے جسمِ نازنینِ نگارا نظر نواز   صبحِ شبِ وصال تری ملگجاہٹیں
پڑتی ہے آسمانِ محبت پہ چھوٹ سی   بل بے جبینِ ناز تری جگمگاہٹیں
چلتی ہے جب نسیمِ خیالِ خرامِ ناز   سنتا ہوں دامنوں کی ترے سرسراہٹیں
چشمِ سیہ تبسمِ پنہاں لیے ہوئے   پو پھوٹنے سے قبل افق کی اداہٹیں
جنبش میں جیسے شاخ ہو گلہائے نغمہ کی   اک پیکرِ جمیل کی یہ لہلہاہٹیں
جھونکوں کی نذر ہو چمنِ انتظارِ دوست   یادِ امید و بیم کی یہ سنسناہٹیں
ہو سامنا اگر تو خجل ہو نگاہِ برق   دیکھی ہیں حسن و عشق میں وہ اچپلاہٹیں
کس دیس کو سدھار گئیں اے جمالِ یار   رنگیں لبوں پہ کھیل کے کچھ مسکراہٹیں
رخسارِ تر سے تازہ ہو باغِ عدن کی یاد   اور اس کی پہلی صبح کی وہ رسمساہٹیں
سازِ جمال کی یہ نوا ہائے سرمدی   جو بن تو وہ فرشتے سنیں گنگناہٹیں
آزردگیٔ حسن بھی کس درجہ شوخ ہے   اشکوں میں تیرتی ہوئی کچھ مسکراہٹیں

ہونے لگا ہوں خود سے قریب اے شبِ الم   میں پا رہا ہوں ہجر میں کچھ اپنی آہٹیں

میری غزل کی جان سمجھنا انھیں فراقؔ
شمعِ خیالِ یار کی یہ تھرتھراہٹیں

۴

ہے ابھی مہتاب باقی اور باقی ہے شراب   اور باقی میرے تیرے درمیاں صد ہا حجاب
دید اندر دید حیرانم حجاب اندر حجاب   وائے با وصفِ ہمیں قدرِ نزدیکی اجتناب
دل میں یوں بیدار ہوتے ہیں خیالاتِ غزل   آنکھیں ملتے جس طرح اٹھے کوئی مستِ شباب
گیسوئے خمدار میں اشعارِ تر کی ٹھنڈکیں   آتشِ رخسار میں تابِ [illegible] کا التہاب
چوڑیاں بجتی ہیں دل میں مرحبا بزمِ خیال   کھلتے جاتے ہیں لگاوٹ میں حسینوں کے گلاب
کاش پڑھ سکتا کسی صورت سے تو آیاتِ عشق   اہلِ دل بھی تو ہیں اے شیخِ زماں اہلِ کتاب
ایک عالم پر نہیں رہتی ہیں کیفیاتِ عشق   گاہ ریگستاں بھی دریا گاہ دریا بھی سراب
کون رکھ سکتا ہے اس کو ساکن و جامد کہ زیست   انقلاب و انقلاب و انقلاب و انقلاب
ڈھونڈیے کیوں استعارہ اور تشبیہ و مثال   حسن تو وہ ہے بتائیں جس کو حسنِ لاجواب
ہشتِ جنت کی بہاریں چند چھینٹیں ہیں [illegible]   غنچہ کھلتا ہے تو فردوسوں کے کھل جاتے ہیں باب
آ رہا ہے ناز سے سمتِ چمن وہ خوش خرام   دوش پر وہ گیسوئے شبگوں کے منڈلاتے سحاب
حسن خود اپنا نقیب آنکھوں کو دیتا ہے پیام   آمد آمد آفتاب آمد دلیلِ آفتاب
غفلتِ تقدیرِ آدم اہلِ مذہب سے نہ پوچھ   جو مشیت نے نہ دیکھے دل نے وہ دیکھے ہیں خواب
حسن وہ جو ایک کر دے معنیِ فتح و شکست   رہ گئی سو بار جھک جھک کر نگاہِ کامیاب

www.urduchannel.in

غیب کی نظروں سے بچالے چیز اپنی وقت ہے — پھر نہ ہاتھ آئیگا کچھ جو ہو گیا پا در رکاب

بے نقاب جلوہ ہے ہر جلوہ نظر حیران ہوں — آج کسی بیت الحرم میں ہو گیا ہوں باریاب

بارہا سازِ ابد نے دمِ فکرِ سخن — چھو لیا ہے اس سکوں کو جو ہے جانِ اضطراب

سرمدی آہنگ سن جو سازِ شعر راز خو — آ رہا ہو ایک کس پردے سے یاد دل خراب

بزمِ فطرت سر بسر ہوتی ہو اک بزمِ صلح — وہ سکوتِ نیم شب کا نغمۂ بے ساز و رباب

اے فراقؔ عشق میں حیرت کی نگاہیں باادب
اپنے دل کی خلوتوں میں ہو رہا ہوں باریاب

۴

دیدنی ہے نرگسِ خاموش کا طرزِ خطاب — گہ سوال اندر سوال و گہ جواب اندر جواب

جو بہ شیشہ تا بہ دل ہیں کس کے رنگہائے ناب — ساقیا تلوار کھنچتی ہو کہ کھنچتی ہے شراب

عشق کے آغوش میں بس اک دلِ خانہ خراب — حسن کے پہلو میں صد ہا آفتاب و ماہتاب

سورۂ کفار ہے عشق اور امیر المومنین — کعبہ و بتخانہ اوقافِ دلِ عالی جناب

راز کے صیغے میں رکھا تھا مشیت نے جنھیں — وہ حقائق ہو گئے میری غزل میں بے نقاب

ایک گنجِ بے بہا ہے اہلِ دل کو ان کی یاد — تیرے جورِ بے نہایت تیرے جورِ بے حساب

آدمیوں سے بھری ہے یہ بھری دنیا مگر — آدمی کو آدمی ہوتا نہیں ہے دستیاب

ساتھ غصے میں نہ چھوڑا شوخیوں نے حسن کا — برہمی کی ہر ادا میں مسکراتا ہے عتاب

عشق کی سرمستیوں کا کیا ہو اندازہ کہ عشق — صد شراب اندر شراب اندر شراب اندر شراب

عشق پر سے دل کوئی کیونکر لگا سکتا ہے حکم — ہم ثواب اندر ثواب و ہم عذاب اندر عذاب

زندہ رہ جاتا ہے ورنہ دہر میں کس کو ثبات — آج دنیا میں کہاں ہیں رستم و افراسیاب

راس آیا دہر کو خونِ جگر سے سینچنا — چہرۂ آفاق پر پھر آ چلی ہے آب و تاب

استعدۂ رشک لے جلوہ گاہِ سامانِ نشاط — عشق کے پاس اک دلِ پرسوز اک چشمِ پر آب

اب اسے کچھ اور کہتے ہیں کہ حسنِ اتفاق — اک نظر اٹھی ہوئی سی کر گئی مجھ کو خراب

ایک سناٹا اٹوٹ اکثر اور اکثر اے ندیم — دل کی ہر دھڑکن میں صد زیر و بمِ چنگ و رباب

آ رہے ہیں گلستاں میں خیر و برکت کے پیام — ہو صدا بادِ صبا کی یا دعائے مستجاب

مرغ ہوں اس دشت کا کوئی نہ مارے پر جہاں — ایک ہی پنجے کے ہیں مارے چرغ و شاہین و عقاب

ہم سمندر تھاہ کے لائے گوہرِ رازِ دوام — داستانیں غلطیوں کی ہیں جہاں نقش بر آب

گر گئیں میری نظر سے آج اپنی سب خطائیں — دل لگی بھی ہے تو ان کی گالیوں کا کیا جواب

پوچھا جو مجھ سے تو اے شخص کیا ہوں کون ہوں — میں ذرا رسوائے عالم شاعروں میں انتخاب

اے فراقؔ آفاق ہے کوئی طلسم اندر طلسم
ہے ہر اک خواب حقیقت ہر حقیقت ایک خواب

۵

رات بھی، نیند بھی، کہانی بھی — ہائے کیا چیز ہے جوانی بھی

ایک پیغام زندگانی بھی — عاشقی مرگِ ناگہانی بھی

اس ادا کا تری جواب نہیں — مہربانی بھی سرگرانی بھی

دل کو اپنے بھی غم تھے دنیا میں — کچھ بلائیں تھیں آسمانی بھی

منصبِ دل خوشی لٹاتا ہے — غمِ پنہاں کی پاسبانی بھی

www.urduchannel.in

دل کو شعلوں سے کرتی ہے سیراب
زندگی آگ بھی ہے پانی بھی

شادکاموں کو یہ نہیں توفیق
دلِ غمگیں کی شادمانی بھی

لاکھ حسنِ یقیں سے بڑھ کر ہے
ان نگاہوں کی بدگمانی بھی

تنگنائے دلِ ملول میں ہے
بحرِ ہستی کی بے کرانی بھی

عشقِ ناکام کی ہے پرچھائیں
شادمانی بھی کامرانی بھی

دیکھ دل کے نگار خانے میں
زخمِ پنہاں کی ہے نشانی بھی

خلق کیا کیا مجھے نہیں کہتی
کچھ سنوں میں تری زبانی بھی

آئے تاریخِ عشق میں سو بار
موت کے دورِ درمیانی بھی

اپنی معصومیوں کے پردے میں
ہو گئی وہ نظر سیانی بھی

دن کو سورج مکھی ہے وہ نوگل
رات کو ہے وہ رات رانی بھی

دلِ بدنام تیرے بارے میں
لوگ کہتے ہیں اک کہانی بھی

وضع کرتے کوئی نئی دنیا
کہ یہ دنیا ہوئی پرانی بھی

دل کو آدابِ بندگی بھی نہ آئے
کر گئے لوگ حکمرانی بھی

جور کم کم کا شکریہ بس ہے
آپ کی اتنی مہربانی بھی

دل میں اک ہوک بھی اٹھی اے دوست
یاد آئی تری جوانی بھی

سر سے پا تک سپردگی کی ادا
ایک اندازِ ترکمانی بھی

پاس رہنا کسی کا رات کی رات
میہمانی بھی میزبانی بھی

ہو نہ عکسِ جبینِ ناز کہ ہے
دل میں اک نورِ کہکشانی بھی

زندگی عین دیدِ یار فراقؔ
زندگی ہجر کی کہانی بھی

۶

ایک شبِ غم وہ بھی تھی جس میں جی بھر آئے تو اشک بہائیں
ایک شبِ غم یہ بھی ہے جس میں اے دل رو رو کے سو جائیں

جانے والا گھر جائے گا کاش یہ پہلے سوچا ہوتا
ہم تو منتظر اس کے تھے بس کب ملنے کی گھڑیاں آئیں

الگ الگ بہتی رہتی ہے ہر انساں کی جیون دھارا
دیکھ ملیں کب آج کے بچھڑے لے لوں بڑھ کے تیز بلائیں

سنتے ہیں کچھ رو لینے سے جی ہلکا ہو جاتا ہے
شاید تھوڑی دیر برس کر چھٹ جائیں کچھ غم کی گھٹائیں

اپنے دل سے غافل رہنا اہلِ عشق کا کام نہیں
حسن بھی ہے جس کی پرچھائیں آج وہ من کی جوت جگائیں

سب کو اپنے اپنے دکھ ہیں سب کو اپنی اپنی پڑی ہے
اے دلِ غمگیں تیری کہانی کون سنے گا کس کو سنائیں

جسمِ نازنیں میں سرتاپا نرم لویں لہرائی ہوئی سی
تیرے آتے ہی بزمِ ناز میں جیسے کئی شمعیں جل جائیں

ہاں ہاں تجھ کو دیکھ رہا ہوں کیا جلوہ ہے کیا پردہ ہے
دل دے نظارے کی گواہی اور یہ آنکھیں قسمیں کھائیں

لفظوں میں چہرے نظر آئیں گے چشمِ بینا کی ہے شرط
کئی زاویوں سے خلقت کو شعر مرے آئینہ دکھائیں

www.urduchannel.in

ہم کو گناہ و ثواب سے مطلب؛ لیکن عشق میں اکثر آئے

وہ لمحے خود میری ہستی جیسے مجھے دیتے ہوں دعائیں
چھوڑو وفا و جفا کی بحثیں اپنے کو پہچان لے عشق

غور سے دیکھو تو سب دھوکا ہے کیسی وفائیں کیسی جفائیں
حسن اک بے بیندھا ہوا موتی یا اک بے سونگھا ہوا پھول

ہوش فرشتوں کے بھی اڑا دیں تیری یہ دوشیزہ ادائیں
باتیں اس کی یاد آتی ہیں لیکن ہم پر یہ نہیں کھلتا

کن باتوں پر اشک بہائیں کن باتوں سے جی بہلائیں
ساقی اپنا غم خانہ بھی مے خانہ بن جاتا ہے

مست سے غم ہو کر جب ہم آنکھوں کے ساغر چھلکائیں
اہلِ مسافت ایک رات کا یہ بھی ساتھ غنیمت ہے

کوچ کرو تو صدا دے دینا ہم نہ کہیں سوتے رہ جائیں
ہوش میں کیسے رہ سکتا ہوں آخر شاعرِ فطرت ہوں

صبح کے ست رنگے جھرمٹ سے جب وہ انگلیاں مجھے بلائیں
ایک غزالِ رم خوردہ کا منھ پھیرے ایسے میں گزرنا

جب مہکی ہوئی ٹھنڈی ہوائیں دن ڈوبے آنکھیں جھپکائیں
دیں گے ثبوت عالی ظرفی ہم میکش مے خانہ

ساقی چشم سیہ کی باتیں زہر بھی ہوں تو ہم پی جائیں

موزوں کر کے سستے جذبے منڈی منڈی بیچ رہے ہیں
ہم بھی خریدیں جو یہ سخنور اک دن ایسی غزل کہہ لائیں

رات چلی ہے جوگن ہو کر بال سنوارے لٹ چھٹکائے
چھپے فراق گمن پڑا ہے دیپ بجھے ہم بھی سو جائیں

۷

بندگی سے کبھی نہیں ملتی | اس طرح زندگی نہیں ملتی
جیتے سے تاج و تخت ملتا ہے | مانگے سے بھیک بھی نہیں ملتی
غیب داں ہے مگر خدا کو بھی | عزتِ آدمی نہیں ملتی
ہے جو اک چیز دارِ فانی میں | وہ تو جنت میں بھی نہیں ملتی
ایک دنیا ہے میری نظروں میں | پر وہ دنیا ابھی نہیں ملتی
رات ملتی ہے تیری زلفوں سے | پر وہ آراستگی نہیں ملتی
یوں تو ہر رنگ کا حسن کافر ہے | پر تری کافری نہیں ملتی
باصفا دوستی کو کیا روئیں | باصفا دشمنی نہیں ملتی
آنکھ ہی آنکھ ہوں مگر مجھ سے | نرگسِ سامری نہیں ملتی
جب تک اونچی نہ ہو ضمیر کی لو | آنکھ کو روشنی نہیں ملتی
سوزِ غم سے نہ ہو جو مالا مال | دل کو بھی خوشی نہیں ملتی
رونے دھونے سے حالِ عاشق کو | زلف کی ابتری نہیں ملتی
روئے جاناں کجا، کجا گلِ خلد | وہ ترو تازگی نہیں ملتی

www.urduchannel.in

تجھ میں کوئی کمی نہیں پاتے
تجھ میں کوئی کمی نہیں ملتی

ہیں سوا میرے اور نرم نوا
پر وہ آہنگی نہیں ملتی

یوں تو پڑتی ہے ایک عالم پر
نگہ سرسری نہیں ملتی

صحنِ عالم کی سرزمینوں میں
دل کی افتادگی نہیں ملتی

آہ وہ مشک بیز زلفِ سیاہ
جس کی ہمسائگی نہیں ملتی

عشق آزردہ بادشاہوں کو
تیری آزردگی نہیں ملتی

زہد و صوم و صلوٰۃ و تقویٰ سے
عشق کی سادگی نہیں ملتی

حسن جس کا بھی ہے نرالا ہے
پر تری طرفگی نہیں ملتی

رنگ دیوانگیِ عالم سے
میری دیوانگی نہیں ملتی

علم ہے دستیاب با افراط
عشق کی آگہی نہیں ملتی

دل کو بے انتہائے آگاہی
عشق کی بے خودی نہیں ملتی

آج رطب اللساں ہیں حضرتِ دل
آپ کی بات ہی نہیں ملتی

دوستو محض طبعِ موزوں سے
دولتِ شاعری نہیں ملتی

ہے جو ان رسماتے ہونٹوں میں
آنکھ کو وہ نمی نہیں ملتی

نگہِ لطف سے جو ملتی ہے
ہائے وہ زندگی نہیں ملتی

یوں تو ملنے کو مل گیا ہے خدا
پر تری دوستی نہیں ملتی

میری آواز میں جو مضمر ہے
ایسی شادی غمی نہیں ملتی

وہ تو کوئی خوشی نہیں جس میں
درد کی چاشنی نہیں ملتی

میرے اشعار میں سے ندیم
رجعتِ قہقری نہیں ملتی

بس وہ بھرپور زندگی ہے فراق
جس میں آسودگی نہیں ملتی

۸

بے ٹھکانے ہے دلِ غمگیں ٹھکانے کی کہو
شامِ ہجراں دوستو کچھ اس کے آنے کی کہو

ہاں نہ پوچھو اک گرفتارِ قفس کی زندگی
ہم صفیرانِ چمن کچھ آشیانے کی کہو

اڑ گیا ہے منزلِ دشوار میں غم کا سمند
گیسوئے پر پیچ و خم کے تازیانے کی کہو

بات بنتی اور باتوں سے تسلی تو نہیں
اس نگاہِ ناز کے باتیں بنانے کی کہو

داستاں وہ تھی جسے دل بجھتے بجھتے کہہ گیا
شمعِ بزمِ زندگی کے جھلملانے کی کہو

کچھ دلِ مرحوم کی باتیں کرو اے اہلِ غم
جس سے ویرانے تھے آباد اس دوانے کی کہو

داستانِ زندگی بھی کس قدر دلچسپ ہے
جو ازل سے چھڑ گیا ہے اس فسانے کی کہو

یہ فسونِ نیم شب یہ خواب ساماں خامشی
سامری فن آنکھ کے جادو جگانے کی کہو

کوئی کیا کھائے گا یوں سچی تو جھوٹی قسم
اس نگاہِ ناز کے سوگند کھانے کی کہو

شاعری ہے گوش بر آواز ہے بزمِ سخن
کچھ فراق اپنی سناؤ کچھ زمانے کی کہو

۹

اُجڑ کے بن میں کچھ آثار رہتے چمن کے سے
دلِ خراب سے وہ اپنی یاد بن کے ملے

ہر اک شام میں عالم ہے دوستاں کا
پرکھنے والے تو کچھ بوئے پیرہن کے ملے

تھی ایک بوئے پریشاں بھی دل کے صحرا میں
نشانِ پا بھی کسی آہوئے ختن کے ملے

عجیب راز ہے تنہائیِ دلِ شاعر
کہ خلوتوں میں بھی آثار انجمن کے ملے

وہ حسن و عشق جو صبحِ ازل کے بچھڑے تھے
ملے ہیں وادیِ غربت میں پھر وطن کے ملے

فقیرِ عشق کو کیا جامہ زیبیوں سے غرض
یہی بہت ہے اگر چار گز کفن کے ملے

www.urduchannel.in

کچھ اہل بزم سخن سمجھے کچھ نہیں سمجھے
تری شمیم سے مہم جیسے سخن کے لئے

تھا جرعہ جرعہ نئی زندگی کا اک پیغام
یہ جام جام کسی بادۂ کہن کے لئے

بزور جیسے ہر اک تیر کو کمان کھینچے
جو ہیں جہت سے وہ جہت جو چھوٹتی ہیں کے لئے

کمند فکر رسا ہیں ... ان گئے
وہ پیچ و تاب تری زلف پر شکن کے لئے

نفس سے علم اٹھ ... ہو گئی ہستی
کہ آفتاب ملا مجھ کو اس کرن کے لئے

ہر ایک نقش نگاریں سا ایک نکہت و رنگ
نئے نئے تھے جلوے چمن چمن کے لئے

مزاج حسن جلو اعتدال پر آیا
جو روز روز شگفتہ تھے انجمن کے لئے

اسے اسی سے تو چلتے ہیں شاہکار حیات
کہ اہل دل کو خزانے غم و محن کے لئے

اسی سے عشق کی نیت بھی ہو گئی مشکوک
گھڑے گئے ہی موتے جو حسن ظن کے لئے

ادا میں کھنچتی تھی تصویر گردش دوراں کی
نگاہیں تھیں کئی افسانے دل و تن کے لئے

حواس خمسہ پکار اٹھے یک زباں ہو کر
کئی ثبوت تری خوش بدن کے لئے

نثار کی کلی شوخی بہار چمن
گرس ادائے شگوفوں کو بانکپن کے لئے

حیات وہ نگہ شرگیں جسے بانٹے
وہی شراب جو تیری مژہ سے چھلکن کے لئے

خدا گواہ کہ ہر دور زندگی میں فراق
نئے پیام گئے مجھ کو اہرمن کے لئے

۱۰

وہ آنکھ زبان ہو گئی ہے
ہر بزم کی جان ہو گئی ہے

آنکھیں پڑتی ہیں میکدوں کی
وہ آنکھ جوان ہو گئی ہے

آئینہ دکھا دیا یہ کس نے
دنیا حیران ہو گئی ہے

اس نرگس ناز میں تھی جو بات
شاعر کی زبان ہو گئی ہے

اب تو تری ہر نگاہ کافر
ایمان کی جان ہو گئی ہے

ترغیب گناہ لحظہ لحظہ
اب رات جوان ہو گئی ہے

توفیق نظر سے مشکل زیست
کتنی آسان ہو گئی ہے

تصویر بشر ہے نقش آفاق
فطرت انسان ہو گئی ہے

پہلے وہ نگاہ اک کرن تھی
اب اک جہان ہو گئی ہے

سنتے ہیں کہ اب نوائے شاعر
صحرا کی اذان ہو گئی ہے

اے موت بشر کی زندگی آج
تیرا احسان ہو گئی ہے

کچھ اب تو امان ہو کہ دنیا
کتنی ہلکان ہو گئی ہے

یہ کس کی پڑیں غلط نگاہیں
ہستی بہتان ہو گئی ہے

انسان کو خریدتا ہے انسان
دنیا بھی دکان ہو گئی ہے

اکثر شب ہجر دوست کی یاد
تنہائی کی جان ہو گئی ہے

شرکت تری بزم قصہ گو میں
افسانے کی جان ہو گئی ہے

جو آج مری زبان تھی کل
دنیا کی زبان ہو گئی ہے

اک سانحۂ جہاں ہے وہ آنکھ
جس دن سے جوان ہو گئی ہے

رعنائی قامت دل آزار
میرا ارمان ہو گئی ہے

دل میں اک واردات پنہاں
بے سان گمان ہو گئی ہے

سنتا ہوں قضا قہرماں بھی
اب تو رحمان ہو گئی ہے

www.urduchannel.in

واعظ مجھے کیا خدا سے میرا ایمان ہو گئی ہے
میری تو یہ کائنات غم بھی جان و ایمان ہو گئی ہے
میری ہر بات آدمی کی عظمت کا نشان ہو گئی ہے
یاد ایام عاشقی جب ابدیت اک آن ہو گئی ہے
جو شوخ نظر تھی دشمن جاں وہ جان کی جان ہو گئی ہے
ہر بیت فراق اس غزل کی
ابرو کی کمان ہو گئی ہے

۱۱

حال سنا فسانہ گو لب کی فسوں گری کے بھی
قصے سنا اس آنکھ کے جادو سامری کے بھی
کعبۂ دل میں ہیں نشاں کچھ فن آذری کے بھی
بارگہ الٰہ میں جلوے ہیں کافری کے بھی
طاق طلسم رنگ و بو تیرے کی تازگی بھی ہے
کتنے عجیب راز ہیں زلفوں کی ابتری کے بھی
اہل نظر ہے بے پناہ شان جمال آدمی
گم ہوں حواس حور کے ہوش اڑیں پری کے بھی
دھوکے نہ بندگی کے کھا سجدۂ عشق پر نہ جا
ناصیۂ نیاز میں جلوے ہیں داوری کے بھی

حسن رخ نظارہ سوز دیکھ سکا نہ تو جسے
ڈھونڈھ اسی میں رنگ و نور آئینہ پروری کے بھی
تو کہ ہے منکر عوام میں جو رہی ترے غلام
تیور انہی میں دیکھ آج رعب سکندری کے بھی
بحر حیات سے نہ ڈر اس سے نہ ڈھونڈھ تو مفر
تجھ کو یہی سکھائے گا راز شناوری کے بھی
پوچھ نہ بھید ہے ہم نشیں خرقگی دل غمیں
ساز سکندری کے بھی سوز قلندری کے بھی
مثل فقیر بے نوا پھرتے ہیں جن کو ہم لئے
ہاں انہی جھولیوں میں ہیں راز تونگری کے بھی
سر بھی جھکا چکا ہے عشق حسن کے پائے ناز پر
ناز اٹھا چکا ہے حسن عشق کی خود سری کے بھی
رات تری نگاہ ناز کتنے فسانے کہہ گئی
غمزۂ کافری کے بھی عشوۂ دلبری کے بھی
شعلے اٹھے زمیں کے دیکھ کرشمے اے نگاہ
اس کے خرام ناز کے فتنۂ سرسری کے بھی
پڑھ کبھی آیت شفق قلب و نظر کا واسطہ
جلوہ رنگ رنگ میں رنگ پیمبری کے بھی
چھیڑ دیا غزل میں آج میں نے وہ نغمۂ حزیں
اٹھ گئے گھونگھٹ اے فراق زہرہ و مشتری کے بھی

www.urduchannel.in

۱۲

زمیں بدلی فلک بدلا مذاقِ زندگی بدلا　　تمدن کے قدیم اقدار بدلے آدمی بدلا

خدا و اہرمن بدلے وہ ایمانِ دوئی بدلا　　حدودِ خیر و شر بدلے مذاقِ کافری بدلا

نئے انسان کا جب دورِ خود ناآگہی بدلا　　رموزِ بیخودی بدلے تقاضائے خودی بدلا

بدلتے جا رہے ہیں ہم بھی دنیا کو بدلنے میں　　نہیں بدلی ابھی دنیا تو دنیا کو ابھی بدلا

نئی منزل کے میرِ کارواں بھی اور ہوتے ہیں　　پرانے خضرِ رہ بدلے وہ طرزِ رہبری بدلا

کبھی سوچا بھی ہے اے نظمِ کہنہ کے خداوندو　　تمہارا حشر کیا ہوگا جو یہ عالم کبھی بدلا

ادھر پچھلے سے اہلِ مال و زر پر رات بھاری ہے　　ادھر بیداریٔ جمہور کا انداز بھی بدلا

زہے سوزِ غمِ آدم خوشا سازِ دلِ آدم　　اسی اک شمع کی لو سے جہانِ تیرگی بدلا

نئے منصور ہیں صدیوں پرانے شیخ و قاضی ہیں　　نہ فتوے کفر کے بدلے نہ عذرِ داری بدلا

بتائے تو بتائے اس کو تیری شوخیٔ پنہاں　　تری چشمِ توجہ ہی کہ طرزِ بے رخی بدلا

بفیضِ آدمِ خاکی زمیں سونا اگلتی ہے　　اسی ذرے نے دورِ مہر و ماہ و مشتری بدلا

ستارے جاگتے ہیں رات لٹ چھٹکائے سوتی ہے　　دبے پاؤں کسی نے آ کے خوابِ زندگی بدلا

فراقؔ ہمنوائے میرؔ و غالبؔ اب نئے نغمے
وہ بزمِ زندگی بدلی وہ رنگِ شاعری بدلا

۱۳

نگاہوں میں وہ حل کئی مسائلِ حیات کے　　وہ گیسوؤں میں پیچ و خم کئی معاملات کے

ہماری انگلیوں میں دھڑکنیں ہیں سازِ دہر کی　　ہم اہلِ راز پا گئے ہیں نبض کائنات کے

ہوا ہے گل میں شعلہ زن ہیں ایک سازِ سرمدی　　حجاب دہر پڑ رہے ہیں ترنمِ حیات کے

یہ قشقۂ شرحِ صبح روکشِ چراغِ طور ہے　　جبینِ کفر سے عیاں رموزِ الٰہیات کے

اساتذہ کے بس کے جو تھے مجھے سکھا دئے　　سکوتِ سرمدی نے وہ نکات شاعری کے

نظر جو صاف آ رہے ہیں خانہ ہائے بے خطر　　وہی بساطِ گنجفہ میں ہیں مقام مات کے

ہزار ہا اشارے پائیں گے تلاش شرط ہے　　قدیم فکریات میں جدید فکریات کے

نجات کیلئے نہ انتظارِ مرگ و حشر کر　　کہ قید و بندِ زندگی میں راز ہیں نجات کے

یہ صف بہ صف مناظرِ زمانہ دیکھ غور سے　　ہیں آئینہ در آئینہ سبق تو آیات کے

جمائیاں سی لے رہے ہیں آسمان پر نجوم　　سنا رہی ہے زندگی فسانے پچھلی رات کے

کہاں سے ہاتھ لائیے انھیں اٹھانے کیلئے　　حجاب در حجاب جلوے ہیں تعینات کے

کتاب میں یہ در پتا ڈھونڈنا فضول ہے　　ان انگلیوں سے پوچھئے رموز کفریات کے

انھی میں اپنے خط و خال دیکھتی ہے زندگی　　یہ آب و تاب شعر ہیں کہ آئینے حیات کے

تمام عمر عشق کا جواز ڈھونڈتے رہے　　یہ اہلِ ہوش ہو رہے ہیں کتنے تکلفات کے

قلم کی چند جنبشوں سے اور ہی کیا کیا　　یہی کھلے ہیں ہو رہے ہیں حیات کے

افق سے تا افق یہ کائنات محوِ خواب تھی　　نہ پوچھ دے گئے ہیں کیا مجھے وہ شب رات کے

نمازِ شاعری ہے اور امامِ فن فراقؔ ہے
رکوع اور سجود زیر و بم میں صوتیات کے

۱۴

یہ صباحت کی ضو مہ چکاں مہ چکاں　　یہ پسینے کی رو کہکشاں کہکشاں

عشق تھا ایک دن داستاں داستاں　　آج کیوں ہے وہی بے زباں بے زباں

www.urduchannel.in

دل کو پایا نہیں ترا سا منزوں   ہم پکارا آئے ہیں کارواں کارواں
عشق بھی شادماں شادماں ان دنوں   حسن بھی ان دنوں مہرباں مہرباں
ہے ترا حسن دلکش سراپا سوال   ہے تری ہر ادا چیستاں چیستاں
دم بدم شبنم و شعلہ کی یہ لویں   سر سے پا تک بدن گلستاں گلستاں
بیٹھنا ناز سے انجمن انجمن   دیکھنا ناز سے داستاں داستاں
بھینی بھینی فضا خوشبوئے زلف سے   پنکھڑی ہونٹ کی گلفشاں گلفشاں
جس کے سائے میں اک زندگی کٹ گئی   عمرِ زلفِ رسا جاوداں جاوداں
ہے اڑی ہے تجھے چھوئے زلف یہ   یہ کھلی چاندنی بوستاں بوستاں
آج سنگم سرا سر جو عشق ہے   ایک دریائے غم بیکراں بیکراں
جس طرف جائیے مطلع نور نور   جس طرف جائیے مہوشاں مہوشاں
بو زمیں سے مجھے آ رہی ہے تری   تجھ کو کیوں ڈھونڈھئے آسماں آسماں
سچ بتا مجھ کو کیا یونہی کٹ جائے گی   زندگی عشق کی رائیگاں رائیگاں
روپ کی چاندنی سوزِ دل سوزِ دل   موجِ گنگ و جمن سازِ جاں سازِ جاں
عہدِ پیماں کوئی حسن بھی کیا کرے   عشق بھی تو ہے کچھ بدگماں بدگماں
جیسے کونین کے دل پہ ہو بوجھ سا   عشق سے حسن ہے سرگراں سرگراں
کیوں فضاؤں کی آنکھوں میں تھے اشک   وہ سدھارے ہیں جب شادماں شادماں
لب پہ آئی نہ وہ بات ہی ہمنشیں   آ کے کیا کیا سخن درمیاں درمیاں
ڈھونڈتے ڈھونڈتے ڈھونڈ لیں گے تجھے   گو نشاں ہے ترا بے نشاں بے نشاں
میرے دارالاماں اے حریمِ نگار   ہم پھریں کیا یونہی بے اماں بے اماں

یوں گھلے گا گلے گا ترے عشق میں   رہ گیا عشق اب استخواں استخواں
ہم کو سننا بہر حال تیری خبر   ماجرا ماجرا داستاں داستاں
اس کے تیور پہ قربان لطف و کرم   مہرباں مہرباں قہرماں قہرماں
جی میں آتا ہے تجھ کو پکارا کروں   رہگزر رہگزر آستاں آستاں
یاد آنے لگیں پھر ادائیں تری   دلنشیں دلنشیں جانستاں جانستاں
دیکھو تیرے غم کی چنگاریاں ہو گئیں   سوزِ دل سوزِ دل سوزِ جاں سوزِ جاں
ساتھ ہے رات کی رات وہ رشکِ مہ   میزباں میزباں میہماں میہماں
عشق کی زندگی بھی غرض کٹ گئی   غمزدہ غمزدہ شادماں شادماں
اب پڑے اب پڑے اس کے ماتھے پہ بل   الحذر الحذر الاماں الاماں
عشق خود اپنی تعریف یوں کر گیا   اہرمن اہرمن ایزداں ایزداں

کیف و مستی ہیں امکاں در امکاں فراقؔ
چاندنی ہے ابھی نوجواں نوجواں

(۱۵)

نہ ہے آب و گل کی یہ کیمیا ہے چمن کہ معجزۂ نمو
نہ خزاں ہے کچھ نہ بہار کچھ وہی خار و خس وہی رنگ و بو
مری شاعری کا یہ آئینہ کرے ایسے کو ترے روبرو
جو تری ہی طرح ہو سر بسر جو تجھی سے ملتا ہو مو بمو
اسی سوز و ساز کی منتظر تھی بہارِ گلشنِ آرزو
ترے رنگ رنگ نشاط سے مرے غم کی آنے لگی ہے بو

www.urduchannel.in

وہ چمن پرست بھی ہیں جنھیں یہ خبر ہوئی ہی نہ آج تک
کہ گلوں کی جس سے ہے پرورش رگِ خار میں ہے وہی لہو

ہوئی ختم صحبتِ میکشی، یہی داغ سینوں میں لے چلے
کہ طلوع ہونے سے رہ گئے کئی آفتابِ خم و سبو

کئی لاکھ پھولوں نے پیرہن سرِ باغ ہنس کے اڑا دئے
زہے فصلِ گل وہ ہوا چلی کہ چمن کی لے اڑی آبرو

جسے اپنے آپ سے کہتے بھی مجھے آج لاکھ حجاب ہے
وہ زمانہ عشق کو یاد ہے مرا عرضِ غم ترے رُو بہ رُو

تجھے پا کے خود کو میں پاؤں گا کہ تجھی میں کھویا ہوا ہوں میں
یہ تری تلاش ہے اس لئے کہ مجھے ہے اپنی ہی جستجو

ہوئی وارداتِ سحر یہاں تو گلوں کا سینہ دھڑک گیا
یہ چلی کہ تیغِ نسیم نے کسی ہاتھ اُچھال دیا لہو

مرے دل میں تھا کوئی جلوہ گر وہ ہو تو گر اور کوئی اگر
یہی خال و خط تھے بجنسہ، یہی روپ رنگ تھا ہو بہو

اِدھر ایک چپ تو ہزار چپ اُدھر ایک کہہ تو ہزار سُن
وہ نیازِ عشق کی بے بسی وہ نگاہِ ناز کی دو بدو

وہی آنکھ جامِ مئے حیا وہی آنکھ جامِ جہاں نما
جو شناسِ انفس نہیں کبھی وہ نگاہ جاتی ہے چار سو

کبھی پائے پائے ہوئے تجھے کبھی کھوئے کھوئے ہوئے تجھے
کبھی بے نیاز تلاش ہے کبھی عشق مائلِ جستجو

نہ یہ بھیدِ حسن کا کھل سکا نہ بھرم یہ عشق کا مٹ سکا
کبھی روپ میں یہ ہے تو کہیں کسی بھیس میں یہ ہوں میں کہ تو

یہ کہاں سے بزمِ خیال میں امنڈ آئیں چہروں کی ندیاں
کوئی مہ چکاں کوئی خوں فشاں کوئی زہرہ وش کوئی شعلہ رُو
گئے باغِ حسن عدن عدن گئے بلغِ حسن ختن ختن

تب و تاب روئے نمو نمو خم و پیچ زلفِ سیاہ مُو
وہ ادائے عذرِ ستم نہ تھی وہ تھا کوئی جادوئے سامری

مجھے آج تک نہیں بھولتی وہ نگاہِ نرگسِ حیلہ جو
مری شاعری نے کھلائے گل سرِ نوکِ خارِ چمن چمن

جو کیے یہ دعوے حریف نے رگِ فکر دینے لگی لہو
تجھے اہلِ دل کی خبر نہیں کہ بڑے خزانے لٹا گئے

یہ گدا گرانِ دیارِ غم یہ قلندرانِ تہی کدو

اب اسی کا تکیہ زمانے میں مُنا ہو مرجعِ خلق ہے
جو آج تیرے لئے پھرا کبھی در بدر کبھی کو بہ کو

۱۶

یہ تو کہ تیرا یاد ہے لے ساقیِ دوراں — انگور کے اک بیج میں سو میکدے پنہاں
انگڑائیاں صبحوں کی سرِ عارضِ تاباں — وہ کروٹیں شاموں کی سرِ کاکلِ پیچاں

www.urduchannel.in

صد مہر درخشندہ چراغ تہِ داماں | سر تا بہ قدم تو شفقستاں شفقستاں
پیکر ہے کہ لہکا ہوا گلزارِ ارم ہے | عضو چمکتا ہے کہ ہے صوت ہزاراں
زیرِ دمِ سینے میں وہ موجِ تبسم کی یہ صوت | یہ نکھری ہوئی ہونٹوں کی ہے گلزار بداماں
یہ موجِ تبسم ہے کہ پگھلے ہوئے کوندے | شیشو زدہ غنچے لبِ لعلیں سے پشیماں
ان پتلیوں میں جیسے ہرن اہلِ رم ہو | وحشت بھری آنکھیں ہیں کہ اک دشتِ غزالاں
جھومتا بدن جام بکف ہے دمِ رفتار | اک سروِ چراغاں نظر آتا ہے خراماں
اک عالمِ شب تاب ہے زلف کھلی ہوئی | راتوں کا کوئی بن ہے کہ ہو کاکلِ پیچاں
تو سازِ گنہ کا ہے کوئی پردۂ رنگیں | تو سوزِ گنہ کا ہے کوئی شعلۂ رقصاں
لہرائی ہوئی زلف شکن در شکن میں | سو پہلوؤں سے عالمِ ظلمات ہیں غلطاں
اشعار مرے ترسی ہوئی آنکھوں کے کچھ خواب | ہوں صبحِ ازل سے ترے دیدار کا خواہاں
ہے دار و مدار اہلِ زمانہ کا تجھی پر | تو قطبِ جہاں قبلۂ دیں کعبۂ ایماں
ہم رند ہیں واقفِ اسرارِ رسا ہیں | سینے میں ہمارے بھی امینِ غمِ دوراں
آنکھوں میں نہاں جلوۂ حقیقت کے ہیں مخفی | دنیائے مجاز ایک توجہ کی ہے خواہاں
مستی میں بھی کس درجہ ہیں محتاط و خبیر | اک نیم نگہ روشنیِ محفلِ رنداں
پردہ درِ اسرارِ نہاں نرم نگاہیں | ہم حاملِ غم اہرمنِ دم صنمی پردہ داں
قامت ہے کہ سبزے پہ چڑھتا ہوا دن ہے | جوبن ہے کہ ہے چشمۂ خورشید میں طوفاں
سانچے میں ڈھلے شعر ہیں یا عضوِ بدن ہیں | یہ فکر نما جسم سراسر غزلستاں
ہر جنبشِ اعضا میں چھلک جاتے ہیں صد جام | ہر گردشِ دیدہ میں کئی گردشِ دوراں
خمیازۂ پیکر میں چٹک جاتے ہیں غنچے | رنگینیِ قامت چمنستاں چمنستاں

ہیں جلوۂ وہ بزم پسینے کے یہ قطرے | جسم عرق آلود سے محفل ہے چراغاں
اب گردنِ مینا بھی ہے شائستۂ زنّار | زرکاریِ خُم دار سے ہے صاف نمایاں
اک شعلۂ بے دود ہے یا قلقلِ مینا | یہ نغمہ ہے روشن کُنِ تاریکیِ دوراں
ساغر کی کھنک درد میں ڈوبی ہوئی آواز | اس دورِ ترقی میں دکھی ہے بہت انساں
آتش کدۂ غیب سے لے آئے ہیں یہ لوگ | پہلو میں ہمارے ہے جو دل شعلہ بداماں
میخانہ بھی ہے غم کدۂ زیست کی تصویر | نم دیدہ ہیں پیمانے پیالے دلِ سوزاں
کیا ہونے کو ہے کارگہِ دہر میں ساقی | جس سمت نظر جائے قیامت کے ہیں ساماں
کب ہوگی ہویدا افقِ غم سے نئی صبح | شیشوں سے جھلکتا ہے جو مستقبلِ انساں
اس بادۂ سرجوش سے اٹھتی ہیں جو موجیں | ہیں عالمِ اسرار کی وہ سلسلہ جنباں
یہ جسم ہے یا کرشن کی بنسی کی کوئی ٹیر | بل کھایا ہوا سانپ ہے یا شعلۂ پیچاں
صد مہر و قمر اس میں چھلک جاتے ہیں ساقی | اک بوندِ شراب میں ہے نظمِ امکاں
مے جوشیِ صہبا میں دھڑکتا ہوا دل جام | ساغر میں ہیں موجیں کہ پھڑکتی ہوئی رگِ جاں
ساقی تری آمد کی بشارت ہو شبِ ماہ | نکلا وہ نصیبوں کو جگاتا مہِ تاباں
جامِ مئے رنگیں ہیں کہ گلہائے شگفتہ | میخانے کی یہ رات ہے یا صبحِ گلستاں
پوچھے نہ کبھی تو بھی تو بہک جائیں ... | اے ساقیِ دوراں ارے ساقیِ دوراں
ساقی یہ ترا قول ہمیں یاد رہے گا | آراستہ جس وقت ہوئی محفلِ رنداں
بس فرصتِ اک عمر ہے زندہ کہ بھرا ... | اک لمحۂ ابد کا تہِ گنبدِ دوراں

برحق ہے فراق اہلِ طریقت کا یہ کہنا
یہ مے غمِ دنیا کو بنا دے غمِ جاناں

www.urduchannel.in

۱۷

نیرنگِ روزگار میں کیفِ دوام دیکھ
ساقی کی مست آنکھ کی گردش میں جام دیکھ

قدرت کی سیر کرتے ہوئے جوشِ جنوں کی خیر
بگلستانِ صبح یہ صحرائے شام دیکھ

بس اک نگاہ حاصلِ بزمِ نشاط ہے
رنگِ نگاہ و موجِ مئے لالہ فام دیکھ

بے جنبشِ نظر کے ہے یہ پرسشِ نہاں
یہ خامشی، ادائے حسن بانداز عام دیکھ

عنائی جہاں کو سمجھا وصالِ دوست
یہ زعمِ عشق دیکھ، یہ سودائے خام دیکھ

اٹھتی ہے چشمِ ساقیِ مے خانہ بزم پر
یہ وقت وہ نہیں کہ حلال و حرام دیکھ

ظلمت سرائے دہر میں کچھ روشنی سی ہو
اک رات کاروانِ عدم کا قیام دیکھ

یونہی نہیں ہیں نرگسِ رعنا کی گردشیں
ہر دورِ بے سکوں نظر پر قیام دیکھ

مو و میاں نہ دیکھ دلِ تشنہ کام کی
بزمِ نشاط، جلوہ ہائے چھلکے جام دیکھ

ہیں موجِ نور رنگِ چمن، جام ساقیا
یہ رات، یہ مقام، یہ ماہِ تمام دیکھ

چشمِ سیاہ کار شناسی ہے مست بھی جا
حشرِ حیات دیکھ، لہو کا پیام دیکھ

اس زلفِ خم بخم میں ہے شامِ ابد کی سیر
صبحِ ازل تو دیکھ نظر کا پیام دیکھ

کیا دیکھتا ہے غفلتِ مدہوش اس نگاہ کے
خائفِ حیات حزن کی فنا و دوام دیکھ

کل تک کھلا نہ تھا یہ دل کا معاملہ
آج اپنے سوز و درد کو بے ننگ و نام دیکھ

دنیا کو دیکھ لے کہ وہ دنیا نہیں رہی
برقِ نگاہ کا اثرِ ناتمام دیکھ

خوابِ گرانِ رنج و غمِ روزگار سے
جاگ اور جلوہ ہائے نشاطِ دوام دیکھ

بیکس نہیں ہے عشق بہ ایں نگاہِ یار
کیا تجھ کو میرے درد کو ناکام دیکھ

ہر سانس موجِ بادۂ سرجوش ہے فراق
ہستی کو ماورائے فنا و دوام دیکھ

۱۸

وعدے کی رات مرحبا آمدِ یارِ مہرباں
زلف سیاہ شب فشاں، عارضِ ناز مہ چکاں

برقِ جمال میں تری خفتہ سکونِ بے کراں
اور مرا دل تپاں آج بھی ہے تپاں تپاں

شام بھی تھی دھواں دھواں حسن بھی تھا اداس اداس
یاد سی آ کے رہ گئیں دل کو کئی کہانیاں

چھیڑ کے داستانِ غم اہلِ وطن کے درمیاں
ہم ابھی بیچ ہی میں تھے اور یہ لگی زباں

نئی غزل ترے ہم جیسے کہتے [illegible]
... تری داستاں کہاں وہ تو ہے زیبِ داستاں

کوئی نہ کوئی بات ہے اس کے سکوتِ یاس میں
بھول گیا ہے سب گلے آج تو عشقِ بد گماں

رات کماں کر گئیں عالمِ کرب و درد میں
دل کو مرے سلا گئیں تیری نظر کی لوریاں

سرحدِ غیب تک تجھے صاف ملیں گے نقشِ پا
پوچھ نہ یہ پھرا ہوں میں تیرے لیے کہاں کہاں

کہتے ہیں میری موت پر اس کو بھی چین ہی لیا
عشق کو مدتوں کے بعد ایک ملا تھا ترجماں

www.urduchannel.in

جگ جگا کے سو گئی کتنے تمدنوں کی بزم
یاد نہیں زمین کو بھول چکا ہے آسماں

مادیت کا سوز بھی دیکھ تو سوزِ عارضی
بجھتے ہوئے جگنوؤں سے پوچھ کس کو ثبات ہے یہاں

کوئی نہیں جو ساتھ دے تیری حریمِ راز تک
بکھرے ہوئے سرودِ نجوم دیتے ہیں سب ترا نشاں

جس کو بھی دیکھئے وہی بزم میں ہے غزل سرا
چھڑ گئی داستانِ دل بہ حدیثِ دیگراں

بیت گئے ہیں لاکھ جگ سوئے وطن چلے ہوئے
پہنچی ہے آدمی کی ذات، چار قدم کشاں کشاں

پاؤں سے فرقِ ناز تک برقِ تبسمِ نشاط
حسنِ چمن فروش کو دیکھو جہاں ہے گلستاں

دادِ سخنوری ملی ابروِ ناز اٹھ گئے
ہے وہی داستانِ دل حسن بھی کہہ اٹھے کہ ہاں

جیسے کھلا ہوا گلاب چاند کے پاس لہلہائے
رات وہ دستِ ناز میں جامِ نشاط ارغواں

رازِ وجود کچھ نہ پوچھ صبحِ ازل سے آج تک
کتنے یقین چل بسے کتنے گزر گئے گماں

نرگسِ ناز مرحبا زد میں ہے جس کی کائنات
پلکیں ہیں ناوکِ نگاہ کھنچی بھویں کماں کماں

تجھ سے ہی کہیں گی کیا گزری ہے مجھ پہ رات بھر
جو مری آستیں پہ ہیں تیرے غموں کی سرخیاں

حسنِ ازل کی جلوہ گاہ آئینۂ سکوتِ راز
دیکھو تو ہے عیاں عیاں پوچھو تو ہے نہاں نہاں

دور بہت زمیں سے پہنچی ہے اک کرن کی چوٹ
نیم تبسمِ خفی! رہ گئیں پس کے بجلیاں

کتنے تصورات کے، کتنے ہی واردات کے
لعل و گہر لٹا گیا دل ہے کہ گنجِ شایگاں

سینوں میں درد بھر دیا چھیڑ کے داستانِ حسن
آج تو کام کر گئی عشق کی عمرِ رائیگاں

آہ فریبِ رنگ و بو اپنی شکست آپ ہے
بعد نظارۂ بہار بڑھ گئیں اور اداسیاں

اے مری شامِ انتظار کون یہ آ گیا لیے
زلفوں میں ایک شب دراز آنکھوں میں کچھ کہانیاں

مجھ کو فراقؔ یاد ہے پیکرِ رنگ و بوئے دوست
پاؤں سے تا جبینِ ناز مہر فشاں و مہ چکاں

www.urduchannel.in

۱۹

ہم نوا کوئی نہیں ہے وہ چمن مجھ کو دیا
ہم وطن بات نہ سمجھیں وہ وطن مجھکو دیا

نے جنوں آج ان آنکھوں کی دکھا کر مجھے یہ
تو نے سوختہ آہوئے ختن مجھکو دیا

مژدہ کوثر و تسنیم دیا اوروں کو
شکریہ شکر غم گنگ و جمن مجھکو دیا

ڈھک لئے تاروں بھری راتنے بستی کے گھرو
آنسوؤں نے شب فرقت یہ کفن مجھکو دیا

بر فرشتوں کو دیئے تو نے تو کیا غم اس کا
یہی کیا کم ہے کہ انساں کا چلن مجھکو دیا

ارض جنت کے بھی بدلے نہیں جس کا دنیا
ہند کی خاک نے وہ سوز کہن مجھکو دیا

وحدت عاشق و معشوق کی تصویر ہوں میں
ن کا اشارہ خلش دہن مجھکو دیا

تیر رضا کی قسم زمزم صباحت کی قسم
عشق نے کیا چمن سرو و سمن مجھکو دیا

مل گیا مجھ کو جمال رخ رنگیں کا چمن
دل سوزاں کا یہ تپتا ہوا بن مجھکو دیا

تیرے لطلان تھے لائے جو مجھے عشق کی طرف
تو نے ایمان مر شیخ و برہمن مجھکو دیا

میرے دل سے مرا ہر شعر کہا تو نے
عشوہ ناز نگہ ساحری فن مجھکو دیا

نعرہ حق نے کیا مرتبہ عشق بلند
منصب جلوہ دار و رسن مجھکو دیا

دست قدرت نے بس اک پیکر خاکی جس میں
سحر نو کی تھی تو ابید کرن مجھکو دیا

ختم ہے مجھ پہ غزل گوئی دور حاضر
دینے والے نے وہ انداز سخن مجھکو دیا

شاعر عصر کی تقدیر نہ کچھ پوچھ فراق
جو کبھی کا بھی نہ رکھے گا وہ فن مجھکو دیا

۲۰

بہت پہلے سے ان قدموں کی آہٹ جان لیتے ہیں
تجھے اے زندگی ہم دور سے پہچان لیتے ہیں

مری نظریں بھی ایسے کافروں کی جان و ایماں ہیں
نگاہیں ملتے ہی جو جان اور ایمان لیتے ہیں

جسے کہتی ہے دنیا کامیابی وائے نادانی
اسے کن قیمتوں پر کامیاب انسان لیتے ہیں

نگاہ بادہ گوں یوں تو تری باتوں کا کیا کہنا
تری ہر بات لیکن احتیاطاً چھان لیتے ہیں

طبیعت اپنی گھبراتی ہے جب سنسان راتوں میں
تو ایسے میں تری یادوں کی چادر تان لیتے ہیں

خود اپنا فیصلہ بھی عشق میں کافی نہیں ہوتا
اسے بھی کیسے کر گزریں جو دل میں ٹھان لیتے ہیں

حیات عشق کا اک اک نفس جام شہادت ہے
وہ جان ناز برداراں کوئی آسان لیتے ہیں

ہم آہنگی میں بھی اک چاشنی ہے اختلافوں کی
مری باتیں بعنوان دگر وہ مان لیتے ہیں

تری مقبولیت کی وجہ واحد تیری رمزیت
کہ اس کو مانتے ہی کب ہیں جس کو جان لیتے ہیں

www.urduchannel.in

اب اس کو کفر مانیں یا بلندی نظر جانیں
خدائے دو جہاں کو دے کے ہم انسان لیتے ہیں

جسے صورت بتاتے ہیں پتہ دیتی ہے سیرت کا
عبارت دیکھ کر جس طرح معنی جان لیتے ہیں

تجھے گھاٹا نہ ہونے دیں گے کاروبارِ الفت میں
ہم اپنے سر ترا اے دوست ہر نقصان لیتے ہیں

ہماری ہر نظر تجھ سے نئی سوگند کھاتی ہے
تو تیری ہر نظر سے ہم نیا پیمان لیتے ہیں

رفیقِ زندگی تھی اب انیسِ وقتِ آخر ہے
ترا اے موت ہم یہ دوسرا احسان لیتے ہیں

زمانہ وارداتِ قلب سننے کو ترستا ہے
اسی سے تو سر آنکھوں پر مرا دیوان لیتے ہیں

فراق اکثر بدل کر بھیس ملتا ہے کوئی کافر
کبھی ہم جان لیتے ہیں کبھی پہچان لیتے ہیں

(۲۱)

ہے یک یاد [illegible] کا حاصل کہیں جسے ۔۔۔ وہ خلوتِ خیال کہ محفل کہیں جسے
تو بندِ فکر کے اس آئینہ میں دیکھ ۔۔۔ اپنا جمال تیرا مقابل کہیں جسے
عشق ہو تو خرید دو عالم کو بیچ کر ۔۔۔ وہ کائنات درد نہاں دل کہیں جسے
ہم غرقِ عشق تیرے تو جائیں مگر نہیں ۔۔۔ ایسا کوئی کنارہ کہ ساحل کہیں جسے
ہمارے ہی ہیں گردشِ خوں میں حقیقتیں ۔۔۔ وہ کون زندگی ہے کہ باطل کہیں جسے
آتا ہے کون جانبِ گلزار دوش پر ۔۔۔ وہ زلف حلقہ حلقہ سلاسل کہیں جسے
اکثر ملا ہے مجھ کو سرِ منزلِ حیات ۔۔۔ تیرا خیال راہ میں حائل کہیں جسے
پہنائے دو جہاں میں کہاں ہے ترے سوا ۔۔۔ اے دل کوئی مقام کہ منزل کہیں جسے
ہیں اہلِ حسن زیب کمر رشتۂ وہم ۔۔۔ اتنا نہیں ہے کوئی کہ قائل کہیں جسے
لطفِ بیاں سکوت میں بھی نطق تو وہ ہے ۔۔۔ تیری نگاہِ ناز کا قائل کہیں جسے
اے سوز ساز عمر وہ زر داغِ دل لٹائیں ۔۔۔ ہاں اس عیارِ ناز کے قابل کہیں جسے
ہوں بے نیازِ غم مگر اس دل کو کیا کروں ۔۔۔ سارے جہاں کے درد میں شامل کہیں جسے
واعظ نے علم کو بھی کفر اس کے بل کیا ۔۔۔ ایسا پڑھا لکھا ہے کہ جاہل کہیں جسے
دھوکا نہ دے تجھے مری درماندگی کہیں ۔۔۔ ہیں وہ شکستہ پا بھی کہ منزل کہیں جسے
جذبِ نہاں کی رو سے تو تجھ بس وہ ہے ۔۔۔ خالِ رخِ صبیح پہ مائل کہیں جسے
وہ اک خیال کاش کہ لفظوں میں ڈھل سکے ۔۔۔ سنجیدگی گفتگو کا حاصل کہیں جسے
گلزار میں ہزار زباں سے ہے نغمہ زن ۔۔۔ میرا سکوت شورِ عنادل کہیں جسے
تحسینِ اہلِ فن کیلئے کر رہا ہوں پیش ۔۔۔ آساں حدیثِ عشق کہ مشکل کہیں جسے
دیکھیں گے اس غزل میں دھڑکتا ہوا وہ دل ۔۔۔ رعنائی خیال کا بسمل کہیں جسے

میری نوا ہے ماتمِ یک شہرِ آرزو
یعنی فراق اہلِ جہاں دل کہیں جسے

www.urduchannel.in

(۲۲)

بطرز مصحفی

بزمِ ساقی سے اٹھا ہے کوئی یوں رات گئے
پا بدستِ دگرے دست بدستِ دگرے

ڈال کر ستِ وطن ایک اچٹتی سی نگاہ
ہم گئے دشتِ جنوں لیکے ترا نام چلے

اکثر اس عالمِ بے نام کی یاد آتی ہے
جس سے مل جاتے ہیں دیوانے محبت کے سرے

اف حجاباتِ دو عالم کہ پہنچتے نہیں ہاتھ
پردہ چھوڑا ہے وہ اس نے کہ اٹھائے نہ اٹھے

کارِ دربارِ دلِ عشاق عجب دھندا ہے
جس قدر فائدہ ہو اتنے ہی گھاٹے میں رہے

کسی گونگے کا ہے سپنا تو سبھا پریوں کی
عشق وہ قصہ جسے کون کہے کون سنے

اس شہادت گہِ ہستی میں جو ڈوب گئے ہیں
زندگی دور رہی موت بھی پلے نہ پڑے

اس نئے دورِ محبت کے تقاضے ہیں کچھ اور
کیوں کوئی ہوش کہ عشق میں دیوانے

چشمِ حیراں نے طلسماتِ جہاں دیکھ لیا
آج کیا کیا تری نظروں نے دیئے ہیں دھوکے

داستانِ عشق کی دہرا گئی تاروں بھری رات
کتنی یادوں کے چراغ آج جلے اور بجھے

زلف پر زلف کفر کی منزل اے دلِ
خود کو کرتے ہیں گمراہ خدا کے بندے

یہی رندوں کی دعا ہے سرِ میخانہ ترا
ساقیا جام چلے کام چلے نام چلے

موجزن کوثر و تسنیم تری زلفوں میں
جنتیں مجھ کو ملی ہیں ترے قدموں کے تلے

دولتِ درد بڑی چیز ہے اے عشق بڑا
قرطِ فال ترے نام خدا جس کو ملے

غم تصویر بھی دیکھا ہے قدرِ عنا کو
کچھ وہ پلکوں میں نمی سرو بقص بال کھلے

ارجن و رستم و چنگیز کی ہمت نہ پڑی
کام وہ عشق نے انجام دیئے زندہ رہے

مجھ سے یا شیشے سے ٹوٹ جائیں گے اللہ رے ظلم
کس بہانہ کو یہ سر کرنے چلے ہیں ہونے

کون کہتا ہے ہر اک سے نہ ملاقات تری
نگہِ ناز کی سمت بھی گا ہے گا ہے

ہم تو یہ کہتے ہیں گو رد ہے دیوانا ن کو
مر گئے جو ترے بیمارِ فراق اچھے رہے

عمر آوارگیِ عشق تبھی ختم ہوئی
جا کے اس وقت کھلا ہم کہیں آئے نہ گئے

اُف وہ اک بات جسے کہہ نہ سکوں تیرے حضور
آہ وہ ایک تبسم مجھ سے جو کھائے نہ بنے

دیکھنے کی ہے یہ مجبوریِ عشق نادم
کس طرح اپنے پسینے میں کوئی ڈوب مرے

اس نے کی پرسشِ حالات تو منھ پھیر لیا
دلِ غمگیں کے یہ انداز خدا خیر کرے

آہ ان جلووں کے ہوتے ہوئے قائم ہی ہوا
ہم تری انجمنِ ناز کے قابل نہ رہے

دوست کی یاد میں رونے کے تھے اوقاتِ فراق
مجھ سے جو پوچھتے ہو رات گئے رات رہے

(۲۳)

تو ہے سر بسر کوئی داستاں ہے عجیب عالمِ انجمن

یہ نگاہِ ناز زباں زباں یہ سکوتِ ناز سخن سخن
یہ شعورِ ساحرانہ انگنی یہ ادائے نرگسِ پر فتن

کہ پلا پلا کے لنڈھا بھی دے یہ تری نگاہ پیالہ زن
تری قربتیں بھی ہیں دوریاں یہ کرشمۂ کششِ بدن

چو تیاگ چھے کہ ندی رسی ز کنارِ من بہ کنارِ من[1]
یہ لبوں کی شوخ بیانیاں کہ چھلک گئی ہیں گلابیاں

یہ بہارِ انجمنِ طرب کہ بس اک گلی ہے چمن چمن
مرے عالمِ غم و یاس کی یہ بیابان یہ اُداسیاں

وہ دیار ہوں کہ جہاں ہوئی سحر آشنا دشبِ وطن

[1] بہر عمر با تو قدح نوشیدیم و رفت لذتِ تمہارا
چو تیاگ چھے کہ ندی رسی ز کنار ما بہ کنار ما (بیدل)

www.urduchannel.in

نہ زیادہ ظرف سے دے نہ کم کہ یہیں پہ ہاتھ سے اک چھٹے
یہ وہی آنکھ ضامنِ ہوش بھی وہی آنکھ ساقیِ انجمن

مرے سینے میں ہے وہ روشنی کہ نہ عمر جس کی بتا سکیں
یہیں جلوے دورِ جدید کے یہیں پر زمنِ کہن

وہ تمام روئے نگار ہے وہ تمام بوس و کنار ہے
وہ ہے چہرہ چہرہ جو دیکھیے وہ ہے چومیے تو دہن دہن

یہ خیالِ محض ہے داستاں کسی اجنبی کا ہے یہ بیاں
وہ بیاں نہ سمجھیں مری زباں وہی قسمتوں سے ملا وطن

وہ نظر نظر کی فسوں گری وہ سکوت کی بھی سخنوری
تری آنکھ جادوئے سامری ترے لب فسانۂ نل دمن

وہ گناہ آدمِ اولیں کہ ہے مستیوں کا وہی امیں
ہیں بشر کے خوں میں یہ آج بھی کہ جو چڑھ گئے مئے عدن

دمِ سرکشی یہ دھواں دھواں جو چھپا بہت ہے فضاؤں میں
یہ سرِ گھمنڈ کی گھٹائیں ہیں کہیں پیچ زلف شکن شکن

شبِ خزاں بھی ہوں میں بہار بھی مری زندگی ہے وہ زندگی
کہ مثالِ برگِ گلِ چمن جو بنے کفن سے لگے پیرہن

یہ کمالِ جذبِ دلِ تپاں کبھی بدلے گردشِ آسماں
کوئی صبح رشکِ چمن چمن کوئی شام زلف شکن شکن

یہ بھی اک بہانہ تھا کھانے کا تری کج کلاہیوں کی قسم
سرِ شاخسار دکھا گئے کئی بار غنچے جو بانکپن

وہ تبسمِ لبِ نازنیں وہ بہار پیکرِ دل نشیں
وہی ادا وہ کھلی سی کلی کلی وہی تازگی چمن چمن

[illegible] سا سرِ نازنیں کی آنکھیں کھلتی جھپکتی ہیں
کہ تمام مسکنِ آہواں ہے دمِ خمار ترا بدن

کبھی دادِ شوق نہ دے سکا ہے دل کو پر تو دلبری
کہ لرز گیا ہے یہ آئینہ جو چمک گئی ہے کوئی کرن

کوئی میری آنکھوں سے دیکھتا تری بزمِ ناز کی وسعتیں
وہ ہر ایک گوشۂ کاں مکاں وہ ہر ایک لمحہ زمن زمن

وہ لبوں کی لعل ضیا ضیا وہ کرن ہنسی کی ذرا ذرا
تری نیم ادا بھی ادا ادا تری اک جھلک بھی یمن یمن

کوئی چیز آڑے تو آ گئی کہ بکھر ہو گیا خاتمہ
مری بیکسی نے اڑھا دیا ہے آنسوؤں کا مجھے کفن

مرے دوستوں کو یہ ضد ہے مری نور و نار کی زندگی
جو ادھر چراغِ حرم کی لو تو ادھر بھی کفر ہے شعلہ زن

کبھی ہو سکا تو بتاؤں گا تجھے رازِ عالمِ خیر و شر
کہ میں رہ چکا ہوں شروع ہی سے بجائے یزد گہ اہرمن

ارے اکھڑی اکھڑی یہ زندگی لیے کھوئی کھوئی سی زندگی
مجھے کیا وطن میں سکون ہو کہ وطن ہی آج ہے بے وطن

جسے ڈس لیا ہے زمانے نے کوئی زندگی ہے یہ زندگی
یہ سوادِ شامِ اجل نما یہ ضیائے صبح کفن کفن

تجھے منزلیں بھی ہیں رہگزر مجھے رہگزاریں بھی منزلیں
یہی فرق ہے مرے ہمسفر وہ ترا چلن یہ مرا چلن

www.urduchannel.in

مری ہر غزل کو یہ آرزو تجھے سج سجا کے نکالئے
مری فکر ہو ترا آئینہ مرے نغمے ہوں ترے پیرہن

کبھی پچھلی رات کو دیکھ لے کسی سانس لیتے چراغ کو
کہ غزل ہوئی تو گلوں میں ہے وہی خستگی سی وہی تھکن

یہ اداس اداس بجھی بجھی کوئی زندگی ہے فراق کی
مگر آج کشت سخن ہری ہے اسی کے دم سے چمن چمن

۲۴

دیتے ہیں جام شہادت مجھے معلوم نہ تھا
ہے یہ آئین محبت مجھے معلوم نہ تھا

مطلب چشم مروت مجھے معلوم نہ تھا
تجھ کو مجھ سے تھی شکایت مجھے معلوم نہ تھا

چشم خاموش کی بابت مجھے معلوم نہ تھا
یہ بھی ہے حرف و حکایت مجھے معلوم نہ تھا

عشق بس میں ہے مشیت کے عقیدہ تھا مرا
اس کے بس میں بھی مشیت مجھے معلوم نہ تھا

ہفت خواں جس نے کئے طے سر راہ تسلیم
ٹوٹ جاتی ہے وہ ہمت مجھے معلوم نہ تھا

آج قطرۂ مے بن گیا اک چنگاری
تھی یہ ساقی کی شرارت مجھے معلوم نہ تھا

نگہ مست نے تلوار اٹھائی سر بزم
یوں بدل جاتی ہے نیت مجھے معلوم نہ تھا

غم ہستی سے جو بیزار رہا میں اک عمر
تجھ سے بھی تھی اسے نسبت مجھے معلوم نہ تھا

عشق بھی اک طریقت میں ہے ایسا تھا خیال
عشق ہے پیر طریقت مجھے معلوم نہ تھا

پوچھ مت شرح کرم ہائے عزیزاں ہمدم
ان میں اتنی تھی شرافت مجھے معلوم نہ تھا

[illegible] دیکھا ہے تجھے محو تبسم اے جان
حسن کا رنگ یہ [illegible] مجھے معلوم نہ تھا

شکل انسان کی ہو چال بھی انسان کی ہو
یوں بھی آتی ہے قیامت مجھے معلوم نہ تھا

سر معمورۂ عالم یہ دل خانہ خراب
لٹ گیا تیری بدولت مجھے معلوم نہ تھا

پردۂ عرض وفا میں بھی رہا ہوں کرتا
تجھ سے میں اپنی ہی غیبت مجھے معلوم نہ تھا

میں سر عرش بریں ڈھونڈ رہا تھا اس کو
تیرے قدموں میں تھی جنت مجھے معلوم نہ تھا

نقد جاں کیا ہے زمانے میں محبت ہمدم
نہیں ملتی کسی قیمت مجھے معلوم نہ تھا

ہو گیا آج رفیقوں سے گلے ملنے کے بعد
اپنا تو عشق صداقت مجھے معلوم نہ تھا

درد دل کیا ہے کھلا آج ترے روٹھنے پہ
تجھ سے اتنی تھی محبت مجھے معلوم نہ تھا

دم نکل جائے مگر دل نہ لگائے کوئی
عشق کی تھی یہ وصیت مجھے معلوم نہ تھا

حسن والوں کو بہت سہل سمجھ رکھا تھا
تجھ پہ آئے گی مصیبت مجھے معلوم نہ تھا

کتنی خلاق ہے یہ بیتی عشق فراق
اس سے بنتی ہے عبادت مجھے معلوم نہ تھا

۲۵

جنوں میں ازل سے ہیں دل کھوئے کھوئے
بہت اجڑے اجڑے محبت ڈبوئے

ستائے پچھے جھلا جھلا کے
ترے جاگے والے رو رو کے سوئے

طلب اس سے کر کیا زندگی کی
جو درد اور راحت کو باہم سموئے

گلے کے ترے ہار بن بن کے ٹوٹے
بہت رونے والوں نے موتی پروئے

تری بے نیازی سے کچھ ہم بھی کہتے
مگر کون لے دوست اپنی ہی کھوئے

www.urduchannel.in

زمینِ محبت کی قسمت نہ چمکی — مری چشمِ تر نے ستارے بھی بوئے
ترے آہوئے ناز دشتِ چمن میں — کہیں پائے پائے کہیں کھوئے کھوئے
وہی راز ہیں واردات محبت — ہنسے تم بھی کچھ رونے والے بھی روٹھے
میں کہتا تھا جگ بیتی یا آپ بیتی — کبھی میں بھی رویا کبھی تم بھی روٹھے

ہوائے محبت کے جھونکے نہ پوچھو
فراقؔ اس ہوا میں نہ جاگے نہ سوئے

(۲۶)

خرامِ نازنیں گل اندام — گل فردوس کھلتے ہیں بہ ہر گام
تری اوقات کیا اے عشقِ ناکام — اک آہ بے اثر اک دردِ بے نام
حیاتِ بے محبت سربسر موت — محبت زندگی کا دوسرا نام
ذرا اک گردشِ چشم اور ساقی — بہت انگڑائی لیتے ہیں مے آشام
بدل جاتی ہے دنیا اس کو سن کر — لیا ہے جیسے جس دم ترا نام
نہ پوچھو وصل کے اوقات کیا تھے — وہ آئے گیسو کھولے ہو گئی شام
یہ باتیں تیری چھٹکی چاندنی میں — چھلکتے ہیں شبِ مہتاب میں جام
کسی کی یاد میں جی بھر کے رو لیں — ہمیں بھی آج اے دل کچھ نہیں کام
ہر اک سانس اس کی ہے جانِ بہاراں — وہی اک گل بدن گل پوش گلفام
جسے جانِ حیا کہتی تھی دنیا — ہر اک کو کر گئی وہ آنکھ بدنام
جمالِ بے بدن سو رنگ بدلے — نگاہوں کو نہیں اپنے کام سے کام

خیالاتِ پریشاں — یادِ گیسو — کہاں اس کارواں کو ہو گئی شام
سکوتِ ناز سمجھے تھے جسے ہم — وہی اک بات آخر کر گئی کام
اک احساس کی تھا زندگی کو — اسی غم کا محبت پڑ گیا نام
گراں ہے دورِ حاضر کس جہاں پر — بڑھیں اب انقلابات بیک گام
ترا مجرم گنہگارِ جہاں بھی — جہاں اتنے وہاں اک اور الزام
ابھی تو بحثِ کفر و دین ہے ساقی — ابھی یہ لب کہاں ناشستہ جام
نوائے راز سے بت خانے روشن — دیئے جاتے ہیں گویا بے اصنام

فراقؔ احساس کی ایسی ریاضت
حقیقی شاعری بھی ہے بڑا کام

(۲۷)

نالاں ہے جو ہوں ہاں کر کے انھیں سمجھیں نہ یہ میں ناشکرا ہوں
احباب کا سمجھانا برحق خود اپنے غم کو سمجھتا ہوں
جو ہنستے کھیلتے ہیں بھی مے حسرت سے چھلک جاتی ہے ذرا
اس زنگار رنگ زندگی میں، میں کوئی کمی سی پاتا ہوں
افتادِ عشق کے ماروں سے اتنا بھی کہاں کرتا ہے کوئی
اس پرسشِ غم کے میں صدقے خوش حال ہیں میں بھی بڑا اچھا ہوں
تاثیرِ سوزِ نہانی کے خط و خال دمکتے جاتے ہیں
یہ راز آئنے سے پنہاں ہے میں پردۂ غم میں سنورتا ہوں

www.urduchannel.in

رہتی دنیا کی ہر ایک جھلک کچھ مجھ سے اشارے کرتی ہے
خود مجھ پر بھی یہ نہیں کھلتا میں کن آنکھوں کا مارا ہوں

اک بار خدا بھی انھیں دیکھے تو درد سے وہ بھی چیخ اٹھے
انساں کے جو ظلم انساں پہ میں دیکھ کے چپ ہو رہتا ہوں

جو یہ تاریک شب ہستی اک لے کو روشن کر جائے
کہتا ہے سر شب غم مجھ سے میں وہ ٹوٹا ہوا تارہ ہوں

اک نیم اشارہ، نیم ادا میری بے خبری کی بھی طرف
اے نرگس رعنا کچھ تو بتا میں کس عالم میں رہتا ہوں

اے موج نسیم صبح سے ہے پنکھڑیوں کی رگ رگ میں خلش
میں فصل بہاری کے دل میں کانٹا سا کھٹکتا رہتا ہوں

اے جان جہان ناز و نعم میں ہوں اک پیکر رنج و الم
اک چشم کرم اک پرسش غم، کن امیدوں سے آیا ہوں

لوگوں کی سمجھ میں آ نہ سکا کچھ تجھ کو بھی ہے تعجب سا
سن میری اداسی کا کارن اے ہمدم بہت اکیلا ہوں

اپنا ہو فراق کہ اوروں کا کچھ بات ہی ایسی آن پڑی
میں آج غزل کے پردے میں دکھ درد سنانے بیٹھا ہوں

٢٨

دیکھ اپنی نگاہوں کو نہ کر راہ سے بے راہ
اے نرگس غماز ترا میں ہوں بہی خواہ

ہاں عاشقی و اہرمنی میں نہیں کچھ فرق
از صبح ازل ہم بھی تو ہیں راندۂ درگاہ

کرنا تھی بہت پہلے توجہ ادھر اے دوست
اب تو مگر اک لطف ہے اک صدمۂ جانکاہ

بازار جہنم کا ہے گرم آپ کے دم سے
اے شیخ زماں آپ بڑی چیز ہیں واللہ

اک ذرۂ ناچیز سے خیرہ ہیں نگاہیں
اک قطرۂ بے مایہ کی ملتی ہی نہیں تھاہ

کل مجھ سے مشیت کے یہ مشورے تا دیر
آفاق میں اور ایسے کہاں مرد خود آگاہ

ماتھے سے مرے دھوپ اترتی تھی سہانی
میں بھی تھا کبھی تیری نگاہوں کی گزرگاہ

اشعار میں ہیں عارض و کاکل کے وہ جلوے
ہاں دیکھ کبھی تو مری غزلوں کی شب ماہ

فریاد و فغاں، آہ و بکا، نالہ و شیون
اے حضرت عشق آپ کے ہیں کتنے ہوا خواہ

دل کیا ہے مرا بس تری بھولی ہوئی منزل
میں کیا ہوں بس اے دوست تری چھوڑی ہوئی راہ

www.urduchannel.in

ہر اک نے سنی اپنی تمنا کے مطابق
ہنگامۂ عالم ہے ترے حسن کی افواہ

کچھ ایسی بھی ہیں نوکریاں جن میں اپنے
جاگیر کی جاگیر ہے تنخواہ کی تنخواہ

ہم عشق کی وادی کے ہیں سیاح ازل سے
تنہا کبھی پھرتے ہیں کبھی موت کے ہمراہ

اللہ سے یارانہ ہے اے حضرت واعظ
اے واہ میاں واہ میاں واہ میاں واہ

میں کیا ہوں بس اک درد میں ڈوبی ہوئی آواز
ہستی کی ہے تاثیر میں ڈوبی ہوئی اک آہ

بس ایک سکوتِ ابدی عرش سے تا فرش
بس ایک پیامِ ازلی کاہ سے تا ماہ

اے اہلِ سفر بڑھتے چلو ذوقِ طلب میں
مل جائے عجب کیا کوئی کامل بھی سرِ راہ

کچھ پوچھ نہ اب اجنبیت ارض و سما کی
اے کوچۂ محبوب ترا ساتھ چھٹا، آہ

سن لو کہ فراق آج یہاں گرم نوا ہے
اس دور میں اقلیمِ سخن کا وہ شہنشاہ

(۲۹)

وہ چپ چاپ آنسو بہانے کی راتیں
وہ اک شخص کے یاد آنے کی راتیں

شبِ مہ کی وہ ٹھنڈی آنچیں وہ شبنم
ترے حسن کے رسمسانے کی راتیں

جوانی کی دوشیزگی کا تبسم
گل زار کے وہ کھلانے کی راتیں

پھواریں سی نغموں کی پڑتی ہوں جیسے
کچھ اس لب کے سننے سنانے کی راتیں

مجھے یاد ہے تیری ہر صبح رخصت
مجھے یاد ہیں تیرے آنے کی راتیں

پُر اسرار سی میری عرضِ تمنا
وہ کچھ زیرِ لب مسکرانے کی راتیں

سرِ شام سے رتجگے کے وہ ساماں
وہ پچھلے پہر نیند آنے کی راتیں

سرِ شام سے تا سحر قربِ جاناں
نہ جانے وہ تھیں کن زمانے کی راتیں

سرِ کیدہ تشنگی کی وہ قسمیں
وہ ساقی سے باتیں بنانے کی راتیں

ہم آغوشیاں شاہدِ مہرباں کی
زمانے کے غم بھول جانے کی راتیں

فراق اپنی قسمت میں شاید نہیں تھے
ٹھکانے کے دن یا ٹھکانے کی راتیں

(۳۰)

یہ تو نہیں کہ غم نہیں
ہاں مری آنکھ نم نہیں

تم بھی تو تم نہیں ہو آج
ہم بھی تو آج ہم نہیں

نشہ سنبھالے ہے مجھے
بہکے ہوئے قدم نہیں

قادرِ دو جہاں ہے گو
عشق کے دم میں دم نہیں

موت اگرچہ موت ہے
موت سے زیست کم نہیں

کس نے کہا یہ تم سے خضر
آبِ حیات سم نہیں

www.urduchannel.in

کہتے ہو دہر کو بھرم　　مجھ کو تو یہ بھرم نہیں
اب نہ خوشی کی ہے خوشی　　غم بھی اب وہ غم نہیں
میری نشست ہے زمیں　　خلد نہیں ارم نہیں
اور ہی ہے مقامِ دل　　دیر نہیں حرم نہیں
قیمتِ حسن دو جہاں　　کوئی بڑی رقم نہیں
عہد وفا ہے حسنِ یار　　قول نہیں قسم نہیں
لیتے ہیں مول دو جہاں　　دام نہیں درم نہیں
صوم و صلوٰۃ سے فراق　　میرے گناہ کم نہیں

۳۱

لطف نہیں کرم نہیں　　جور نہیں ستم نہیں
اب نہیں روئے مہ چکاں　　گیسوئے خم بہ خم نہیں
بر سرِ عالمِ وجود　　کون سی شے عدم نہیں
یوں ہی نکل گئی اک آہ　　رنج نہیں الم نہیں
کیا مری زندگی تری　　جھوٹی ہوئی قسم نہیں
قائلِ حسنِ دلفریب　　آپ نہیں کہ ہم نہیں
میں ترا موردِ عتاب　　اس سے بڑا کرم نہیں
عالمِ حسن محضِ یار　　عالمِ کیف و کم نہیں
جس کے لئے غزل کہوں　　ایسا کوئی صنم نہیں
لب سرِ سازِ کائنات　　عالمِ زیر و بم نہیں

کب کوئی آہوئے جمیل　　مائلِ عزم رم نہیں
مظہرِ دو جہاں ہوں میں　　عشق ہوں جامِ جم نہیں
رقصِ شرر سے دیرپا　　زندگی اُمم نہیں
ہاں کوئی اور ہی قسم　　کھائی ہوئی قسم نہیں
آج بہت اُداس ہوں　　یوں کوئی خاص غم نہیں
ہائے یہ بیخودیٔ غم　　آئے جو وہ تو ہم نہیں
غالب و میر و مصحفی　　ہم بھی فراق کم نہیں

۳۲

زلفِ سیہ ختن ختن　　جلوۂ رخ چمن چمن
ہائے یہ شوخیٔ سخن　　بات میں بات کن میں کن
پوچھ ضمیرِ عشق سے　　رازِ خدا و اہرمن
ہر شبِ غم گزر گئی　　اوڑھے ستاروں کا کفن
یاد نہیں کہ کب ہوا　　نشۂ سرخوشی ہرن
خود ہی ہے داستانِ شوق　　تیرا جمالِ بے سخن
سب ہے کرشمۂ انا　　کھا نہ فریبِ ما و من
جلوے نہیں یہ چہرے ہیں　　تو ہے خود ایک انجمن
شعر سے بھی لطیف تر　　اس کی نزاکتِ بدن
ہے شبِ میکدہ کی جان　　نرگسِ صد پیالہ زن
آنکھ طلسمِ شام ہے　　یا کوئی آہوئے ختن

www.urduchannel.in

مستیِ عشق سر بسر — نشۂ بادۂ کہن
مذہب و ملت و نظام — بدلیں گے یہ زمن زمن
عشق ہو اور بے گماں — روٹھ کے اس ادا سے من
ہے یہ خطاب ناز پر — اڑتے ہیں برگ یاسمن
تیرے خرام ناز سے — ٹھنڈی ہواؤں کا چلن
خوشبوئیں جیسے سانس میں — پوچھ نہ ناز کی پھبن
جیسے فضا پہ چاندنی کے — ہائے یہ بوئے پیرہن
کس کے یہ جسم خوشبو ہے — آتی ہے خوشبوئے دہن
اس کے سکوت ناز میں — باجا باجے تن من
کرشن کی بانسری سے دیکھ — صبح چمن شکن شکن
میں ہوں فراقؔ خود ہی لکھ — انجمنوں کی انجمن

۳۳

ریزۂ غم سے ساز خلقت کے جہاں بنتا گیا — یہ زمیں بنتی گئی یہ آسماں بنتا گیا
داستاں جو دیدۂ خوں سے لکھتا رہا — قطرہ قطرہ اشک غم کا بیکراں بنتا گیا
عشق تنہا ہے جس سے آباد کتنی منزلیں — اک مسافر کارواں در کارواں بنتا گیا
میں نے جس غم کو اپنا جانتا تھا وہ بھی تو — زیب عنوان حدیث دیگراں بنتا گیا
بات نکلے بات سے جیسے وہ تھا تیرا بیاں — نام تیرا داستاں در داستاں بنتا گیا
ہم کو ہے معلوم سب روداد علم و فلسفہ — ہاں ہر ایماں و یقیں وہم و گماں بنتا گیا
میں کتاب دل میں اپنا حال غم لکھتا رہا — ہر ورق اک باب تاریخ جہاں بنتا گیا
بس اسی کی ترجمانی ہے مرے اشعار میں — جو سکوت راز رنگیں داستاں بنتا گیا
میں نے سونپا تھا تجھے اک کام ساری عمر میں — وہ بگڑتا ہی گیا اے دل کہاں بنتا گیا
واردات دل کو دل ہی میں جگہ دیتے رہے — ہر حساب غم حساب دوستاں بنتا گیا
میری گھٹی میں پڑی تھی ہو کے حل اردو زباں — جو بھی میں کہتا گیا حسن بیاں بنتا گیا
وقت کے ہاتھوں یہاں کیا کیا خزانے لٹ گئے — ایک تیرا غم کہ گنج شائیگاں بنتا گیا

سرزمین ہند پر اقوام عالم کے فراقؔ
قافلے بستے گئے ہندوستاں بنتا گیا

۳۴

ہر عقدۂ تقدیر جہاں کھول رہی ہے — ہاں دھیان سے سننا یہ صدی بول رہی ہے
انگڑائیاں لیتی ہے تمنا تری دل میں — شیشے میں پری ناز کی پر تول رہی ہے
رہ رہ کے کھنک جاتی ہے ساقی یہ شب ماہ — اک جام پیا خنکیِ شب بول رہی ہے
دل تنگ ہے شب کو کفن نور پنہا کے — وہ مہک جو غنچوں کی گرہ کھول رہی ہے
اک آگ لگی ہے دیوانوں کے دل میں — غنچوں کی رگوں میں جو تری ڈول رہی ہے
چھلکاتی ہے جو آنکھ نگاہوں سے گلابی — اس پردے میں وہ زہر بھی کچھ گھول رہی ہے
شبنم کی دمک ہے کہ شب ماہ کی دیوی — موتی سر گلزار جہاں رول رہی ہے
تکتی ہے مشیت جسے پرواز جہاں بھی — انسان کی ہمت وہیں پر تول رہی ہے

www.urduchannel.in

پہلو میں شبِ تار کے ہے کون سی دنیا
جس کے لئے آغوشِ سحر کھول رہی ہے

ہر آن وہ رگ رگ میں چٹکتی ہوئی کلیاں
اس شوخی کی اک ایک ادا بول رہی ہے

آمادۂ عصیاں ہیں جوانانِ چمن آج
جو شاخ ہے پیالے کو تول رہی ہے

خوش ہے دلِ غمگیں بھی غنیمت ہے یہ وقفہ
اس کی نگہِ ناز بھی ہنس بول رہی ہے

گو حسن کی قیمت ہے ازل ہی سے دو عالم
وہ جنسِ محبت ہے جو انمول رہی ہے

پھر از سرِ نو چونکتی جاتی ہیں نگاہیں
خاموش ہیں افلاک زمیں بول رہی ہے

اک کشف کرامات کا عالم ہے گلستاں
یا بادِ صبا رازِ جہاں کھول رہی ہے

چھڑتے ہی غزل بڑھتے چلے رات کے سائے
آواز مری گیسوئے شب کھول رہی ہے

آتا ہے فراق آج ادھر بہرِ زیارت
بت خانے کی خاموش فضا بول رہی ہے

۳۵

کچھ بھی جہاں نہاں نہ تھا کوئی زماں مکاں نہ تھا
دیر تھی اک نگاہ کی پھر یہ جہاں جہاں نہ تھا
ساز وہ قطرے قطرے میں سوز وہ ذرّے ذرّے میں
یاد تری کسے نہ تھی درد ترا کہاں نہ تھا
عشق کی آزمائشیں اور فضاؤں میں ہوئیں
پاؤں تلے زمیں نہ تھی سر پہ یہ آسماں نہ تھا
سوزِ نہاں میں وہ قرار قلبِ تپاں میں وہ صفا
شعلہ تو تھا تڑپ نہ تھی آگ تو تھی دھواں نہ تھا

عشق حریمِ حسن میں اپنے سہارے رہ گیا
صبر کا بھی پتہ نہ تھا ہوش کا بھی نشاں نہ تھا
غفلتِ حسن جاگ اٹھی اور زبانِ عشق پہ
آہ نہ تھی فغاں نہ تھی غم کا کوئی نشاں نہ تھا
کس کے حواس تھے بجا کون تھا اپنے ہوش میں
وقتِ بیانِ غم کوئی مائلِ داستاں نہ تھا
جلوۂ تاب آزما قاتلِ عشق ہو گیا
تھی نہ صدائے الحذر نعرۂ الاماں نہ تھا
ایک کو ایک کی خبر منزلِ عشق میں نہ تھی
کوئی بھی اہلِ کارواں شاملِ کارواں نہ تھا
دیکھ فضائے دہر کو کیفِ عدم سے بھر دیا
اے دلِ درد آشنا مٹ کے بھی میں کہاں نہ تھا
عشق نے اپنی جان کو روگ کئی لگا لئے
ہجر و وصال امید و بیم کون وہاں جہاں نہ تھا
خلوتیانِ راز سے حالِ وصالِ یار پوچھ
حسن بھی بے نقاب تھا عشق بھی درمیاں نہ تھا
اب نہ وہ پرسشِ کرم اب نہ وہ چشمِ آشنا
شکوۂ عشق برطرف مجھ سے تو یہ گماں نہ تھا
دورِ حیات محض تھا اس کے حریمِ راز میں
کیف و اثر کا ذکر کیا زیست کا بھی نشاں نہ تھا
شکوۂ درگذر نما کیوں ہے کہ حسن عشق سے
اتنا تو بدگماں نہ تھا اتنا تو سرگراں نہ تھا

www.urduchannel.in

تیری خوشی کی یاد رکھو تیری ناخوشی کے بھی جو
تجھ سے ذرا بھی بدگماں عالم زندگاں نہ تھا
صبر و سکوں کے راز بھی آتے ہی کھل گئے مگر
عشق کو بھی خوشی نہ تھی حسن بھی شادماں نہ تھا
پھر بھی سکونِ عشق پر آنکھ بھر آئی بارہا
گو غمِ ہجر بھی فراق کچھ غمِ جاوداں نہ تھا

٣٦

آج بھی قافلۂ عشق رواں ہے کہ جو تھا
وہی میل اور وہی سنگِ نشاں ہے کہ جو تھا
پھر ترا غم وہی رسوائے جہاں ہے کہ جو تھا
پھر فسانہ بحدیثِ دگراں ہے کہ جو تھا
منزلیں گرد کے مانند اڑی جاتی ہیں
وہی اندازِ جہانِ گزراں ہے کہ جو تھا
ظلمت و نور میں کچھ بھی نہ محبت کو ملا
آج تک ایک دھندلکے کا سماں ہے کہ جو تھا
یوں تو اس دور میں بے کیف سی ہے بزمِ حیات
ایک ہنگامہ سرِ رطلِ گراں ہے کہ جو تھا
لاکھ کر جور و ستم لاکھ کر احسان و کرم
تجھ پہ اے دوست وہی وہم و گماں ہے کہ جو تھا
آج پھر عشق دو عالم سے جدا ہوتا ہے
آستینوں میں لیے کون و مکاں ہے کہ جو تھا
عشق افسردہ نہیں آج بھی افسردہ بہت
وہی کم کم اثرِ سوزِ نہاں ہے کہ جو تھا
قرب ہی کم ہے نہ دوری ہی زیادہ لیکن
آج وہ ربط کا احساس کہاں ہے کہ جو تھا
نظر آ جاتے ہیں تم کو تو بہت نازک بال
دل مرا کیا وہی اے شیشہ گراں ہے کہ جو تھا
جان دے بیٹھے تھے اک بار ہوس والے بھی
پھر وہی مرحلۂ سود و زیاں ہے کہ جو تھا
آج بھی صید گہِ عشق میں حسنِ سفاک
لیے ابرو کی لچکتی سی کماں ہے کہ جو تھا
پھر تری چشمِ سخن سنج نے چھیڑی کوئی بات
وہی جادو ہے وہی حسنِ بیاں ہے کہ جو تھا

تیرہ بختی نہیں جاتی دلِ سوزاں کی فراق
شمع کے سر پہ وہی آج دھواں ہے کہ جو تھا

٣٧

راز کو راز ہی رکھا ہوتا
کیا کہنا گر ایسا ہوتا
حسن سے کب تک پردہ کرتے
عشق سے کب تک پردہ ہوتا
کم کم آتشِ تیری نگہ میں
اکثر خونِ تمنا ہوتا
کٹتے کٹتے کٹتیں راتیں
ہوتے ہوتے سویرا ہوتا
رات کی رات کبھی میرا گھر
تیرا رین بسیرا ہوتا
عشق نے مجھ سے کی کی ورنہ
مجھ پہ تیرا دھوکا ہوتا
دنیا دنیا، عالم عالم
ہوتا عشق اور تنہا ہوتا
دریا دریا، صحرا صحرا
روتا خاک اڑاتا ہوتا ی
آج تو دردِ ہجر بھی کم ہے
آج تو کوئی آیا ہوتا
آج تو سازِ خموش ہے عالم
آج تو اس کو پکارا ہوتا
یہ رنگین بن یہ سناٹا
کوئی پتا کھڑکا ہوتا
میں ہوں دل ہے تنہائی ہے
تم بھی جو ہوتے اچھا ہوتا
میری رگِ جاں دکھ جاتی ہے
بال بھی تیرا بیکا ہوتا
تو گر اپنے ہاتھ سے دیتا
پیمانہ پیمانہ ہوتا
آنکھ اٹھا کر جان گنوا کے
حسن کا عالم دیکھا ہوتا
پردہ داریٔ غم بھی ہے شاکی
تو نے حال تو پوچھا ہوتا
ہم جو تجھے کچھ بھول بھی جاتے
دردِ محبت دونا ہوتا
کچھ تو محبت کر کے دکھاتی
کچھ تو زمانہ بدلا ہوتا
اس سے تو اے جاگنے والو
سویا ہوتا، کھویا ہوتا
عشق تو چپ ہے سازِ محبت
تیری نظر نے چھیڑا ہوتا
دن بھی کچھ دل ہی دل میں
شرمایا پچھتایا ہوتا
منزل منزل دل بھٹکے گا
آج تمہیں نے روکا ہوتا

www.urduchannel.in

ہم بھی فراق انسان تھے آخر
ترک محبت سے کیا ہوتا

(۳۸)

رازِ عالم ہے یہ شاید کہ ہو دمساز جدا
کوئی عیسیٰ نفسوں سے بھی ہو دمساز جدا
بدگماں عشق کو صد وہم و یقیں نے رکھا
یوں ہی کیا کم ہے تری جلوہ گری کا جادو
عقدۂ پیچ و خمِ زلف کا کھلنا معلوم
تنگی و وسعتِ کونین میں نسبت کیسی
آہ و زاری سے کبھی سازِ محبت نہ چھڑا
حسن کی شان تلون اُدھر آفتِ جاں
برقِ آواز جلا دے یہ نیستانِ جہاں
بڑھتے بھی جاتے ہیں سب اہلِ جہاں سمجھو
پے بہ پے اڑتے ہوئے ہوش کے انداز نگاہ
نگہِ ناز دیے جاتی ہے پیغامِ حیات

مجھ سے ملتے ہیں ہے اُس آنکھ کا انداز جدا
دل کا انداز جدا، ساز جدا، راز جدا
نرگسِ چشم سخن ساز ہے غماز جدا
زلف پرخم، لب رنگیں، تبسم، ناز جدا
رازِ عالم سے ہے یہ سلسلۂ راز جدا
درِ توبہ سے درِ میکدہ ہو باز جدا
غم کا انداز جدا، عشق کا انداز جدا
یہ دل کے اُدھر غرق ہے آواز جدا
سازِ ہستی سے ہے سازِ شبِ اعجاز جدا
عمرِ رفتہ بھی دیے جاتی ہے آواز جدا
طرزِ برقِ نگہِ حسن جنوں ساز جدا
موت سے کھیل رہے ہیں ترے جانباز جدا

کچھ اشارے ہیں اِدھر خوش بیاں کے فراق
ہے سکوتِ نگہِ ناز سخن ساز جدا

(۳۹)

یہ نکہتوں کی نرم روی یہ ہوا یہ رات
جادو سے جن کے راز بتانے کی بات
مایوسیوں کی گود میں دم توڑتا ہے عشق

یاد آ رہے ہیں عشق کو ٹوٹے تعلقات
اُن آنکھوں کے دلوں پہ کھلیں کیا معاملات
اب بھی کوئی بنا لے تو بگڑی نہیں ہے بات

کچھ اور بھی تو ہو ان اشارات کے سوا
اک عمر کٹ گئی ہے ترے انتظار میں
کب تک بنے گی آنکھ تری سازِ بے صدا
ہم اہلِ انتظار کے آہٹ پہ کان تھے
یوں تو بچی بچی سی اٹھی وہ نگاہِ ناز
عشاق نے سرے سے بدل دیں شریعتیں
جن کا شعار پاسِ شکستِ غم کی روح بھی
ہر سعی و ہر عمل میں محبت کا ہاتھ ہے
اس جا تری نگاہ مجھے لے گئی جہاں
کیا نیند آئے اس کو جسے جاگنا نہ آئے
دریا کے مد و جزر بھی پانی کے کھیل ہیں
اہلِ رضا میں شانِ بغاوت بھی ہو ذرا
تھا اہلِ دل کو چشمِ کرم سے بھی بے نیاز
ہم اہلِ غم نے رنگِ زمانہ بدل دیا
پیدا کرے زمین نئی آسماں نیا
اٹھ بندگی سے مالکِ تقدیر بن کے دیکھ
شاعر ہوں گہری نیند میں ہیں جو حقیقتیں

یہ سب تو اے نگاہِ کرم بات بات ہے
ایسے بھی ہیں کہ کٹ نہ سکی جن سے ایک رات
ہاں ٹوٹ جائے اب یہ سکوتِ نظر کی بات
ٹھنڈی ہوا تھی غم تھا ترا ڈھل چلی تھی رات
دنیائے دل میں ہو ہی گئی کوئی واردات
جو ہو سکا تو کر گئے اب اس کے آگے بات
نادان ہو گئے ہیں عشق میں ایسے بھی باخبر
تعمیرِ زندگی کے سمجھ کچھ محرکات
لیتی ہو جیسے سانس یہ بے جان کائنات
جو دن کو دن کرے وہ کرے رات کو بھی رات
ہستی ہی کے کرشمے ہیں کیا موت کیا حیات
اتنی بھی زندگی نہ ہو پابندِ رسمیات
سن لے نگاہِ یار اگر آ پڑی ہے بات
کوشش تو کی سبھی نے مگر بن پڑے کی بات
اتنا تو لے کوئی اثرِ دورِ کائنات
کیا وسوسہ عذاب کا کیا کاوشِ نجات
چونکا رہے ہیں ان کو بھی میرے توہمات

مجھ کو تو غم نے فرصتِ غم بھی نہ دی فراق
دے فرصتِ حیات نہ جیسے غمِ حیات

(۴۰)

آج مرگ و زیست سے مایوس ہے یہ کائنات
آ اے جانِ ممات اور اے حیاتوں کی حیات

www.urduchannel.in

جلوہ گر ہوتا ہے کوئی رسمساتی ہے حیات
ٹوٹتا ہے مدتوں کے بعد خوابِ کائنات
حسن کا جادو جگائے اک زمانہ ہو گیا
اے سکوتِ شامِ غم پھر چھیڑ اُن آنکھوں کی بات
زندگی کو زندگی کرنا کوئی آساں نہ تھا
ہجر کرکے زہر کو کرنا پڑا آبِ حیات

قتل گہ میں دیکھ اے سر افگندہ جوشانِ جہاد
زندگی کو یوں نہ کر ناداں صرفِ سیّات
پیش خیمہ دورِ نو کا ہے یہ دورِ کشت و خوں
موت کے ہاتھوں سجائی جائے گی بزمِ حیات
جاگتی ہے موت سے آج آدمی کی بے حسی
جاگ اے صبحِ قیامت انقلاب اے دردِ حیات
سر اٹھا ہاں سجدۂ دیر و حرم سے سر اٹھا
وہ جھلکتی ہے اُفق پر آستانِ کائنات
یا خدا ہو یا فرشتے یا بہائم یا بشر
بس مسلسل مٹتے ہی رہنے میں ہے رازِ ثبات
فرق کرنا نور اور ظلمت میں مشکل ہو گیا
اس غزالِ مست سے پوچھو کوئی دن ہے کہ رات
کیا ہوا کچھ بھی نہیں اور یوں تو سب کچھ ہو گیا
عشق بے لفظ ہے اے دوست دل کی واردات
میری باتیں سن کے آنکھوں میں نمی سی دیکھ لے
کافر و دیندار سے حسنِ دہریات و دینیات

میں نے اس آواز کو پالا ہے مر مر کے فراقؔ
آج جس کی نرم لو ہے شمعِ محرابِ حیات
تیری باتیں ہیں کہ نغمے تیرے نغمے ہیں کہ سحر
زیب دیتے ہیں فراقؔ اوروں کو کب یہ کفریات

(۴۱)

دلوں کا سوز ترے روئے بے نقاب کی آنچ — تمام گرمیِ محفل ترے شباب کی آنچ
ثوابِ خلدِ بریں کیا عذابِ دوزخ کیا — ترے خطاب کی ٹھنڈک ترے عتاب کی آنچ
حریمِ عشق کے پردوں سے لو نکلتی ہے — یہ سوز و ساز ہے کس نغمۂ رباب کی آنچ
لپکتے بڑھتے ہیں ابرِ بہار کی مستی — دہکتے پھولوں میں چھلکی ہوئی شراب کی آنچ
یہ کیفِ حسن یہ برقِ نگاہ کیا کہنا — لگا دے آگ نہ دامنِ سحاب کی آنچ
چڑھا کے ساغرِ مے جگمگا اٹھے چہرے — سمٹ کے آ گئی سینوں میں آفتاب کی آنچ
پناہ مانگ رہی ہے مری بھری دنیا — نہ پوچھ آہ دلِ خانماں خراب کی آنچ
یہ لگتے وقتوں کے ہیں ہوش میں باقی تھے یہ — انھیں بھی جی میں کیا ہوا اس ثواب کی آنچ
یہ آ گیا ہے یہاں کون کافرِ معصوم — کہ ٹھنڈی پڑ گئی دوزخ کے بھی عذاب کی آنچ
جسے سمجھتے ہیں سب موجِ کوثر و تسنیم — وہ آنچ بھی ہے تپتے ہوئے سراب کی آنچ

سحر کی تازہ دمی چڑھتی دھوپ کی گرمی — تری نگاہ کی ٹھنڈک ترے شباب کی آنچ
رکی رکی سی لبِ شوق پر ہے عرضِ وصال — کہ پھونک دے نہ تجھے زیرِ لب جواب کی آنچ
یہی ہے گرمیِ محفل یہی ہے رونقِ بزم — نگاہِ ناز ترے ذوقِ انتخاب کی آنچ
یہ رات آگ لگا دے کہیں نہ دنیا میں — یہ چاندنی یہ ہوائیں یہ ماہتاب کی آنچ
فضائیں پھوٹ کے جیسے فضا میں گم ہو جائیں — چھلکتے جام میں یہ چٹک حباب کی آنچ
سوادِ ابلقِ ایام موسمِ گل ہے — چمن کے شعلے میں یا حلقۂ رکاب کی آنچ

www.urduchannel.in

یہ چہرہ، وہ کبھی اڑتے ہوئے شرارے ہیں
کہ روشن تک ہے محبت کے پیچ و تاب کی آنچ

ہمیشہ رکھے ہیں روشن عدم نے پیمانے
پہنچ رہی ہے کہاں تک اس اضطراب کی آنچ

فراقؔ وقت کے رخ سے الٹ رہی ہے نقاب
زمیں سے تا بہ فلک ہے اس انقلاب کی آنچ

(۴۲)

لب جاناں پہ پھر تبسم ریز
ہو گئی نبض کائنات بھی تیز

نگہ ناز کے بھی ساز نہ چھیڑ
یہ بھی ہے اک صدائے درد انگیز

یہ دنیا پردہ دار صبر و سکوں
خامشی حسن کی ہے قیامت خیز

کیجئے کیا جو ہو یہ صورت حال
عشق بے تاب حسن کم آمیز

رخصت اے ملت کہن کہ ترا
ہو گیا جام زندگی لبریز

کشش حسن یار عالم گیر
عشق کو اپنی ذات سے بھی گریز

اف یہ کاریاں نگاہوں کی
آہ انداز گیسوئے شب ریز

دور انسانیت کی شان تو دیکھ
گرد ہے آج سطوت چنگیز

اے اڑی کائنات برق جمال
تو حسن ناز کو نہ کر مہمیز

ہجر اک درد انبساط آگیں
وصل بھی اک نشاط غم آمیز

دیکھ سینے میں پڑ نہ جائے خمیر
ہے یہ صہبائے عشق تند و تیز

دیکھ رفتار انقلاب فراقؔ
کتنی آہستہ اور کتنی تیز

(۴۳)

یہ نرم نرم ہوا جھلملا رہے ہیں چراغ
ترے خیال کی خوشبو سے بس رہے ہیں دماغ

۱؎ انقلاب کی تمام کوئی چیز انقلاب سے زیادہ غیر متوقع نہیں ہوتی (ادا قول فراق)

دلوں کو تیرے تبسم کی یاد یوں آئی
کہ جگمگا اٹھیں جس طرح مندروں میں چراغ

جھلکتی ہے کھنچی شمشیر میں نئی دنیا
حیات و موت کے ملتے نہیں ہیں آج دماغ

حریف سینۂ مجروح و آتش غم عشق
نہ گل کی چاک گریباں نہ لالے کے داغ

وہ جن کے حال پہ لوتے اٹھے غم فردا
وہی ہیں انجمن زندگی کے چشم و چراغ

تمام شعلۂ گل ہے تمام موج بہار
کہ تا حد نگہ شوق لہلہاتے ہیں باغ

نئی زمیں، نیا آسماں، نئی دنیا
سنا تو ہے کہ محبت کو ان دنوں ہے فراغ

جو تہمتیں نہ اٹھیں اک جہاں سے ان کے سمیت
گناہگار محبت نکل گئے بے داغ

جو چھپ کے تاروں کی آنکھوں سے پاؤں دھرتا ہے
اسی کے نقش کف پا سے جل اٹھے ہیں چراغ

جہاں راز ہوئی جا رہی ہے آنکھ تری
کچھ اس طرح وہ دلوں کا لگا رہی ہے سراغ

زمانہ کود پڑا آگ میں یہی کہہ کر
کہ خون چاٹ کے ہو جائے گی یہ آگ بھی باغ

نگاہیں مطلع نو پر ہیں ایک عالم کی
کہ مل رہا ہے کسی پھوٹتی کرن کا سراغ

دلوں میں داغ محبت کا اب یہ عالم ہے
کہ جیسے نیند میں ڈوبے ہوں پچھلی رات چراغ

فراقؔ بزم چراغاں ہے محفل رنداں
سجے ہیں پگھلی ہوئی آگ سے چھلکتے ایاغ

(۴۴)

کچھ اشارے تھے جنہیں دنیا سمجھ بیٹھے تھے ہم
اس نگاہ آشنا کو کیا سمجھ بیٹھے تھے ہم

رفتہ رفتہ غیر اپنی ہی نظر میں ہو گئے
واہ ری غفلت تجھے اپنا سمجھ بیٹھے تھے ہم

ہوش کی توفیق بھی کب اہل دل کو ہو سکی
عشق میں اپنے کو دیوانہ سمجھ بیٹھے تھے ہم

پردۂ آزردگی میں تھی وہ جان التفات
جس ادا کو رنجش بیجا سمجھ بیٹھے تھے ہم

کیا کہیں الفت میں راز بے حسی کیونکر کھلا
ہر نظر کو تیری درد افزا سمجھ بیٹھے تھے ہم

بے نیازی کو تری پایا سراسر سوز و درد
تجھ کو اک دنیا سے بیگانہ سمجھ بیٹھے تھے ہم

انقلاب پے بہ پے ہر گردش و ہر دور میں
اس زمین و آسماں کو کیا سمجھ بیٹھے تھے ہم

www.urduchannel.in

عقل میں بھی وہ نگاہِ ناز عہدِ دوستی
اس کو بھی اپنی طبیعت کا سمجھ بیٹھے تھے ہم

صاف الگ ہم کو جنونِ عاشقی نے کر دیا
خود کو تیرے درد کا پردہ سمجھ بیٹھے تھے ہم

کان بجتے ہیں محبت کے سکوتِ ناز کو
داستاں کا ختم ہو جانا سمجھ بیٹھے تھے ہم

باتوں باتوں میں پیامِ مرگ بھی آ ہی گیا
ان نگاہوں کو حیات افزا سمجھ بیٹھے تھے ہم

اب نہیں تاب سپاسِ حسن اس دل کو جسے
بے قرارِ شکوۂ بے جا سمجھ بیٹھے تھے ہم

ایک دنیا درد کی تصویر نکلی عشق کو
کوہکن اور قیس کا قصہ سمجھ بیٹھے تھے ہم

رفتہ رفتہ عشق مانوسِ جہاں ہونے چلا
خود کو تیرے ہجر میں تنہا سمجھ بیٹھے تھے ہم

حسن کو اک حسن ہی سمجھے نہیں اور اے فراق
مہرباں نامہرباں کیا کیا سمجھ بیٹھے تھے ہم

۴۵

صاعقہ صاعقہ حسنِ خراماں
زلزلہ ساماں فتنۂ دوراں

حسن گلستاں حیراں حیراں
غنچہ غنچہ سر بہ گریباں

ظلمتِ دوراں بزم چراغاں
بادہ پرستاں بادہ پرستاں

خانۂ حجاب ناز پہ ناداں
دشتِ وحشت داماں داماں

رنگ پریدہ ہوئے پریشاں
دیکھا دیکھا حسن گلستاں

سب کی حالت ایک ہو ناداں
کون ہو غمگیں کون ہو شاداں

شان جوشِ بہار گلستاں
تنگیٔ داماں وسعتِ داماں

قربِ حسن ہے وحشت ساماں
ہوش کے پر جلتے ہیں ناداں

شعلہ و شبنم حسنِ گلستاں
پُر نم پُر نم سوزاں سوزاں

دل میں آنکھ کے رکھے گلستاں
کرے علاجِ تنگیٔ داماں

جنت سیہ گیسوئے پریشاں
دیکھی شبستاں وہ بھی شبستاں

گیسوئے مشکیں وحشت غزالاں
نرگس جادو ہے کہ پرستاں

بے خبری کے ہیں سب عنواں
کون ہے گریاں کون ہے خنداں

نظریے ہیں اور بھی ناداں
اس کی محبت درد نہ درماں

حسن ہوا چالاک زمانہ
عشق ہے اب تک ناداں ناداں

اس کا پانا ہے وہ کرشمہ
سوچ تو مشکل دیکھ تو آساں

بیداری ہے اپنے سہارے
نیند کا جھونکا گردشِ دوراں

دھواں دھواں سا گنبدِ مینا
موجِ صہبا شعلہ لرزاں

کس کے پاؤں کی چاپ ہے دنیا
کون ہے صبحِ ازل سے خراماں

قطرہ قطرہ ذرہ ذرہ
ساز زمانہ شہرِ خموشاں

چھوڑ خدا کی مدد کا سہارا
اس سے سوا ہے ہمتِ مرداں

جان دو جو ناز عدم ہے
حسن نمایاں عشوہ پنہاں

بادہ کشوں کو فکر ہے جس کی
بادہ نہ ساغر برق نہ باراں

دونوں بھری دنیا ہیں لیکن
تنہا تنہا باغ و بیاباں

گردش نہ کہیں تھی ہمارے
تیز بہت ہے گردشِ دوراں

بزم چراغاں کبھی تاریکی
تاریکی کبھی بزم چراغاں

کم بخت کبھی صدقے ہو گی
دیکھ تو میرا شوقِ فراواں

ٹھہری ٹھہری سی صبحِ قیامت
رکی رکی سی گردشِ دوراں

دونوں گرد غبار منزل
صبح وطن یا شامِ غریباں

www.urduchannel.in

رتی دنیا گونج اٹھی ہے — بول اٹھا ہے شہر خموشاں
جیسے شفق ہو شبنم آگیں — اک عالم ہے حسن پشیماں
آنچ قفس والوں تک آئی — اب کے بہت ہے شور بہاراں
کس کا خرام پیام جنوں ہے — کس کا سکوں ہے سلسلہ جنباں
کاوش دوزخ خلد عبث ہے — پہلے آدمی ہو لے انساں
چڑھتی چلی ہے عشق کی قیمت — جنس حسن ہے ارزاں ارزاں
عشق کی صورت یاد رہے گی — کچھ نم دیدہ کچھ غم ساماں
داغ محبت راز محبت — کم کم پیدا کم کم پنہاں
تو نے کس وادی سے پکارا — چونک اٹھی ہے خاک شہیداں
یہ بھی فسانہ وہ بھی کہانی — کیا شب وصل اور کیا شب ہجراں
دنیا کو دنیا کرنا ہے — یہ منصوبے، سازو ساماں
یوں کرتے ہیں بھاگ کے پیچھا — عشق کے در پے حسن گریزاں
بات اس شوخ سے بن جانے کی — کوئی نہ صورت کوئی عنواں
پتی پتی، بوٹا بوٹا — آئینہ ساماں آئینہ ساماں
دل کی کھٹک ہے دل کی خلش ہے — ناوک ناوک پیکاں پیکاں
وحشت کی پرچھائیں دونوں — شام بیاباں صبح گلستاں
ذرہ ذرہ، تارا تارا — ششدر ششدر، حیراں حیراں
جزو دل بے حس ہے اب تو — حسرت حسرت ارماں ارماں
دھندلا دھندلا روشن روشن — عالم عالم عالم امکاں

تجھ سے ملتی تھی کوئی صورت — پیدا پیدا پنہاں پنہاں
آئے گنہگاران محبت — نادم نادم نازاں نازاں
ڈھونڈھ لے مجھ کو دنیا دنیا — صحرا صحرا زنداں زنداں
بادل بادل بجلی بجلی — بادہ گساراں بادہ گساراں
آگ لگا دے حشر اٹھا دے — نعرۂ مستاں نعرۂ مستاں
عشق کو دیکھا عشق کو پایا — غمگیں غمگیں شاداں شاداں
تو نے بھرم غم عشق کے کھولے — اے غم دوراں اے غم دوراں
حسن و عشق سے یکساں وحشت — یہ بھی گریاں یہ بھی گریاں
ظلمت و نور ہے عشق کی ہستی — تیرہ تیرہ، تاباں تاباں
دوزخ کے بجھتے ہوئے شعلے — چشمۂ حیواں چشمۂ حیواں

عمر فراق نے یوں ہی بسر کی
کچھ غم جاناں کچھ غم دوراں

(۴۶)

نرم فضا کی کروٹیں دل کو دکھا کے رہ گئیں
ٹھنڈی ہوائیں بھی تری یاد دلا کے رہ گئیں
شام بھی تھی دھواں دھواں حسن بھی تھا اداس اداس
دل کو کئی کہانیاں یاد سی آ کے رہ گئیں

www.urduchannel.in

مجھ کو خراب کر گئیں نیم نگاہیاں تری
مجھ سے حیات و موت بھی آنکھیں چرا کے رہ گئیں

حسن نظر فریب میں کس کو کلام تھا مگر
تیری ادائیں آج تو دل میں سما کے رہ گئیں

تب کہیں کچھ پتہ چلا صدق و خلوص حسن کا
جب وہ نگاہیں عشق سے باتیں بنا کے رہ گئیں

تیرے خرام ناز سے آج وہاں چمن کھلے
فصلیں بہار کی جہاں خاک اڑا کے رہ گئیں

پوچھ نہ ان نگاہوں کی طرفہ کرشمہ سازیاں
فتنے سلا کے رہ گئیں فتنے جگا کے رہ گئیں

تاروں کی آنکھ بھی بھر آئی میری صدائے درد پر
ان کی نگاہیں بھی ترا نام بتا کے رہ گئیں

اف یہ زمیں کی گردشیں آہ یہ غم کی ٹھوکریں
یہ بھی تو بخت خفتہ کے شانے ہلا کے رہ گئیں

اور تو اہل درد کو کون سنبھالتا بھلا
ہاں تیری شادمانیاں ان کو رلا کے رہ گئیں

یاد کچھ آئیں اس طرح بھولی ہوئی کہانیاں
کھوئے ہوئے دلوں میں آج درد اٹھا کے رہ گئیں

ساز نشاط زندگی آج لرز لرز اٹھا
کس کی نگاہ عشق کا درد سنا کے رہ گئیں

تم نہیں آئے اور رات رہ گئی راہ دیکھتی
تاروں کی محفلیں بھی آج آنکھیں بچھا کے رہ گئیں

جھوم کے پھر چلیں ہوائیں وجد میں آئیں پھر فضائیں
پھر تری یاد کی گھٹائیں سینوں پہ چھا کے رہ گئیں

قلب و نگاہ کی یہ عید، اف یہ مآل قرب و دید
چرخ کی گردشیں تجھے مجھ سے چھپا کے رہ گئیں

پھر ہیں وہی اداسیاں پھر وہی سونی کائنات
اہل طرب کی محفلیں رنگ جما کے رہ گئیں

کون سکون دے سکا غم زدگان عشق کو
بھیگتی راتیں بھی فراق آگ لگا کے رہ گئیں

(۴۷)

جولانگہ حیات کہیں ختم ہی نہیں — منزل نہ کر حدود سے دنیا ہی نہیں
مانا کہ تیرے لطف و کرم کی کمی نہیں — آساں اس قدر تو تری دوستی نہیں
جس پیکر نشاط کی رگ رگ بھی نہیں — اس کی خوشی کو غور سے دیکھو خوشی نہیں
کچھ ٹھوکریں تو کھا ابھی ملیں گی منزلیں — پائے طلب کو فکر سلامت روی نہیں
کل تجھ سے چھوٹنے کی وجہ ہوگی راز — لیکن یہ بات آج کسی سے چھپی نہیں

www.urduchannel.in

ہم دیکھ کر بھی دیکھ سکیں حسنِ یار کو — اتنی طویل فرصتِ نظارگی نہیں
کب دیکھئے دلوں کو ملے اذنِ یاس بھی — بیگانہ وار کہتی ہے وہ آنکھ ابھی نہیں
تیرے کرم سے بھی نہ ہوئی کم فسردگی — شاید تری خوشی بھی ہماری خوشی نہیں
تاریخِ زندگی کے سبھی کچھ محرکات — مجبور اتنی عشق کی بے چارگی نہیں
کس نے حقیقتوں کے خزانے لٹا دیئے — بے مایہ اس قدر مری بے مائگی نہیں
کچھ آج بھی ہے گرمیٔ سوز و فضائے دہر — افسردہ اتنی عشق کی افسردگی نہیں
بنا لے نگاہِ یار نہ بدظن ہو عشق سے — یہ بے حسی تو ماتمِ ناخوشی نہیں
حساس کم نہیں ہو محبت بھی اور یوں — اس کو غم و نشاط سے دلبستگی نہیں
بچھڑے تجھے تو وقت کا یہ بھی نصیب تھا — ہم اور تجھ کو دل سے بھلا دیں کبھی نہیں
ہم غم زدوں کی گفتگو سے تلخ پڑ نہ جا — قسمت بری سہی پہ طبیعت بری نہیں
تکلیفِ ہجر کو نہ بنا عیشِ جاوداں — غم کی شبِ دراز بھی اتنی بڑی نہیں
محشر کا اژدہام نظر کا فریب تھا — اپنے سوا وہاں بھی جو دیکھا کوئی نہیں
نیند آچلی ہے انجمِ شامِ ابد کو بھی — آنکھ اہلِ انتظار کی اب تک لگی نہیں
کچھ جھلملا رہیں ہیں شبستانِ دہر میں — شمعِ حیات صرصرِ غم سے بجھی نہیں
وہ عشق ہے جو مرکزِ ہر انقلاب ہے — نیت نگاہِ یار کی بدلی ہوئی نہیں
کب سرخوشی بھی وجہِ سکوں بن سکی مگر — اچھا کچھ اس قدر غمِ آسودگی نہیں
یادِ بہار دیکھ کے کس طرح یہ کہیں — رنگینیوں کی جان تری سادگی نہیں
اے دوست یوں تو ہم تری حسرت کو کیا کہیں — لیکن یہ زندگی تو کوئی زندگی نہیں

محفوظ تھی جو چشمِ زمانہ دکھا بھی — وہ زندگی بھی تیری نظر سے بچی نہیں
غفلت حیاتِ عشق کی چونکی ہوئی سی ہے — اب پاسبانِ عمرِ رواں موت بھی نہیں
اے عشق کاروانِ دو عالم بچھڑ گئے — اے خضرِ راہ یہ تو کوئی رہبری نہیں
یہ کیفیتِ سکون سحر میں کہاں کہ ہو — وہ شام ہے جو صبح بھی ہو کر کٹی نہیں
شاید کسی کو مانگتی ہیں آج بھی فراق — گو زندگی میں یوں مجھے کوئی کمی نہیں

زہرابہ فنا جسے نشو و نما نہ دے
وہ زندگی فراق کوئی زندگی نہیں

۴۸

ستاروں سے الجھتا جا رہا ہوں — شبِ فرقت بہت گھبرا رہا ہوں
ترے غم کو بھی کچھ بہلا رہا ہوں — جہاں کو بھی سمجھتا جا رہا ہوں
یقیں یہ ہے حقیقت کھل رہی ہے — گماں یہ ہے کہ دھوکے کھا رہا ہوں
اگر ممکن ہو لے لے اپنی آہٹ — خبر دو حسن کو میں آ رہا ہوں
حدیں حسن و محبت کی ملا کر — قیامت پر قیامت ڈھا رہا ہوں
خبر ہے تجھ کو اے ضبطِ محبت — ترے ہاتھوں میں لٹتا جا رہا ہوں
اثر بھی لے رہا ہوں تیری چپ کا — تجھے قائل بھی کرتا جا رہا ہوں
بھرم تیرے ستم کا کھل چکا ہے — میں تجھ سے آج کیوں شرما رہا ہوں
انھیں میں راز ہیں گلباریوں کے — میں جو چنگاریاں برسا رہا ہوں
جو ان معصوم آنکھوں نے دیئے تھے — وہ دھوکے آج تک میں کھا رہا ہوں

www.urduchannel.in

ترے پہلو میں کیوں ہوتا ہے محسوس — کہ تجھ سے دور ہوتا جا رہا ہوں
حد جود و کرم سے بڑھ چلا حسن — نگاہِ یار کو یاد آ رہا ہوں
جو الجھی تھی کبھی آدم کے ہاتھوں — وہ گتھی آج تک سلجھا رہا ہوں
محبت اب محبت ہو چلی ہے — تجھے کچھ بھولتا سا جا رہا ہوں
اجل بھی جن کو سن کر جھومتی ہے — وہ نغمے زندگی کے گا رہا ہوں

یہ سناٹا ہے میرے پاؤں کی چاپ
فراقؔ اپنی کچھ آہٹ پا رہا ہوں

۴۹

اب تو ہم ہیں اور بھری دنیا کی ہیں تنہائیاں — یاد تھیں ہم کو بھی رنگا رنگ بزم آرائیاں
جلوۂ لیلیٰ ہوئے دل یا جنونِ قیس ہو — حسن کی پرچھائیاں ہیں عشق کی پرچھائیاں
تو نے سمجھا ہی نہیں ہے حسن کا رازِ نشاط — تو نے دیکھی ہی نہیں ہیں عشق کی تنہائیاں
سازِ کن کا زمزمہ دل و جاں کو مسخر کر گئیں — اُس نظر کی ٹھنڈکی اور نگہ کی پرچھائیاں
عشق کو سمجھا کوئی تو بس نگاہِ یار نے — شہرتیں کم کم ہی تھیں گو علم تھے رسوائیاں
اے ترے غم سے ہیں صدقے تیری تنہائیاں — بڑھتی جاتی ہیں حیاتِ عشق کی گہرائیاں
حسن کی کوئی جھلک جچتی نہیں اپنا جواب — کوئی دیکھے عالمِ ایجاد کی یکتائیاں
ہے بہ یک عالمِ قدرت کی ترقی میں خبر — اُبھری اُبھری نرگسِ رعنا کی پرچھائیاں
اس پیامِ راز کو کیا حاجتِ لفظ و بیاں — تو نے دیکھی ہی سکوتِ ناز کی گویائیاں
سر بسر شورِ بہاراں خوف دامِ رنگ و بو — حسن کی پہنائیاں ہوا بن گئیں پنہائیاں

بے نیازِ قرب و دوری بے قرارِ جستجو — یہ سکونِ عشق اور یہ بادیہ پیمائیاں
چپکے چپکے گھل رہا ہے درد بھر سینوں میں درد — دھیمے دھیمے چل رہی ہیں عشق کی پروائیاں
آہ فرقت سے نہیں یہ جوشِ جذبہ یہ ابھار — دیدنی تھا شاہدِ دنیا کی بے پروائیاں
اب تو قسمت فرقتِ غم کی نہیں ہوتی ہے — کیا ہوئیں عشق و وفا تیری شکیبائیاں
یک مدت سے نشاطِ حسن بھی ہے منتظر — کوئی حد رکھتی ہیں تیرے غم کی بے پروائیاں
پوچھتے کیفیتیں ان کی زمانے کا شعار — چلتی پھرتی ہیں مرے سینے میں جو پرچھائیاں
دیکھ جب عالم یہ ہے حسنِ خمار آلود پہ — پچھلے کو لیتی ہو جیسے کائنات انگڑائیاں

شوخیاں یہ کیف حجاب رنگ و بو میں تھیں فراقؔ
نشۂ رنگ لائیں حسن کی رسوائیاں

۵۰

چھلک کے کم نہ ہو ایسی کوئی شراب نہیں — نگاہِ نرگسِ رعنا ترا جواب نہیں
خراب حال ابھی اس طرح خراب نہیں — یہ ہے عذابِ جہنم کہ وہ عذاب نہیں
زمین جاگ رہی ہے کہ انقلاب ہے کل — وہ رات ہے کوئی ذرہ بھی محوِ خواب نہیں
حیات درد ہوئی جا رہی ہے کیا ہوگا — اب اس نظر کی دعائیں بھی مستجاب نہیں
یہیں ہیں درد کے تیور یہیں کارواں ہیں — لہو کے کام اجل کی بھی دسترس نہیں
نہ پوچھ کیسے بدوش کی وہ تھی کیف — جو اک جہان پہ بیچا جائے وہ نہیں
زمین اس کی فلک اس کا کائنات اُس کی — کچھ ایسا عشق ترا خانماں خراب نہیں

؎ غم اور خوشی دونوں نشاطِ حیات کی کیفیتیں ہیں۔ (فراقؔ)

www.urduchannel.in

مراقبہ وہ ہے دنیا بنام خلد بریں ؎ ہزار شکر مجھے کاوش ثواب نہیں

رکا ہے قافلۂ غم کب ایک منزل پر ؎ کب انقلاب زمانے کا ہمرکاب نہیں

کچل کے سر نہ اٹھائیں حریف نخوت گر ؎ کب اڑتی خاک سواروں کی ہمرکاب نہیں

جو تیرے درد سے محروم ہیں یہاں ان کو ؎ غم جہاں بھی سنا ہو کہ دستیاب نہیں

ابھی کچھ اور ہو انسان کا لہو پانی ؎ ابھی حیات کے چہرے پہ آب و تاب نہیں

جہاں کے باب میں تر دامنوں کا قول یہ ہے ؎ یہ موج مارتا دریا کوئی سراب نہیں

ٹھہر ٹھہر کے ترا دیکھنا نئی دنیا ؎ لئے وہ کون نظر ہو جو انتخاب نہیں

نصیب ہو شبستان غم کا چشم و چراغ ؎ وہ روئے دوست جسے دیکھنے کی تاب نہیں

دل خراب کی بے تابیوں کا کیا ہے علاج ؎ میں جانتا ہوں ترا جور بے حساب نہیں

جگر کو توڑ گیا ہے کڑی کمان کا تیر ؎ وہ چوٹ کیا کرے بھرپور جو شباب نہیں

غرور تھا تو تجھے کس طرح کوئی جانے ؎ ہنسی لبوں پہ نہیں آنکھ بھی پر آب نہیں

دکھا تو دیتی ہے بہتر حیات کے سپنے ؎ خراب ہو کے بھی یہ زندگی خراب نہیں

کہیں وہی تو گریباں نہیں ہے آج بنا ؎ ترا وہ گوشۂ دامن جو دستیاب نہیں

شکست رنگ رخ روزگار دیکھ فراقؔ
وہ مہر و ماہ کے چہرے پہ آب و تاب نہیں

۵۱

سر میں سودا بھی نہیں دل میں تمنا بھی نہیں ؎ لیکن اس ترک محبت کا بھروسا بھی نہیں

دل کی گنتی نہ یگانوں میں نہ بیگانوں میں ؎ لیکن اس جلوہ گہ ناز سے اٹھتا بھی نہیں

شکوۂ جور کرے کیا کوئی اس شوخ سے جو ؎ صاف قائل بھی نہیں صاف مکرتا بھی نہیں

مہربانی کو محبت نہیں کہتے اے دوست ؎ آہ اب مجھ سے تری رنجش بیجا بھی نہیں

ایک مدت سے تری یاد بھی آئی نہ ہمیں ؎ اور ہم بھول گئے ہوں تجھے ایسا بھی نہیں

آج غفلت بھی ان آنکھوں میں ہے پہلے سے سوا ؎ آج ہی خاطر بیمار شکیبا بھی نہیں

بات یہ ہے کہ سکون دل وحشی کا مقام ؎ کنج زنداں بھی نہیں وسعت صحرا بھی نہیں

"ارے صیاد ہمیں گل ہیں ہمیں بلبل ہیں" ؎ تو نے کچھ آہ سنا بھی نہیں دیکھا بھی نہیں

آہ یہ مجمع احباب یہ بزم خاموش
آج محفل میں فراقؔ سخن آرا بھی نہیں

۵۲

جو دل خراب پھرے عشق کی وہ ذات تھی پھر ؎ غم حیات نہیں کاوش ممات نہیں

حیات عشق کے ہاتھوں ابھی جیتا نہیں ؎ غم و خوشی کے لئے آدمی کی بات نہیں

خطا کے بعد ندامت بھی عشق کو نہ ملی ؎ نگاہ ناز یہ کتنی بڑی کوئی بات نہیں

بلائے قربت لیلیٰ و فرقت لیلیٰ ؎ جو اپنی ضد نہ ہو وہ نظم کائنات نہیں

کسی کی شوخیٔ پنہاں ہے کارگر دل میں ؎ مٹانے والے دلوں کے تصورات نہیں

پیام عشق ہے اس زلف خم بہ خم سے ہی ؎ تجھے اسیر نہ کر لیں جسے وہ رات نہیں

بچا بچا کے ہوئی کاوش نگاہ کسی کی ؎ مٹائے مٹتے کے اے دل یہ سانحات نہیں

ملے جلے ہیں عذاب و ثواب کے مفہوم ؎ رموز عشق ہیں اے شیخ دینیات نہیں

www.urduchannel.in

بہت نہ جانئے گر شکوۂ تلونِ حسن
اسے مزاجِ محبت کو کچھ ثبات نہیں

نہ پوچھ سوچ کے میں کیا اداس رہتا ہوں
جو غم نصیبِ محبت تجھے اُنکی بات نہیں

ہماری بات شکستی کے جیا فسانے ہیں
حدیثِ غزنوی و ذکرِ سومنات نہیں

ہو آسماں کہ زمیں دوست ہو کہ دشمن ہو
ہر ایک عشق کے پہلو تری ہی ذات نہیں

ترے دیار سے ملتا ہوا اک دیار
یہ صبح و شام نہیں واں دن نہ رات نہیں

یہ کائنات نہیں کچھ ترے سوا اے حسن
یہ تیری ذات نہیں تیرے صفات نہیں

ہزار رنج سے ملی ہے کسی کے حسن کو شہ
کہ ذات گنجِ عاشقی میں بات نہیں

ہر ایک گردشِ جام و سبو پہ کہتی ہے دام
رہینِ سرِ فلک میکدے کی رات نہیں

یہی ہوا کہ ترے بیکسوں پہ کچھ نہ ہوا
جو تیرے لطف و عنایات میں وہ ذات نہیں

میں یہ بھی کہہ نہیں سکتا بدل گئی وہ نگاہ
وہی ہے لطف و کرم پر وہ بات نہیں

یہ سب مجاز و حقیقت کی بحث دور از کار
صفات کون ہیں کیسے یہ ذات نہیں

وہ کوہکن ہو کہ مجنوں وہ قیس یا مزدور
تجھے خبر ہے کسی کی وفات نہیں

وہ زورِ عذرِ ستم تک خیال جاتا ہے [illegible]
میں چپ رہا تو یہ مانے کی بات نہیں

نشاطِ حسنِ ازل کو بھی وجد آ جاتا
دکھی ہوئی مگر اتنی رگِ حیات نہیں

یہ تجھ سے پوچھتے ہیں کیا ہو گیا محبت کو
وہی وجود و عدم ہیں مگر وہ بات نہیں

فراق عہدِ وفا بر طرف یہ کیا کم ہے
کہ وہ نظر وہ عنایت وہ التفات نہیں

۵۳

نہیں یہ بھول کہ ان تاروں کو چھیڑ سکتا ہوں
خزاں میں رہ کے بہاروں کو چھیڑ سکتا ہوں

ہزاروں شمس و قمر جلوؤں میں ہیں جن کے
ان ہی دلوں کے غباروں کو چھیڑ سکتا ہوں

زماں مکاں میں شگفتہ نگاہ شاعر ہے
تمام دور کے نظاروں کو چھیڑ سکتا ہوں

کچھ اور روکے ہوئے خندہ ہائے زیرِ لبی
دبے دبے سے شراروں کو چھیڑ سکتا ہوں

نگاہِ شوق سے سازِ جہاں بول اٹھے
[illegible] کے تاروں کو چھیڑ سکتا ہوں

گرہ نہایت نوباں ہے زندگی کا مدار
جو زندگی کے سہاروں کو چھیڑ سکتا ہوں

[illegible] نگاہ
تری ادا کے اشاروں کو چھیڑ سکتا ہوں

اشارہ ہے ترے زیرِ لب تبسم کا
نگہ [illegible] کناروں کو چھیڑ سکتا ہوں

[illegible] سے جان جیسے مرتے ہیں
میں جینے [illegible] کو چھیڑ سکتا ہوں

[illegible]
ان آنکھوں سے [illegible] کو چھیڑ سکتا ہوں

فراق تم بھی [illegible] لطف زندہ دلی
[illegible] یاروں کو چھیڑ سکتا ہوں

۵۴

بری بھلی ہی سہی ہو گئی دلوں کی سنو کہیں
پڑی تری نگاہ بھی کبھی کبھی کہیں کہیں

اشارے کھل کے کر سکی نگاہ شرمگیں کہیں
یہ سب ہی [illegible] بجلیاں گریں کہیں

یہ تیرگی یہ [illegible]
[illegible] وہ زلف [illegible] کہیں

نگاہِ ناز پردے پردے میں تھی مائلِ کرم
وہ رسمِ دلبری نہیں اب اے دلِ حزیں کہیں

تمام انقلاب [illegible] کیا ٹھہر سکے
یہ دورِ آسماں کہیں یہ گردشِ زمیں کہیں

مجھے بتا رہا ہے یہ بے نیاز شوق آگہی
تری نگاہ نے بھی یہ کہانیاں سنیں کہیں

www.urduchannel.in

بس ابتدا ہی ابتدا ہے زندگی عشق میں
کہ بھول بھی سکی نہ تری نگاہ اولیں کہیں

پڑی نگاہ دل پہ اور بنا کے دہر چل گئی
کہیں تھی اور پہنچ گئی یہ موج تہ نشیں کہیں

کہاں یہ دور آسماں کہاں یہ نظم زندگی
ہزاروں ایسی محفلیں وہ آنکھیں لے اڑیں کہیں

غم نہاں کے عکس ہیں جراحتوں کے نقش ہیں
چمن چمن جہان رنگ و بو بنے ہوئے ہیں کہیں

کہیں تو داغ سوز عشق روشن اور بجھے ہوئے
دھواں دھواں اداس اداس وہ چراغ جبیں کہیں

چمن کی رازداریوں کا لے صبا خیال کر
اے لہو نہ دے اٹھے گلوں کی آستیں کہیں

ہم اہل درد کو کچھ ایسی جستجو نہیں مگر
کوئی دیار عافیت بتا دو تم ہمیں کہیں

دل و جگر بچا کے تو نے جو دیئے تھے عشق کو
وہ زخم ابھر چلے کہیں وہ چوٹیں رہ گئیں کہیں

معاملے دکھا سکے نگاہ رنگ رنگ کے
یہ جلوت آفریں کہیں یہ خلوت آفریں کہیں

اسے گزرتے دیکھ کر جھپک کے آنکھ رہ گئی
شباب آئے تجھ پہ ابھی آ کے رہ گیا کہیں

فراق زیر آسماں چمک بھی ہے دھواں بھی ہے
کہ جیسے اٹھ رہی ہو وہ نگاہ سرمگیں کہیں

۵۵

"یاد نہ کر دل حزیں بھولی ہوئی کہانیاں"
تھکتی ہوئی جوانیاں حسن کی شادمانیاں

اف تری پرسش کرم اف تری مہربانیاں
بڑھتی ہی جا رہی ہیں دیکھ عشق کی بدگمانیاں

موج ٹھہر سکی کہیں سطح پہ ہو کہ تہ نشیں
عشق میں بے سکوں ہوئی حسن کی نیم رنگیاں

رنگ بہار زندگی خون کے آنسوؤں سے ہے
عشق کی گل فشانیاں عشق کی شادمانیاں

یہ بھی کوئی جہان ہے یہ بھی کوئی نظام ہے
آہ وہ دل جہاں نہیں عشق کی حکمرانیاں

آج فضا کی خامشی کچھ اسے پھر سنا گئی
بھولی ہوئی بحث عشق و حسن کی خوش بیانیاں

اف یہ فضا اداس اداس آہ یہ موج دود شام
یاد سی آ کے رہ گئیں دل کو کئی کہانیاں

عشق کے ہر نشاط میں رنگ جراحت نہاں
نقش ناز حسن کی مٹ نہ سکیں نشانیاں

پوچھ نہ کس طرح اڑا رنگ سکوت عشق
عشق کی بازپرس پر حسن کی بے زبانیاں

اس سے زیادہ اور کیا اب کوئی نامراد ہو
آنکھ نظر سے گر چلیں عشق کی کامرانیاں

ساز حیات کہہ گئے عشق کے کشتگان غم
درس حیات دے گئیں حسن کی شادمانیاں

میرے سکوت یاس نے رنگ جہاں بدل دیا
آہ و فغاں سے کب ہوئیں عشق کی ترجمانیاں

دیکھ یہ رنگ حسن و عشق اب وہ تبسم لٹ گیا
کچھ تجھے بدگمانیاں کچھ مجھے بدگمانیاں

عشق کے اعتدال کو [illegible]
[illegible] بیکرانیاں

اندھی گھٹا میں بجلیاں جیسے چمک کے رہ گئیں
آج تو یاد آ گئیں حسن کی مہربانیاں

عکس سا پڑ کے رہ گیا جیسے تری نگاہ کا
یاد سی آ کے رہ گئیں بھولی ہوئی کہانیاں

اور ہی رنگ ہے فراق اب تو شعور عشق کا
اب نہ وہ خوش گمانیاں اب نہ وہ بدگمانیاں

۵۶

شام غم کچھ اس نگاہ ناز کی باتیں کرو
بے خودی بڑھتی چلی ہے راز کی باتیں کرو

یہ سکوت ناز یہ دل کی رگوں کا ٹوٹنا
خامشی میں کچھ شکست ساز کی باتیں کرو

نکہت زلف پریشاں داستان شام غم
صبح ہونے تک اسی انداز کی باتیں کرو

ہر رگ دل وجد میں آتی رہے دکھتی رہے
یوں ہی اس کے جا و بے جا ناز کی باتیں کرو

www.urduchannel.in

جو عدم کی جان ہے جو ہے پیامِ زندگی اُس سکوتِ راز، اس آواز کی باتیں کرو
عشق رسوا ہو چلا بے کیف سا بیزار سا آج اس کی نرگسِ غمّاز کی باتیں کرو
نام بھی لینا ہے جس کا اک جہانِ رنگ و بو دوستو اس نو بہارِ ناز کی باتیں کرو
کس لئے عذرِ تغافل کس لئے الزامِ عشق آج چرخِ تفرقہ پرداز کی باتیں کرو
کچھ قفس کی تیلیوں سے چھن رہا ہے نور سا کچھ فضا کچھ حسرتِ پرواز کی باتیں کرو
جو حیاتِ جاوداں ہے جو ہے مرگِ ناگہاں آج کچھ اس ناز اس انداز کی باتیں کرو
عشق بے پروا بھی اب کچھ نا شکیبا ہو چلا شوخیِ حسنِ کرشمہ ساز کی باتیں کرو

جس کی فرقت نے پلٹ دی عشق کی کایا فراقؔ
آج اس عیسیٰ نفس دمساز کی باتیں کرو

۵۷

کسی کا یوں تو ہوا کون عمر بھر پھر بھی یہ حسن و عشق تو دھوکا ہے سب مگر پھر بھی
ہزار بار زمانہ ادھر سے گزرا ہے نئی نئی سی ہے کچھ تیری رہ گزر پھر بھی
کہوں یہ کیسے ادھر دیکھ یا نہ دیکھ ادھر کہ درد درد ہے پھر بھی نظر نظر پھر بھی
خوشا اشارۂ پیہم زہے سکوتِ نظر دراز ہو کے فسانہ ہے مختصر پھر بھی
جھپک رہی ہیں زمان و مکاں کی بھی آنکھیں مگر ہے قافلہ آمادۂ سفر پھر بھی
شبِ فراق سے آگے ہے آج میری نظر کہ کٹ ہی جائے گی یہ شام بے سحر پھر بھی
کہیں یہی تو نہیں کاشفِ حیات و ممات یہ حسن و عشق بظاہر ہیں بے خبر پھر بھی
پلٹ رہے ہیں غریب الوطن، پلٹنا تھا وہ کوچہ روکشِ جنت ہو گھر ہے گھر پھر بھی

لٹا ہوا چمنِ عشق ہے نگاہوں کو دکھا گیا وہی کیا کیا گل و ثمر پھر بھی
خراب ہو کے بھی سوچا کئے ترے مہجور یہی کہ تیری نظر ہے تری نظر پھر بھی
ہو بے نیاز اثر بھی کبھی تری مٹی وہ کیمیا ہی سہی رہ گئی کسر پھر بھی
لپٹ گیا ترا دیوانہ گرچہ منزل سے اُڑی اُڑی سی ہے یہ خاکِ رہ گزر پھر بھی
تری نگاہ سے بچنے میں عمر گزری ہے اتر گیا رگِ جاں میں یہ نیشتر پھر بھی
غمِ فراق کے کشتوں کا حشر کیا ہوگا؟ یہ شامِ ہجر تو ہو جائے گی سحر پھر بھی
فنا بھی ہو کے گراں باریِ حیات نہ پوچھ اٹھائے اٹھ نہیں سکتا یہ دردِ سر پھر بھی
ستم کے رنگ ہیں ہر التفات پنہاں میں کرم نما ہیں ترے جور سر بسر پھر بھی
خطا معاف ترا عفو بھی ہے مثلِ سزا تری سزا میں ہے اک شانِ درگزر پھر بھی
اگرچہ بے خودیِ عشق کو زمانہ ہوا فراقؔ کرتی رہی کام وہ نظر پھر بھی

۵۸

مجھ کو مارا ہے ہر اک درد و دوا سے پہلے دی سزا عشق نے ہر جرم و خطا سے پہلے
آتشِ عشق بھڑکتی ہے ہوا سے پہلے ہونٹ جلتے ہیں محبت میں دعا سے پہلے
فتنے برپا ہوئے ہر غنچۂ سربستہ سے کھل گیا رازِ چمن چاکِ قبا سے پہلے
چال ہے بادۂ ہستی کا چھلکتا ہوا جام ہم کہاں تھے ترے نقشِ کفِ پا سے پہلے
اب کمی کیا ہے ترے بے سروسامانوں کو کچھ نہ تھا تیری قسم ترکِ وفا سے پہلے
عشقِ بیباک کو دعوے تھے بہت خلوت میں کھو دیا سارا بھرم شرم و حیا سے پہلے
خود بخود چاک ہوئے پیرہنِ لالہ و گل چل گئی کون ہوا بادِ صبا سے پہلے

www.urduchannel.in

ہمسفر راہِ عدم میں نہ ہو تاروں بھری رات
ہم پہنچ جائیں گے اس آبلہ پا سے پہلے

پردۂ شرم میں صد برقِ تبسم کے نثار
ہوش جاتے ہیں تیرا رنگِ حیا سے پہلے

موت کے نام سے ڈرتے تھے ہم اے شوقِ حیات
تو نے تو مار ہی ڈالا تھا قضا سے پہلے

بے تکلف بھی ترا حسن خود آرا تھا کبھی
اک ادا اور بھی تھی حسنِ ادا سے پہلے

غفلتیں ہستیِ فانی کی بتا دیں گی تجھے
جو مرا حال تھا احساسِ فنا سے پہلے

ہم انہیں پا کے فراقؔ اور بھی کچھ کھوئے گئے
یہ تکلف تو نہ تھے عہدِ وفا سے پہلے

۵۹

اب دورِ آسماں ہے نہ دورِ حیات ہے
اے دردِ ہجر تو ہی بتا کتنی رات ہے

ہر کائنات سے یہ الگ کائنات ہے
حیرت سرائے عشق میں دن ہے نہ رات ہے

جینا جو آ گیا تو اجل بھی حیات ہے
اور یوں تو عمرِ خضر بھی کیا بے ثبات ہے

کیوں انتہائے ہوش کو کہتے ہیں بیخودی
خورشید ہی کی آخری منزل تو رات ہے

ہستی کو جس نے زلزلہ ساماں بنا دیا
وہ دل قرار پائے مقدر کی بات ہے

یہ موشگافیاں ہیں گراں طبعِ عشق پر
کس کو دماغِ کاوشِ ذات و صفات ہے

توڑا ہے لامکاں کی حدوں کو بھی عشق نے
زندانِ عقل تیری تو کیا کائنات ہے

گردوں شرار برقِ دلِ بے قرار دیکھ
جن سے یہ تیری تاروں بھری رات رات ہے

گم ہو کے ہر جگہ ہیں زخود رفتگانِ عشق
ان کی بھی اہلِ کشف و کرامات ذات ہے

ہستی بجز فنائے مسلسل کے کچھ نہیں
پھر کس لئے یہ فکرِ قرار و ثبات ہے

اس جانِ دوستی کے خلوص نہاں نہ پوچھ
جس کا ستم بھی غیرتِ صد التفات ہے

یوں تو ہزار درد سے روتے ہیں بدنصیب
تم دل دکھاؤ وقتِ مصیبت تو بات ہے

عنوانِ غفلتوں کے ہیں قربت ہو یا وصال
بس فرصتِ حیات فراقؔ ایک رات ہے

۶۰

کوئی پیغامِ محبت لبِ اعجاز تو دے
موت کی آنکھ بھی کھل جائے گی آواز تو دے

مقصدِ عشق ہم آہنگیِ جزو و کل ہے
درد ہی درد سہی دل بوئے دمساز تو دے

چشمِ مخمور کے عنوانِ نظر کچھ تو کھلیں
دلِ رنجور دھڑکنے کا کچھ انداز تو دے

اک ذرا ہوش سے حسن میں اندازِ خمار
اک جھلک عشق کے انجام کی آغاز تو دے

جو چھپائے نہ چھپے اور بتائے نہ بنے
دلِ عاشق کو ان آنکھوں سے کوئی راز تو دے

منتظر اتنی کبھی تھی نہ فضائے آفاق
چھیڑنے ہی کو ہوں پردۂ غزل ساز تو دے

ہم اسیرانِ قفس آگ لگا سکتے ہیں
فرصتِ نغمہ کبھی حسرتِ پرواز تو دے

عشق اک بار مشیت کو بدل سکتا ہے
عذر بے جا نہ کر کچھ نگہِ ناز تو دے

قربِ دیدار تو معلوم کسی کا پھر بھی
کچھ پتہ سا فلکِ تفرقہ پرداز تو دے

منزلیں گرد کی مانند اڑی جاتی ہیں
ابلقِ دہر کچھ اندازِ تگ و تاز تو دے

کان سے ہم تو فراقؔ آنکھ کا لے لیتے ہیں کام
آج چھپ کر کوئی آواز پہ آواز تو دے

۶۱

نگاہِ ناز نے پردے اٹھائے ہیں کیا کیا
حجاب اہلِ محبت کو آئے ہیں کیا کیا

جہاں میں تھی بس اک افواہ تیرے جلووں کی
چراغِ دیر و حرم جھلملائے ہیں کیا کیا

www.urduchannel.in

وہ چار برقِ تجلی سے رہنے والوں نے
فریبِ نرم نگاہی کے کھائے ہیں کیا کیا

دلوں پہ کرتے ہوئے آج آتی جاتی چوٹ
تری نگاہ نے پہلو بچائے ہیں کیا کیا

نثارِ نرگسِ میگوں کہ آج پیمانے
لبوں تک آئے ہوئے تھرتھرائے ہیں کیا کیا

وہ اک ذرا سی جھلک برقِ کم نگاہی کی
جگر کے زخمِ نہاں مسکرائے ہیں کیا کیا

چراغِ طور جلے آئینہ در آئینہ
حجابِ برقِ ادا نے اٹھائے ہیں کیا کیا

بقدرِ ذوقِ نظر دیدِ حسن کیا ہو مگر
نگاہِ شوق میں جلوے سمائے ہیں کیا کیا

کہیں چراغ، کہیں گل، کہیں دلِ برباد
خرامِ ناز نے فتنے اٹھائے ہیں کیا کیا

تغافل اور بڑھا اس غزالِ رعنا کا
فسونِ غم نے بھی جادو جگائے ہیں کیا کیا

ہزار فتنۂ بیدار خوابِ رنگیں میں
چمن میں غنچۂ گل رنگ لائے ہیں کیا کیا

ترے خلوصِ نہاں کا تو آہ کیا کہنا
سلوک اچٹے بھی دل میں سمائے ہیں کیا کیا

نظر بچا کے ترے عشوہ ہائے پنہاں نے
دلوں میں دردِ محبت اٹھائے ہیں کیا کیا

پیامِ حسن، پیامِ جنوں، پیامِ فنا
تری نگہ نے فسانے سنائے ہیں کیا کیا

تمام حسن کے جلوے تمام محرومی
بھرم نگاہ نے اپنے گنوائے ہیں کیا کیا

فراق راہِ وفا میں سبک روی تیری
بڑے بڑوں کے قدم ڈگمگائے ہیں کیا کیا

۶۲

کچھ دوش اڑتی ہے یہ مستانہ وار کیا
چھلکا چمن میں شیشۂ ابرِ بہار کیا

اپنی نظر کا تجھ کو نہیں اعتبار کیا
یہ بار بار پرسشِ بیگانہ وار کیا

تقلیدِ رسمِ جامہ دری سے بھی باز تھا
خود کو شانے پیرہن تار تار کیا

پیمانۂ حیات ہے اک جامِ بےخودی
یہ جس کے منہ لگا وہ ہے ہوشیار کیا

کوئی جواب دے تو خطاب و عتاب کیا
اک بےزباں کی سرزنش بار بار کیا

رنگینئ فضا ہے ترا عشوۂ حجاب
ہوتا ہے اور جلوۂ صبحِ بہار کیا

وہ فراق وجہِ سکوں کب ہوا مگر
امید ہی نہ ہو تو دلِ بےقرار کیا

بجھ بجھ کے داغِ دل ابھرتے ہیں ہم نوا
مجھ قیدئ قفس کی خزاں کیا بہار کیا

کچھ رنگ سا فضا سے ٹپکتا ہوئے جنوں
چھلکا ہوا ہے شیشۂ بادِ بہار کیا

بیٹھے بٹھائے چھیڑ دیا نازِ یار کو
یہ تو نے کر دیا دلِ ناکردہ کار کیا

اے دل کسی کی پہلی نگاہوں کو بھول جا
یاد آ گیا تجھے مرے غفلت شعار کیا

سب چھوڑ ہی چکے تھے بھروسا مرا فراق
لو وہ بھی کہتے ہیں کہ ترا اعتبار کیا

۶۳

جہانِ غنچۂ دل کا فقط چٹکنا تھا
اسی کی بوئے پریشاں وجودِ دنیا تھا

یہ کہہ کے کل کوئی بے اختیار روتا تھا
وہ اک نگاہ سہی کیوں کسی کو دیکھا تھا

طنابیں کوچۂ قاتل کی کھنچتی جاتی تھیں
شہیدِ تیغِ ادا میں بھی زور کتنا تھا

بس اک جھلک نظر آئی اڑے کلیم کے ہوش
بس اک نگاہ وہ دل خاکِ طورِ سینا تھا

ہر اک کے ہاتھ فقط غفلتیں تھیں ہوش نما
کہ اپنے آپ سے بیگانہ وار جینا تھا

یہی ہوا کہ فریبِ امید و یاس مٹے
وہ پا گئے ترے ہاتھوں میں جو پانا تھا

چمن میں غنچۂ گل کھلکھلا کے مرجھائے
یہی وہ تھے جنہیں ہنس ہنس کے جان دینا تھا

www.urduchannel.in

یہ سوز و ساز نہاں تھا وہ سوز و ساز عیاں
وصال و ہجر میں بس فرق تھا تو اتنا تھا

شکستِ سازِ چمن تھی بہارِ لالہ و گل
خزاں مچلتی تھی غنچہ جہاں چٹکتا تھا

ہر ایک سانس ہے تجدیدِ یادِ ایامِ
گزر گیا وہ زمانہ جسے گزرنا تھا

نہ کوئی وعدہ نہ کوئی یقیں نہ کوئی امید
مگر ہمیں تو ترا انتظار کرنا تھا

کسی کے صبر نے بے صبر کر دیا سب کو
فراقؔ نزع میں کروٹ کوئی بدلتا تھا*

(٦٣)

قہر ہے تیرا یا تری رحمت
عشق محبت، الفت، چاہت

چھوڑ یہ بحثِ مجاز و حقیقت
پہلے محبت سیکھ محبت

تیری صورت میری طبیعت
یہ بھی کہانی وہ بھی حکایت

دنیا کی بدلی جو حالت
حسن بھی بھولا ناز و نزاکت

اک مدت سے ہے اب تو یہ حالت
ہوش نہ غفلت رنج نہ راحت

سیدھی قسمت ٹیڑھی قسمت
سب کا علاج ہے دردِ محبت

ایک دیں کے نام ہیں دونوں
دوزخ کہیے اسے یا جنت

حسن ہے بے بس دیکھ کے تجھ کو
اے دلِ مضطر غیرت غیرت

عشق عذاب ضرور ہے لیکن
اس سے بچنے کی کوئی صورت

حسن کا دل بھی بھر آتا ہے
پھر بھی ہوں شاداں کی سی طبیعت

* عین جوانی میں اپنے جواں بھائی کی موت دیکھ کر یہ شعر کہا تھا۔ (فراق)

نگاہِ مہر میں جس کی ہیں صد پیامِ فنا
اسی کا عالمِ ایجاد و ناز عجب تھا

جہاں تو جلوہ نما تھا لرزتی تھی دنیا
ترے جمال سے کیسا جلال پیدا تھا

حیات و مرگ کے کچھ راز کھل گئے ہوں گے
فسانۂ شبِ غم ورنہ دوست کیا تھا

شبِ عدم کا فسانہ گدازِ شمعِ حیات
سوائے کیفِ فنا میرا ماجرا کیا تھا

کچھ ایسی بات نہ تھی تیرا دور ہو جانا
یہ اور بات کہ رہ رہ کے درد اٹھتا تھا

نہ پوچھ سود و زیاں کاروبارِ الفت کے
وگرنہ یوں تو نہ پانا تھا کچھ نہ کھونا تھا

نگاہ پڑ ہی گئی تیرے حسنِ بے نیاز کی آہ
میں تیری بزم سے جب ناامید اٹھتا تھا

تجھے ہم اے دلِ درد آشنا کہاں ڈھونڈیں
ہم اپنے ہوش میں کب تھے کوئی جب اٹھتا تھا

عدم کو راز صدائے شکستِ سازِ حیات
حجابِ زیست بھی کتنا لطیف پردا تھا

یہ اضطراب و سکوں بھی تھا اک فریبِ حیات
کہ اپنے حال سے بیگانہ وار جینا تھا

کہاں یہ چوک ہوئی تیرے بیقراروں سے
زمانہ دوسری کروٹ بدلنے والا تھا

یہ کوئی یاد ہے یہ بھی ہے کوئی محویت
ترے خیال میں تجھ کو بھی بھول جانا تھا

کہاں کی چوٹ ابھر آئی حسنِ تاباں میں
دمِ نظارہ وہ رخ درد سا چمکتا تھا

نہ پوچھ رمز و کنایات چشمِ ساقی کے
بس ایک حشرِ خموشی انجمن میں برپا تھا

چمن چمن تھی گلِ داغِ عشق سے ہستی
اسی کی نکہتِ برباد کل زمانہ تھا

وہ تھا مرادِ دلِ خوں گشتہ جیسے غنچے سے
بہارِ باغِ جہاں تھی وجودِ دنیا تھا

قسم ہے بادہ کشو چشمِ مستِ ساقی کی
تمہارے ہاتھ سے کیا جام بے سنبھلتا تھا

وصال اس سے میں چاہوں کہ ہاں تک
یہ دور رہا ہوں کہ یوں اسے میں نے دیکھا تھا

امید یاس بنی یاس پھر امید بنی
اس اک نظام میں فریبِ نگاہ کتنا تھا

www.urduchannel.in

دیکھیں بنتی ہے یہ، بات بھی کب تک
گھٹتی محبت، بڑھتی مروت

ایک ہی دن میں دوستی بھی نہیں بھی
یہ بھی ہے اک شانِ محبت

آؤ تمھیں دل کو سمجھاؤ
میری تو پڑتی نہیں ہمت

ایک عشق اور اتنے دشمن
ایک مصیبت لاکھ مصیبت

کیا کہنا تجھ کو گر ملتی
تیری صورت میری طبیعت

رہگذرِ عشاق یہی ہے
دوزخ دوزخ جنت جنت

حسن ہی سب ہے یا کچھ اے دل
جانِ عشق ایمانِ محبت

سوچ رہا ہوں زمانہ گزرا
کھائے ہوئے فریبِ محبت

عشق ابھی سے تنہا تنہا
ہجر کی بھی آئی نہیں نوبت

کچھ تو نے بھی سنا؟ کہتے ہیں
اور ہے اب تو فراق کی حالت

٦٥

ترا حال بھی ہے آج اک جہانِ فراق
نگاہِ لطف و کرم خود ہے ترجمانِ فراق

فضا جہانِ محبت کی جن سے کھلتی گئیں
تجھے بھی یاد کچھ ہے وہ شادمانِ فراق

نظر بچا کے جنھیں برقِ حسن چھوڑ گئی
ملے نہ زخم نہاں میں بھی وہ نشانِ فراق

نگاہِ ناز تری تھی تمام قول و قسم
کسی کو جو بھی نہ سکا تھا کچھ گمانِ فراق

رلا گئی ترے آسودگانِ خاک کی یاد
وہ بے نیازِ محبت وہ رازدانِ فراق

اٹھے ہیں تیغِ تغافل کے کھول کر جوہر
دکھوں ہوں زندۂ جاوید کشتگانِ فراق

تباہ تو کیا نگہِ اولیں کے لطف ہوا
مجھے بھی یاد ہے کم کم وہ داستانِ فراق

امید بن کے نہ آئے دلوں کی دنیا میں
اسے سمجھ نہیں سکتے یہ بدگمانِ فراق

وہ بیقراریٔ دل وہ فضائے تنہائی
وہ سوزشِ محبت وہ آسمانِ فراق

گدازِ دل سے حقیقت سرشکِ غم کی نہ پوچھ
ہر ایک قطرہ تھا اک بحرِ بیکرانِ فراق

جسے مٹا نہ سکی برقِ کم نگاہیٔ حسن
وہی امید کی دنیا ہے پاسبانِ فراق

خود آشنا نہیں ان سے حریمِ تنہائی
یہ سوز و ساز ہیں ناخواندہ میہمانِ فراق

سکونِ قرب سے کچھ بیقرار تنگ آ کر
سنا ہے ڈھونڈتے پھرتے ہیں امانِ فراق

خبر کچھ ان کو نہیں اب ترے تغافل کی
بس آج چین سے سوئے ہیں خستگانِ فراق

جو ایک برقِ نگہ سامنے سے کوند گئی
وہی تھی روحِ محبت وہی ہے جانِ فراق

٦٦

میں نے دیکھی ہیں یہ آنکھیں مست و افسوں گر کہاں
ساقیا چھوٹا تھا میرے ہاتھ سے ساغر کہاں

یوں اتر تی جانے والی اے نگاہِ شرمگیں
ڈوب کر دیکھیں نکلتا ہے ترا نشتر کہاں

رہروانِ کوئے جاناں آہ اتنی ٹھوکریں
ہم نے بھی بے دست و پا ہو کے کیا بستر کہاں

اے جنوں اب حالِ گلزارِ خزاں دیدہ نہ پوچھ

www.urduchannel.in

وہ نسیمِ صبح کے جھونکے چمن پرور کہاں
یاد ہیں لب ہائے جاناں کی تبسم ریزیاں
بات وہ تجھ میں بھلا موجِ مئے کوثر کہاں
خون تھا کلیوں کا دل بادِ صبا بے چین تھی
جلوۂ گلزار ڈوبے تھے ترے نشتر کہاں
جامِ دل کی تہ میں موجِ خوں سی اٹھ کر رہ گئی
اپنی قسمت میں کوئی چھلکا ہوا ساغر کہاں
آنکھیں بھر آتی ہیں اکثر پچھلی شب کو اے فراق
وہ خمارِ چشمِ ساقی وہ بھرے ساغر کہاں

٦٧

بستیاں ڈھونڈ رہی ہیں انھیں ویرانوں میں
وحشتیں بڑھ گئیں حد سے ترے دیوانوں میں
نگہِ ناز نہ دیوانوں نہ فرزانوں میں
جانِ کار ایک وہی ہے مگر انجانوں میں
بزم نے بے خود و بے تاب نہ کیوں ہو ساقی
موجِ بادہ ہے کہ درد اٹھتا ہے پیمانوں میں
میں تو میں چونک اٹھی ہے یہ فضائے خاموش
یہ صدا کب کی سنی آتی ہے پھر کانوں میں

وسعتیں بھی ہیں نہاں تنگیٔ دل میں غافل
جی بہل جاتے ہیں اکثر انھیں میدانوں میں
جانِ ایمانِ جنوں سلسلہ جنبانِ جنوں
کچھ کشش ہائے نہاں جذب ہیں ویرانوں میں
خندۂ صبحِ ازل تیرگیٔ شامِ ابد
دونوں عالم ہیں چھلکتے ہوئے پیمانوں میں
دیکھ جب عالمِ ہو کو تو نیا عالم ہے
بستیاں بھی نظر آنے لگیں ویرانوں میں
جس جگہ بیٹھ گئے آگ لگا کر اٹھے
گرمیاں ہیں ابھی کچھ سوختہ سامانوں میں
وحشتیں بھی نظر آتی ہیں سرِ پردۂ ناز
دامنوں میں ہے یہ عالم نہ گریبانوں میں
ایک رنگینیٔ ظاہر ہے گلستاں میں اگر
ایک شادابیٔ پنہاں ہے بیابانوں میں
جوہرِ غنچہ و گل میں ہے اک اندازِ جنوں
کچھ بیاباں نظر آتے ہیں گریبانوں میں
اب وہ رنگِ چمن و خندۂ گل بھی نہ رہے
اب وہ آثارِ جنوں بھی نہیں دیوانوں میں

www.urduchannel.in

اب وہ ساقی کی بھی آنکھیں نہ رہیں رندوں سے
اب وہ ساغر بھی چھلکتے نہیں پیمانوں میں

اب وہ اک سوز نہانی بھی دلوں میں نہ رہا
اب وہ جلوے بھی نہیں عشق کے کاشانوں میں

اب نہ وہ رات جب امیدیں بھی کچھ تھیں تجھ سے
اب نہ وہ بات غم ہجر کے افسانوں میں

اب ترا کام ہے بس اہل وفا کا پانا
اب ترا نام ہے بس عشق کے غم خانوں میں

تا کجے وعدۂ موہوم کی تفصیل فراق
شب فرقت کہیں کٹتی ہے ان افسانوں میں

٦٨

دور افلاک کا شباب ہے تو — آفتابوں کا آفتاب ہے تو
ٹھہری ٹھہری سی موج برق جمال — چھلکی چھلکی شراب ناب ہے تو
جس کی راتیں طلسم خواب حیات — اسی وادی کا ماہتاب ہے تو
جن میں ہے ذکر طور و یوسف و حشر — انھیں آیات کا جواب ہے تو
روپ ایسا حسین جیسے گناہ — خلق کا حاصل ثواب ہے تو
جو چھلکتا بھی جائے بھرتا بھی جائے — ایسا پیمانۂ شراب ہے تو
زمزمہ کار ساز قامت کی — اک کھنکتا ہوا رباب ہے تو

تو جو صورت پکڑ لے ہو وہ خیال — یک بیک جاگ اٹھے وہ خواب ہے تو
ہیں جو اوجھل نگاہ غیب سے بھی — ان فضاؤں میں باریاب ہے تو
جو بہاروں کے دل سے نکلے ہیں — انھیں شعلوں کا پیچ و تاب ہے تو
ہیں عبارت تجھی سے رنج و نشاط — ستم و لطف بے حساب ہے تو
طور سا اس سجانے کے انداز — رشک جلوہ ہے وہ حجاب ہے تو
چمن اندر چمن ہے جلوۂ ناز — کس کھلے باغ کا گلاب ہے تو
یہ ستارے ترے پسینے کے — شب کا دہکا ہوا شباب ہے تو
لمس ہے کہ چاندنی تیرا — دکھی راتوں کا ماہتاب ہے تو
پچھلی چاندنی میں شعاعوں کی کروٹ — موج برق تہ سحاب ہے تو
دوشیزہ زنی صباحت حسن — سینۂ کہکشاں کا خواب ہے تو
رات یہ مہکی ہوئی سہانی رات — چہرۂ شب کی آب و تاب ہے تو
اور نمایاں ہے حسن بے پردہ — اور پیدا نہ نقاب ہے تو
جیسے زیر شفق چراغاں ہو — آج یوں مائل حجاب ہے تو
تجھ سے جوبن اجالی راتوں پہ — ماہتابوں کا ماہتاب ہے تو
رنگ اس دم کھلے شگوفوں کا — مسکراتا ہوا شباب ہے تو
جن پہ پڑتی نہیں خزاں کی چھاؤں — ان بہاروں کی آب و تاب ہے تو
آنکھ پڑتی ہے اک زمانے کی — بزم امکاں میں انتخاب ہے تو
چشم مخمور پہ ہے آشامی — انھیں باتوں سے تو خراب ہے تو

www.urduchannel.in

جیسے ننھے سب فراق پہ سوئیں
بیچ پریوں ہی کے محو خواب ہے تو

۶۹

عزمِ تعمیر

فرقت کی لمبی راتوں کو یادیں تیری روتی ہیں
تاروں کو جب نیند آئے تو ہم بھی گھڑی بھر سوتے ہیں

ساقی بھلا کہاں قسمت میں اب وہ چھلکتے پیالے
ہم یادوں کے جام چوم کے سوکھے ہونٹ بھگو لیں ہیں

فطرت کی وہ آنکھ مچولی دید کے قابل ہوتی ہے
عالم راز میں کلیاں آنکھیں بند کریں یا کھولیں ہیں

بے قصور منصور کو ناحق دار و رسن پر کھینچو ہو
لوگو کوئی اور نہیں یہ پیار سے ہم بولیں ہیں

لاکھ لاکھ ہم ضبط کریں ہیں دل ہے کہ امنڈ آوت ہے
ہمدم آنکھیں بھر آئیں ہیں نام لیا اس کا جو لیں ہیں

پتہ پتہ بوٹا بوٹا وجد کرے ہے گلشن میں
جب مشرق میں شفق پھوٹے ہے ہم دامن ڈولیں ہیں

کون کرے ہے باتیں مجھ سے تنہائی کے پردے میں
ایسے میں کس کی آوازیں کانوں میں رس گھولیں ہیں

بجلی کی میزان نظر ہے کیا مجال جو فرق پڑے
آنکھوں آنکھوں میں وہ دلوں کو رتی رتی تولیں ہیں

حسن کے ہاتھوں جب کہیں جا کر کوئی شرح زدہ ہے
اہل وفا پہلے اپنا منہ اپنے لہو سے دھولیں ہیں

اب اکثر بیمار رہیں ہیں کہیں نہیں نکلیں ہیں ذوق
حال چال لینے ان کے گھر کبھو کبھو ہم ہولیں ہیں

۷۰

دور کہیں پنکھڑیوں کی نازک گرہیں کھولیں ہیں
یا اُڑ جانے کو رنگ و بو گلشن میں پر تولیں ہیں

تارے آنکھیں جھپکاویں ہیں ذرہ ذرہ سوئے ہے
تم بھی سنو ہو یارو شب میں سناٹے کچھ بولیں ہیں

ہم ہوں یا قسمت ہو ہماری دونوں کو اک ہی کام ملا
قسمت ہم کو رو لیوے ہے ہم قسمت کو رو لیں ہیں

جو مجھ کو بدنام کریں ہیں کاش وہ اتنا سوچ سکیں
میرا پردہ کھولیں ہیں یا اپنا پردہ کھولیں ہیں

www.urduchannel.in

یہ فیصلہ بھی ادا کریں ہیں ہم بہ درستی ہوش و حواس
تیرا سودا کرنے والے دیوانہ بھی ہو لیں ہیں

تیرے غم کا پاس ادب ہے کچھ دنیا کا خیال بھی ہے
سب سے چھپا کے درد کے مارے چپکے چپکے رو لیں ہیں

فطرت کا قائم ہے توازن عالم حسن و عشق میں بھی
اس کو اتنا ہی پا دیں ہیں خود کو جتنا کھو لیں ہیں

آب و تاب اشعار نہ پوچھو تم بھی آنکھیں رکھو ہو
یہ جگ مگ بیتوں کی دمک ہے یا ہم موتی رو لیں ہیں

ایسے میں تو یاد آئے ہے انجمنِ مے میں رندوں کو
رات گئے گردوں پہ فرشتے بابِ گنہ جب کھولیں ہیں

صدقے فراقؔ اعجازِ سخن کے کیسے اڑا لی یہ آواز
ان غزلوں کے پردوں میں تو میرؔ کی غزلیں بولیں ہیں

۷۱

اب اکثر چپ چپ سے رہیں ہیں یونہی کبھو لب کھولیں ہیں
پہلے فراقؔ کو دیکھا ہوتا اب تو بہت کم بولیں ہیں

دن میں ہم کو دیکھنے والو اپنے اپنے ہیں اوقات
جاؤ نہ تم ان خشک آنکھوں پر ہم راتوں کو رو لیں ہیں

فطرت میری عشق و محبت قسمت میری تنہائی
کہنے کی نوبت ہی نہ آئی ہم بھی کسو کے ہو لیں ہیں

خنک سیہ مہکے ہوئے سائے پھیل جائیں ہیں جل تھل پر
کن جتنوں سے میری غزلیں رات کا جوڑا کھولیں ہیں

باغ میں وہ خواب آور عالم موجِ صبا کے اشاروں پر
ڈالی ڈالی نورس پتے سہج سہج جب ڈولیں ہیں

اُف وہ لبوں پر موجِ تبسم جیسے کروٹیں لیں کوندے
ہائے وہ عالمِ جنبشِ مژگاں جب فتنے پر تولیں ہیں

نقش و نگارِ غزل میں جو تم یہ شادابی پاؤ ہو
ہم اشکوں میں کائنات کے نوکِ قلم کو ڈبو لیں ہیں

ان راتوں کو حریمِ ناز کا اک عالم ہوئے ہے ندیم
خلوت میں وہ نرم انگلیاں بندِ قبا جب کھولیں ہیں

غم کا فسانہ سننے والو آخرِ شب آرام کرو
کل یہ کہانی پھر چھیڑیں گے ہم بھی ذرا اب سو لیں ہیں

ہم لوگ اب تو اجنبی سے ہیں کچھ تو بتاؤ حالِ فراقؔ
اب تو تمہیں کو پیار کریں ہیں اب تو تمہیں سے بولیں ہیں

www.urduchannel.in

ہم سے فراق اکثر چھپ چھپ کر پہروں پہروں روؤ ہو
وہ بھی کوئی ہمیں چھپاتا ہے کیا تم اس میں دیکھو ہو

جن کو اتنا یاد کرو ہو چلتے پھرتے سائے تھے
ان کو مٹے تو مدت گزری نام و نشاں کیا پوچھو ہو

جانے بھی دو نام کسی کا آ گیا باتوں باتوں میں
ایسی بھی کیا چپ لگ جانا کچھ تو کہو کیا سوچو ہو

پہروں پہروں تک یہ دنیا بھولا سپنا بن جاتی ہے
میں تو سراسر کھو جاؤں ہوں یاد اتنا کیوں آؤ ہو

کیا غم دوراں کی پرچھائیں تم پہ بھی پڑ جائے ہے
کیا یاد آ جائے ہے یکایک کیوں اداس ہو جاؤ ہو

جھوٹی شکایت بھی جو کروں ہو پلک دیپ جل جائیں ہیں
تم کو چھیڑے بھی کیا تم تو ہنسی ہنسی میں رو دو ہو

غم سے خمیر عشق اٹھا ہے حسن کو دیویں کیا الزام
اس کے کرم پہ اتنی اداسی دل والو کیا چاہو ہو

ایک شخص کے مر جانے سے کیا ہو جائے ہے لیکن
ہم جیسے کم ہوئیں ہیں پیدا پچھتاؤ گے دیکھو ہو

رحی وحشت اتنی وحشت صدقے اچھی آنکھوں کے
تم نہ ہرن ہو میں نہ شکاری دور اتنا کیوں بھاگو ہو

میرے نغمے کس کے لیے ہیں خود مجھ کو معلوم نہیں
کبھی نہ پوچھو یہ شاعر سے تم کس کا گن گاؤ ہو

پلکیں بند الساتی زلفیں نرم سیج پہ بکھری ہوئی
ہونٹوں پہ اک سوچ تبسم سوؤ ہو یا جاگو ہو

اتنے تپاک سے مجھ سے ملو ہو پھر بھی یہ غیریت کیوں
تم جیسے یاد آؤ ہو یار میں ہوں وہی تم بھولو ہو

کبھی بنا دو ہو سپنے کو جلووں سے رشک گلزار
کبھی رنگ رت بن کر تم یاد آتے ہی اڑ جاؤ ہو

گاہ ترس جائیں ہیں آنکھیں رجل روپ کے درشن کو
گاہ نیند بن کے راتوں کو نین پٹوں میں آؤ ہو

اس دنیا ہی میں ہے بسیں ہیں اک دنیائے محبت بھی
ہم بھی اسی جانب جاویں ہیں بولو تم بھی آؤ ہو

بہت دنوں میں یاد کیا ہے بات بنائیں کیا ان سے
جیون ساتھی دکھ پوچھیں ہیں کس کو دیں تم سونپو ہو

چپ چپ سی ہے فضائے محبت کچھ نہ کہے ہے خلوت راز
نرم اشاروں سے آنکھوں کے بات کہاں پہنچاؤ ہو

www.urduchannel.in

نظمیں

ابھی اسی کا انتظار تھا، اور کتنا اے اہلِ وفا
چشمِ کرم جب اٹھنے لگی ہے تو اب تم شرماؤ ہو
غم کے سازسے چنچل انگلیاں کھیل رہی ہیں رات گئے
جن کا سکوت ابد ہے دے پردے کیوں چھیڑو ہو

کچھ تو بتاؤ رنگ روپ بھی تم اس کا اے اہلِ نظر
تم تو اس کو جب دیکھو ہو دیکھتے ہی رہ جاؤ ہو
اکثر گہری سوچ میں ان کو کھویا کھویا پاؤ ہو
اب ہے فراق کا کچھ روزوں سے جو عالم کیا پوچھو ہو

www.urduchannel.in

تلاش حیات

اہلِ ہند کے نام سالِ نو ۴۸ء کا پیام

مہر کے گرد یہ زمیں　　کر چکی اک طواف اور
قلبِ زماں مکاں میں آج　　پڑ گیا اک شگاف اور

گنگ و جمن نے کروٹیں　　بدلیں چمکتے درد سے
ملتی ہیں رات کی لٹیں　　موجِ ہوائے سرد سے

ایک چھپی ہوئی لکیر　　شرق سے دے رہی ہے لو
کانپتے ہیں کرن کے تیر　　چرخ پہ پھٹ رہی ہے پو
جان فضا میں پڑ چلی　　سینوں سے وہ اٹھا دھواں
رات کٹی، سحر ہوئی　　دوڑیں رگوں میں بجلیاں

جن پہ گراں جمود تھا　　ذرّے وہ تلملا اٹھے
جھوم کے چل پڑی ہوا　　غنچے بھی مسکرا اٹھے

خواب سے آبشاروں نے　　چونک کے آنکھیں کھول دیں
چشمے اچھل اچھل پڑے　　نہریں ابل ابل پڑیں

سو گئی تھی پڑے پڑے　　جیسے ہو ماتی نیند کی
خوابِ گراں سے موت کے　　جاگ اٹھی ہے زندگی

ہند کے گھونگھٹوں تلے　　کتنی سہانی آگ ہے
صبح کو ماں کے ماتھے پہ　　آج نیا سہاگ ہے

آج وطن کے نونہال　　پھر سے ہیں مائلِ سفر
آنکھوں میں ہیں وہ ماہ و سال　　غیب ہے جن سے بے خبر

اٹھ پڑے ہو تو اہلِ ہند　　بڑھتے ہی رہنا کام ہے
کھوئی نہ ہو رہِ حیات　　تم سے یہی پیام ہے

نیل گگن کی چوٹیاں　　تم کو بلا رہی ہیں آج
سازِ حیات وادیاں　　تم کو سنا رہی ہیں آج

پوچھو نہ اہلِ کارواں　　اگلا کہاں پڑاؤ ہے
ہوں گے نہ جانے کل کہاں　　آج تو چل چلاؤ ہے

www.urduchannel.in

سوچو نہ جی میں یہ کہیں — چھاؤں ملے تو بیٹھ جائیں
زیرِ سما و بر زمیں — چھاؤں ملے تو بیٹھ جائیں

نام مقام کا نہ لو — بڑھتے ہی جاؤ صبح و شام
نام قیام کا نہ لو — تم ہو مسافرِ دوام

یاد رہے تمہیں کہ تم — ہند کی زندہ خاک ہو
تم پہ ہوں رحمتیں کہ تم — خاک بھی ہو کے پاک ہو

دیکھئے کاروانوں کو — آتی ہیں کب وہ منزلیں
چرخ سے بدگمانی کو — اپنے جہاں بسے ملیں

سینے میں آگ، ہاتھ میں — لے کے متاعِ دو جہاں
کون و مکاں ہیں ساتھ میں — بڑھتا چلا ہے کارواں

منزلیں کاٹتے چلو — راہ رَو بڑھتے چلو
نغمہ بلب بڑھے چلو — رقص کناں چلے چلو
کھوئی نہ ہو رہِ وفا — جو بھی پڑے سہے چلو
آنکھوں میں کاٹتی ہے رات — قصۂ غم کہے چلو

ہوش چھٹا تو غم نہیں — جھومتے جھماتے چلو
جیب سکون و صبر کو — پھاڑے چلو سیے چلو
پھول نہیں تو داغوں سے — دامنِ دل بھرے چلو
تاروں کو چھیڑتے بڑھو — خاک بھی چھانتے چلو
موت ملے جو راہ میں — موت کو بھی لیے چلو
اٹھ پڑو آندھیوں کی طرح — سیل نما بڑھے چلو
دل نہیں تم کہ بیٹھ جاؤ — درد ہو تم اٹھے چلو
آبِ خضر ہے بوند بوند — جامِ اجل پیے چلو
اپنے ہی دل کی آگ میں — ڈوبتے تیرتے چلو

مُردوں سے ٹھنڈی دھرتی کو — آنچ سی کچھ دیے چلو
راہِ سفر کے ہمدموں کو — اذنِ حیات دیے چلو
ہاں یوں ہی آنکھوں آنکھوں میں — موت کو ٹوکتے چلو
کون و مکاں کی سرحدیں — توڑتے تاڑتے چلو
سوکھی ہیں زیست کی جڑیں — اشکوں سے سینچتے چلو
نخلِ مراد کو یوں ہی — آبِ حیات دیے چلو
چاند سے کیفِ رمزیت — رات سے چھینتے چلو
موت کی نیند اچاٹ دو — قُم کی صدا دیے چلو
غرق ہیں بطنِ گیتی کے — حیات ڈھونڈتے چلو

www.urduchannel.in

بات کے بھی اُوٹ میں   حیات ڈھونڈتے چلو

مسل گیا ہے چرخ، راہیوں کے جو دلِ تپاں
ہنوز لو سی دے رہی ہیں تاروں کی بھی چٹکیاں

یمن یمن، عدن عدن   گلی گلی، چمن چمن
بسوزِ عشق شعلہ زن   بسازِ حسن گل بدن
بہ مشکِ آہوے ختن   بہ گیسوے شکن شکن
بہ شیریں و بہ کوہ کن   بہ داستانِ نل دمن
بہ نرگس پیالہ زن   بہ روے صاعقہ فگن
بہ ہر نفس بہ ہر سخن   بہ ہاے و ہوے ما و من
زمیں زمیں، زمن زمن   سفر سفر، وطن وطن
بہ دیر ساز و بُت شکن   بہ ذوقِ شیخ و برہمن
بہ حق بہ کفر شعلہ زن   بہ سیرِ خدا و اہرمن
حیات ڈھونڈتے چلو
حیات ڈھونڈتے چلو

صداے صلح و جنگ میں   سکوتِ خاک و سنگ میں
جہانِ رنگ رنگ میں   اُمنگ میں ترنگ میں

جوانیوں کی آگ میں   محبتوں کے راگ میں
لگاؤ اور لاگ میں   حسینوں کے سہاگ میں
شفق شفق جمال میں   اُڑے اُڑے گلال میں
فراق میں وصال میں   طوافِ ماہ و سال میں
جھکی پلک کی چھاؤں میں
رسیلی نرم اداؤں میں
خنک خنک ہواؤں میں   ستاروں کی سبھاؤں میں
دھواں دھواں گھٹاؤں میں   گھلی گھلی فضاؤں میں
اندھیری گھپ گپھاؤں میں   جو ڈس لیں ان بلاؤں میں
حیات ڈھونڈتے چلو
حیات ڈھونڈتے چلو

اُفق اُفق جبینوں میں
چراغ پاش سینوں میں
چمن چمن حسینوں میں   جناں کے نازنینوں میں
دلوں کے آبگینوں میں   جبیں کی نرم چینوں میں
زمیں کے دفینوں میں   دلِ فلک کے کینوں میں
اندھیری کالی راتوں میں   سیاہ پوش راتوں میں
جھکی نظر کی باتوں میں   اجل کی گہری گھاتوں میں

www.urduchannel.in

چھلکنے والے زہر میں   چڑھنے والی لہر میں
چھلکنے والے زہر اور چڑھنے والی لہر میں
ہر ایک جبر اور ڈھائے جانے والے قہر میں
حیات ڈھونڈھتے چلو
حیات ڈھونڈھتے چلو

شفق کے مسکرانے میں   سحر کے گنگنانے میں
صبا کے چوم جانے میں   کلی کے کسمسانے میں
حیا کے رنگ لانے میں   کسی کے منہ چھپانے میں
سرشک ڈبڈبانے میں   دلوں کے بیٹھ جانے میں
فلک کے تھرتھرانے میں   قیامتیں اٹھانے میں
سما کے نرم لوچ میں   شجر حجر کے سوچ میں

حیات ڈھونڈتے چلو
حیات ڈھونڈتے چلو

بہ مستی و بہ کیف و کم   بہ نشاط و ہمہ الم
جہاں جہاں ، عدم عدم   جدا جدا ، بہم بہم
ارم ارم ، حرم حرم   خدا خدا ، صنم صنم

بصوتِ نغمہ دم بہ دم   بہ مد و جزر و زیر و بم
بہ خلوت و بجلوہ گہ   بہر ادا بہر نگہ
بہ میکدہ و بارگہ
بہر ثواب و ہر گنہ
گناہ میں ثواب میں جحیم و خلد زار میں
جمال شرمسار میں نگاہ بے قرار میں
لبِ شگوفہ کار کے سکوتِ نغمہ بار میں
ہرے بھرے چمن کے اضطرابِ شعلہ وار میں
نکلتے بھیگتے دنوں کے کیفِ بے خمار میں
مہکتے سبزہ زار میں ہوائے جوئے بار میں
تبسمِ شرار میں ترنمِ ہزار میں
بہار میں جنون کی قبائے تار تار میں
صنم کدہ بدوش ادائے پیکر نگار میں
ساتگیں بدستِ نرگسِ سیاہ کار میں

لچکتی سی کمان کا مدیو کے شرار میں
غمِ فراقِ یار اور خیالِ سوگوار میں
قضا کی بر ستوار اور قسمتوں کی مار میں
نشاط خیز نعرہ اور دکھ بھری پکار میں

www.urduchannel.in

جہاں کے گرم سرد میں خزاں میں اور بہار میں
ہر ایک لالہ زار میں ہر ایک دشتِ خار میں
بہار کے نکھار میں شباب کے ابھار میں
اگلتے جوبن اور لہلہاتے تہ بہ یار میں
بھوؤں کی لوچ، نرگسی کشار میں
سیاہ حلقہ حلقہ زلف کے بنفشہ زار میں
جمال مہ چکاں و عشوۂ ستار بار میں
سرکتے کھنچتے گھونگھٹوں میں شوخی نگار میں
ادا ادا کے گرد سات رنگ کی پھوار میں
اُمڈتے سیلِ نغمہ کے سکون بے قرار میں
چڑھاؤ میں اُتار میں نشے اور خمار میں
ہر ایک کار زار میں ہر ایک جیت ہار میں
حیات ڈھونڈتے چلو
حیات ڈھونڈتے چلو

کلی کی چٹکیوں میں
سنبلِ چمن کے طرہ میں حیات ڈھونڈتے چلو
دھڑکتے قلب قطرہ
اور سانس لیتے ذرہ میں حیات ڈھونڈتے چلو

جہانِ عنصری کے
کاروبار روز مرہ میں حیات ڈھونڈتے چلو[1]

بھری بھری گھٹاؤں میں فضا کی وہ اُداہٹیں
ڈھلی ہوئی ہواؤں زلفِ شب کی تھرتھراہٹیں
سکوت میں کسی کے پائے ناز کی وہ آہٹیں
گجر سے پہلے کائنات کی وہ کلبلاہٹیں
وہ پو پھٹی جبینِ چرخ کی وہ جگمگاہٹیں
وہ رسمساتے گلشنِ سحر کی لہلہاہٹیں
کچھ اُودی بدلیوں میں دھوپ کی وہ مسکراہٹیں
صبوحی پی کے روئے لالہ گوں تمتماہٹیں
شگوفہ چھوڑتی جوانیوں کی اچپلاہٹیں
لبوں کی پنکھڑی پہ تاروں کی وہ جھلملاہٹیں
وہ مد میں ڈوبے سینوں کی رسیلی گنگناہٹیں
نگاہِ شرمسار کی کرن کی لپلپاہٹیں
ردائے روز و شب کی وہ خموش سرسراہٹیں
ہوائے انقلاب کے پروں کی پھڑپھڑاہٹیں
چراغِ ظلم کہنہ کی اُداس سنسناہٹیں

۱ میں نے ان قافیوں کو یہاں جائز قرار دے لیا ہے۔ (فراق)

www.urduchannel.in

زمیں کی تہوں میں زلزلوں کی گڑگڑاہٹیں
نظام کائنات کی رگوں کی سنسناہٹیں

جہاں فلک پیالے میں اندھیرے میں اُجالے میں
دہکتے آگ ہالے میں جوانیوں کے ہالے میں
جبینوں کے اُجالے میں سیاہ لٹ کے کالے میں
کتھاکلی کے لوچ میں
کلائیوں کی موچ میں

فضا کی نرم سانس میں
ہر اک کھٹکتی پھانس میں
بسوزِ نفع و زیاں بجہد و سعیٔ رائیگاں
بہ ارض اور بہ آسماں زماں زماں، مکاں مکاں
برنگِ سیلِ کارواں رواں دواں رواں دواں
مثالِ برقِ بے اماں تپاں تپاں دواں دواں
بسازِ قلبِ عاشقاں بسوزِ سینۂ تپاں
بہر عیاں و ہر نہاں یقیں یقیں گماں گماں
بکششِ جہات و لامکاں ادھر اُدھر یہاں وہاں
بسازِ دل بسوزِ جاں بہ بانگ و بدبرایں و آں
بہر نشہ و ہر نشاں بہ ماندگاں و رفتگاں

بعزمِ عمرِ جاوداں برزمِ مرگِ ناگہاں

دلوں کی دہکی آگ میں جنوں کی مڑتی باگ میں

جوانیوں کی آہ میں جمالِ بے پناہ میں

نگاہِ دل نواز میں دلوں کے ساز باز میں
نگارِ بے نیاز کی ادائے دلنواز میں دلوں کے ساز باز میں
لجاتے مسکراتے آئینے بہانہ ساز میں نگاہِ نیم باز میں
صد افتخارِ غزنوی و گیسوئے ایاز میں نیاز اور ناز میں
نہ کٹنے والی ہجرِ یار کی شبِ دراز میں دلوں کے سوز و ساز میں
پلک کی اوٹ سے اشارہ نگاہِ ناز میں جنوں کی ترکتاز میں
جمالِ رنگ رنگ و نرگسِ کرشمہ ساز میں گناہ کے جواز میں
شعاعِ تیز و تند سے فضاؤں کے گداز میں ہوائے بادہ ساز میں
ہر اک کھٹکتے ساز میں ہر انکشافِ راز میں حقیقت و مجاز میں
سمندروں کی تہ میں آسمانوں کے فراز میں ہر اک جہانِ راز میں
ہر اک غم اور شادی میں
فراق وادی وادی میں
حیات ڈھونڈتے چلو حیات ڈھونڈتے چلو

www.urduchannel.in

جگنو

بیس برس کے اُس نوجوان کے جذبات جس کی ماں اُسی دن مر گئی جس دن وہ پیدا ہوا

یہ مست مست گھٹا، یہ بھری بھری برسات
تمام حدِ نظر تک گھلاوٹوں کا سماں
فضائے شام میں ڈورے سے پڑتے جاتے ہیں
جدھر نگاہ کریں کچھ دھواں سا اٹھتا ہے
دہک اٹھا ہے طراوت کی آنچ سے آکاش
ز فرش تا فلک انگڑائیوں کا عالم ہے
یہ مدبھری ہوئی پروائیاں سنکتی ہوئی
جھنجھوڑتی ہے ہری ڈالیوں کو سرد ہوا

یہ شاخسار کے جھولوں میں پینگ پڑتے ہوئے
یہ لاکھوں پتیوں کا ناچنا یہ رقصِ نبات
یہ بے خودیِ مسرت یہ والہانہ رقص
یہ تال سم یہ چھما چھم کہ کان بجتے ہیں
ہوا کے دوش پہ کچھ اودی اودی شکلوں کی
نشے میں چور سی پرچھائیاں تھرکتی ہوئی

اُفق پہ ڈوبتے دن کی جھپکتی ہیں آنکھیں
خموش سوزِ دروں سے سلگ رہی ہے یہ شام!

مرے مکان کے آگے ہے ایک چوڑی صحن وسیع
کبھی وہ ہنستی نظر آتی ہے کبھی وہ اُداس
اسی کے بیچ میں ہے ایک پیڑ پیپل کا
سُنا ہے میں نے بزرگوں سے یہ کہ عمر اس کی
جو کچھ نہ ہوگی تو ہوگی قریب چھیانوے سال

چھڑی تھی ہند میں جب پہلی جنگ آزادی
جسے دبانے کے بعد اُس کو غدر کہنے لگے
یہ اہلِ ہند بھی ہوتے ہیں کس قدر معصوم
وہ دار و گیر وہ آزادیِ وطن کی جنگ
وطن سے تھی کہ غنیمِ وطن سے غدّاری
بپھر گئے تھے ہمارے وطن کے پیر و جواں
دیارِ ہند میں رن پڑ گیا تھا چار طرف
اُسی زمانے میں کہتے ہیں میرے دادا نے
جب ارضِ ہند سنچی خون سے سپوتوں کے
میانِ صحن لگایا تھا لا کے اِک پودا

www.urduchannel.in

جو آب و آتش و خاک و ہوا سے پلتا ہوا
خود اپنے قد سے بجوشِ نمو نکلتا ہوا
فسونِ روحِ نباتی رگوں میں چلتا ہوا
نگاہِ شوق کے سانچوں میں روز ڈھلتا ہوا
سنا ہے راویوں سے دیدنی تھی اُس کی اٹھان
ہر اک کے دیکھتے ہی دیکھتے چڑھا پروان
وہی ہے آج یہ چھتنار پیڑ پیپل کا
وہ ٹہنیوں کے کمنڈل لیے جٹا دھاری
زمانہ دیکھے ہوئے ہے یہ پیڑ بچپن سے
رہی ہے اس کے لیے داخلی کشش مجھ میں
رہا ہوں دیکھتا چپ چاپ دیر تک اُس کو
میں کھو گیا ہوں کئی بار اس نظارے میں
وہ اس کی گہری جڑیں تھیں کہ زندگی کی جڑیں؛
پسِ سکونِ شجر کوئی دل دھڑکتا تھا
میں دیکھتا تھا کبھی اس میں زندگی کا اُبھار
میں دیکھتا تھا اسے ہستیٔ بشر کی طرح
کبھی اُداس کبھی شادماں، کبھی گمبھیر

فضا کا سرمئی رنگ اور ہو چلا گہرا
گھلا گھلا سا فلک ہے دھواں دھواں سی ہے شام
ہے جھٹپٹا کہ کوئی اژدہا ہے مائلِ خواب
سکوتِ شام میں درماندگی کا عالم ہے
رُکی رُکی سی کسی سوچ میں ہے موجِ صبا
رُکی رُکی سی صفیں ملگجی گھٹاؤں کی
اُتار پر ہے سرِ صحن رقصِ پیپل کا
وہ کچھ نہیں ہے اب اک جنبشِ خفی کے سوا
خود اپنی کیفیتِ نیلگوں میں ہر لحظہ
یہ شام ڈوبتی جاتی ہے چھپتی جاتی ہے
حجابِ وقت سرے سے ہے بے حس و حرکت
رُکی رُکی دلِ فطرت کی دھڑکنیں یک لخت
یہ رنگِ شام کہ گردش ہی آسماں میں نہیں
بس ایک وقفۂ تاریک، لمحۂ شہلا
سما میں جنبشِ مبہم سی کچھ ہوئی فوراً
تُلی گھٹا کے تلے بھیگے بھیگے پتوں سے
ہری ہری کئی چنگاریاں سی پھوٹ پڑیں
کہ جیسے کھلتی جھپکتی ہوں بے شمار آنکھیں

www.urduchannel.in

عجب یہ آنکھ مچولی تھی نور و ظلمت کی
سہانی نرم لویں دیتے اَن گنت جگنو
گھنی سیاہ و خنک پتیوں کے جھرمٹ سے
مثالِ چادرِ شب تاب جگمگانے لگے
کہ تھرتھراتے ہوئے آنسوؤں سے ساغرِ شام
چھلک چھلک پڑے جیسے بغیر سان گمان
بطونِ شام میں ان زندہ قمقموں کی دمک
کسی کی سوئی ہوئی یاد کو جگاتی تھی

وہ بے پناہ گھٹا وہ بھری بھری برسات

وہ سین دیکھ کے آنکھیں مری بھر آتی تھیں

مری حیات نے دیکھی ہیں بیس برساتیں
مرے جنم ہی کے دن مر گئی تھی ماں میری
وہ ماں کہ شکل بھی جس ماں کی میں نہ دیکھ سکا
جو آنکھ بھر کے مجھے دیکھ بھی سکی نہ، وہ ماں

میں وہ پسر ہوں جو سمجھا نہیں کہ ماں کیا ہے
مجھے کھلائیوں اور دائیوں نے پالا تھا
وہ مجھ سے کہتی تھیں جب گھر کے آتی تھی برسات
جب آسمان میں ہر سو گھٹائیں چھاتی تھیں

بوقتِ شام جب اُڑتے تھے ہر طرف جگنو
دیئے دکھاتے ہیں یہ بھولی بھٹکی روحوں کو
مزہ بھی آتا تھا مجھ کو کچھ اُن کی باتوں میں
میں ان کی باتوں میں رہ رہ کے کھو بھی جاتا تھا
پر اُس کے ساتھ ہی دل میں کسک سی ہوتی تھی
کبھی کبھی یہ کسک ہوک بن کے اُٹھتی تھی
یتیم دل کو مرے یہ خیال ہوتا تھا
یہ شام مجھ کو بنا دیتی کاش اک جگنو
تو ماں کی بھٹکی ہوئی روح کو دکھاتا راہ
کہاں کہاں وہ بچاری بھٹک رہی ہوگی
کہاں کہاں مری خاطر بھٹک رہی ہوگی
یہ سوچ کر مری حالت عجیب ہو جاتی
پلک کی اوٹ میں جگنو چمکنے لگتے تھے
کبھی کبھی تو مری ہچکیاں سی بندھ جاتیں
کہ ماں کے پاس کسی طرح میں پہنچ جاؤں
اور اس کو راہ دکھاتا ہوا میں گھر لاؤں
دکھاؤں اپنے کھلونے دکھاؤں اپنی کتاب
کہوں کہ پڑھ کے سنا تو مری کتاب مجھے

www.urduchannel.in

پھر اس کے بعد دکھاؤں اُسے میں وہ کاپی
کہ ٹیڑھی میڑھی لکیریں بنی تھیں کچھ جس میں
یہ حرف تھے جنھیں میں نے لکھا تھا پہلے پہل
دکھاؤں پھر اسے آنگن میں وہ گلاب کی بیل
سُنا ہے جس کو اُسی نے کبھی لگایا تھا
یہ جب کی بات ہے جب میری عمر ہی کیا تھی
نظر سے گزری تھیں کل چار پانچ برساتیں

گزر رہے تھے مہ و سال اور موسم پر
ہمارے شہر میں آتی تھی گھر کے جب برسات
جب آسمان میں اُڑتے تھے ہر طرف جگنو
ہوا کی موجِ رواں پر دیے جلائے ہوئے
فضا میں رات گئے جب درخت پیپل کا!
ہزاروں جگنوؤں سے کوہ طور بنتا تھا

ہزاروں وادیِ ایمن تھیں جس کی شاخوں میں
یہ دیکھ کر مرے دل میں یہ ہوک اٹھتی تھی
کہ میں بھی ہوتا انھیں جگنوؤں میں اک جگنو
تو ماں کی بھٹکی ہوئی روح کو دکھاتا راہ

وہ ماں میں جس کی محبت کے پھول چن نہ سکا
وہ ماں میں جس سے محبت کے بول سُن نہ سکا
وہ ماں کہ بھینچ کے جس کو کبھی میں سو نہ سکا
میں جس کے آنچلوں میں منھ چھپا کے رو نہ سکا
وہ ماں کہ گھٹنوں سے جس کے کبھی لپٹ نہ سکا
وہ ماں کہ سینے سے جس کے کبھی چمٹ نہ سکا
ہمک کے گود میں جس کی کبھی میں چڑھ نہ سکا
میں زیرِ سایۂ اُمید جس کے بڑھ نہ سکا
وہ ماں میں جس سے شرارت کی داد پا نہ سکا
میں جس کے ہاتھوں محبت کی مار کھا نہ سکا

سنوارا جس نے نہ میرے جھنڈولے بالوں کو
بسا سکی نہ جو ہونٹوں سے سُونے گالوں کو
جو میری آنکھوں میں آنکھیں کبھی نہ ڈال سکی
نہ اپنے ہاتھوں سے مجھ کو کبھی اچھال سکی
وہ ماں جو کوئی کہانی مجھے سُنا نہ سکی
مجھے سلانے کو جو لوریاں بھی گا نہ سکی
وہ ماں جو دودھ بھی اپنا مجھے پلا نہ سکی
وہ ماں جو ہاتھ سے اپنے مجھے کھلا نہ سکی

www.urduchannel.in

وہ ماں گلے سے مجھے جو کبھی لگا نہ سکی
وہ ماں جو دیکھتے ہی مجھ کو مسکرا نہ سکی
کبھی جو مجھ سے مٹھائی چھپا کے رکھ نہ سکی
کبھی جو مجھ سے دہی بھی بچا کے رکھ نہ سکی
میں جس کے ہاتھ میں کچھ دیکھ کر ڈہک نہ سکا
ٹپک پٹک کے کبھی پاؤں میں ٹھنک نہ سکا

کبھی نہ کھینچا شرارت سے جس کا آنچل بھی
رچا سکی مری آنکھوں میں جو نہ کاجل بھی
وہ ماں جو میرے لیے تتلیاں پکڑ نہ سکی
جو بھاگتے ہوئے بازو مرے جکڑ نہ سکی
بڑھایا پیار کبھی کر کے پیار میں نہ کمی
جو منہ بنا کے کسی دن نہ مجھ سے روٹھ سکی
جو یہ بھی کہہ نہ سکی جا نہ بولوں گی تجھ سے
جو ایک بار خفا بھی نہ ہو سکی مجھ سے
وہ جس کو جوٹھا لگا منہ کبھی دکھا نہ سکا
کثافتوں پہ مری جس کو پیار آ نہ سکا
جو مٹی کھانے پہ مجھ کو کبھی نہ پیٹ سکی
نہ ہاتھ تھام کے مجھ کو کبھی گھسیٹ سکی

وہ ماں جو گفتگو کی رو میں سن کے میری بڑ
کبھی جو پیار سے مجھ کو نہ سکی گھامڑ
شرارتوں سے مری جو کبھی الجھ نہ سکی
حماقتوں کا مری فلسفہ سمجھ نہ سکی
وہ ماں کبھی جسے چونکانے کو میں لک نہ سکا
میں راہ چھینکنے کو جس کے آگے رک نہ سکا
جو اپنے ہاتھ سے بہروپ میرے بھر نہ سکی
جو اپنی آنکھوں کو آئینہ میرا کر نہ سکی
گلے میں ڈالی نہ باہوں کی پھول مالا بھی
نہ دل میں لوحِ جبیں سے کیا اجالا بھی
وہ ماں کبھی جو مجھے بدھیاں پنہا نہ سکی
کبھی مجھے نئے کپڑوں سے جو سجا نہ سکی
وہ ماں نہ جس سے لڑکپن کے جھوٹ بول سکا
نہ جس کے دل کے در ان کنجیوں سے کھول سکا
وہ ماں میں پیسے بھی جس کے کبھی چرا نہ سکا
سزا سے بچنے کو جھوٹی قسم بھی کھا نہ سکا

وہ ماں کہ آیتِ رحمت ہے جس کی چین جبیں
وہ ماں کہ ہاں کو بھی ہوتی ہے بڑھ کے جس کی نہیں

www.urduchannel.in

دمِ عتاب جو بنتی فرشتہ رحمت کا
جو راگ چھیڑتی جھنجھلا کے بھی محبت کا
وہ ماں کہ گھرکیاں بھی جس کی گیت بن جائیں
وہ ماں کہ جھڑکیاں بھی جس کی پھول ہی برسائیں
وہ ماں ہم اس سے جو دم بھر کو دشمنی کر لیں
تو یہ نہ کہہ سکے اب آؤ دوستی کر لیں
کبھی جو سن نہ سکی میری توتلی باتیں
جو دے سکی نہ کبھی تھپڑوں کی سوغاتیں
وہ ماں بہت سے کھلونے جو مجھ کو دے نہ سکی
خراجِ سرخوشیِ سرمدی جو لے نہ سکی
وہ ماں میں جس سے لڑائی کبھی نہ ٹھان سکا
وہ ماں میں جس پہ کبھی مٹھیاں نہ تان سکا

وہ میری ماں میں کبھی جس کی پیٹھ پر نہ چڑھا
وہ میری ماں کبھی کچھ جس کے کان میں نہ کہا
وہ ماں کبھی جو مجھے کردھنی پنہا نہ سکی
جو تال ہاتھ سے دے کر مجھے نچا نہ سکی
جو میرے ہاتھ سے اک دن دوا بھی پی نہ سکی
کہ مجھ کو زندگی دینے میں جان ہی دے دی

وہ ماں نہ دیکھ سکا زندگی میں جس کی چاہ
اسی کی بھٹکی ہوئی روح کو دکھاتا راہ

یہ سوچ سوچ کے آنکھیں مری بھر آتی تھیں
تو جا کے سونے بچھونے پہ لیٹ رہتا تھا
کسی سے گھر میں نہ راز اپنے دل کے کہتا تھا
یتیم تھی مری دنیا، یتیم میری حیات
یتیم شام و سحر تھی، یتیم تھے شب و روز
یتیم میری پڑھائی تھی میرے کھیل یتیم
یتیم میری مسرت تھی میرا غم بھی یتیم
یتیم آنسوؤں سے تکیہ بھیگ جاتا تھا
کسی سے گھر میں نہ کہتا تھا اپنے دل کا بھید
ہر اک سے دور اکیلا اداس رہتا تھا
کسی شمائلِ نادیدہ کو میں تکتا تھا
میں ایک وحشتِ بے نام سے ترستا تھا
گزر رہے تھے مہ و سال اور موسم پر
اسی طرح کئی برسائیں آئیں اور گئیں
میں رفتہ رفتہ پہنچنے لگا بہ سنِ شعور
تو جگنوؤں کی حقیقت سمجھ میں آنے لگی

www.urduchannel.in

اب ان کھلائیوں اور دائیوں کی باتوں پہ
مرا یقیں نہ رہا مجھ پہ ہو گیا ظاہر
کہ بھٹکی روحوں کو جگنو نہیں دکھاتے چراغ
وہ من گھڑت سی کہانی تھی اک زمانہ تھا
وہ بے پڑھی لکھی کچھ عورتوں کی تھی کیوں اس
بھٹکتی روحوں کو جگنو نہیں دکھاتے چراغ
یہ کھل گیا مرے بہلانے کو تھیں یہ باتیں
مرا یقیں نہ رہا ان فضول قصوں پر —

ہمارے شہر میں آتی ہیں اب بھی برساتیں
ہمارے شہر پہ اب بھی گھٹائیں چھاتی ہیں
ہنوز بھیگی ہوئی سرمئی فضاؤں میں
خطوط نور بناتی ہیں جگنوؤں کی صفیں
فضائے تیرہ میں اڑتی ہوئی یہ قندیلیں
مگر میں جان چکا ہوں اسے بڑا ہو کر
کسی کی روح کو جگنو نہیں دکھاتے راہ
کہا گیا تھا جو بچپن میں مجھ سے جھوٹ تھا سب

مگر کبھی کبھی حسرت سے دل میں کہتا ہوں

یہ جانتے ہوئے جگنو نہیں دکھاتے چراغ
کسی کی بھٹکی ہوئی روح کو — مگر پھر بھی
وہ جھوٹ ہی سہی کتنا حسین جھوٹ تھا وہ
جو مجھ سے چھین لیا عمر کے تقاضے نے

میں کیا بتاؤں وہ کتنی حسین دنیا تھی
جو بڑھتی عمر کے ہاتھوں نے چھین لی مجھ سے
سمجھ سکے کوئی اے کاش عہد طفلی کو
جہاں دکھتا مٹی کے ایک ریزے کو
نمود رنگ و نمو رو میں دیکھتا جنت
کرے نظارہ کو ذہن اک گھروندے میں

اٹھا کے رکھ لے خدائی کو جو ہتھیلی پر
کرے دوام کو جو قید ایک لمحے میں
سنا ہو وہ قادر مطلق ہے ایک ننھی سی جان
خدا بھی سجدے میں جھک جائے سامنے اس کے

یہ عقل و فہم بڑی چیز ہیں مجھے تسلیم
مگر لگا نہیں سکتے ہم اس کا اندازہ

www.urduchannel.in

کہ آدمی کو یہ پڑتی ہیں کس قدر مہنگی
اک ایک کر کے وہ طفلی کے ہر خیال کی موت
بلوغِ سن میں وہ صدمے نئے خیالوں کے
نئے عیال کا دھچکا نئے خیال کی ٹیس
نئے تصوروں کا کرب، وہ ماں، کہ حیات
تمام زخمِ نہاں ہے تمام نشتر ہے
یہ چوٹ کھا کے سنبھلنا محال ہوتا ہے

سکوتِ رات کا جس وقت چھیڑتا ہے ستار
کبھی کبھی تری پائل کی آتی ہے جھنکار
تو میری آنکھوں سے موتی برسنے لگتے ہیں
اندھیری رات کے پرچھاویں رینگنے لگتے ہیں
میں جگنو بن کے تو تجھ تک پہنچ نہیں سکتا
جو تجھ سے ہو سکے اے ماں تو وہ طریقہ بتا
تو جس کو پا لے وہ کاغذ اچھال دوں کیسے
یہ نظم میں ترے قدموں میں ڈال دوں کیسے

نوائے درد سے کچھ جی تو ہو گیا ہلکا

مگر جب آتی ہے برسات کیا کروں اس کو
جب آسمان میں اڑتے ہیں ہر طرف جگنو
شراب نور لیے سبز آبگینوں میں

کنول جلاتے ہوئے ظلمتوں کے سینوں میں
جب ان کی تابشِ بے ساختہ سے پیپل کا
درخت سروِ چراغاں کو مات کرتا ہے
نہ جانے کس لیے آنکھیں مری بھر آتی ہیں

www.urduchannel.in

پرچھائیاں

(۱)

یہ شام اک آئینۂ نیلگوں، یہ نم، یہ مہک
یہ منظروں کی جھلک، کھیت، باغ، دریا، گاؤں
وہ کچھ سلگتے ہوئے، کچھ سلگنے والے الاؤ
سیاہیوں کا دبے پاؤں آسماں سے نزول
لٹوں کو کھول دے جس طرح شام کی دیوی
پرانے وقت کے برگد کی یہ اداس جٹائیں
قریب و دور یہ گودھول کی ابھرتی گھٹائیں
یہ کائنات کا ٹھہراؤ، یہ اتھاہ سکوت
یہ نیم تیرہ فضا روزِ گرم کا تابوت
دھواں دھواں سی زمیں ہے گھلا گھلا سا فلک

۱؎ گودھول۔ چراگاہوں سے پلٹتے ہوئے مویشی کی چالوں سے اڑتی ہوئی گرد

(۲)

یہ چاندنی، یہ ہوائیں، یہ شاخِ گل کی لچک
یہ دورِ بادہ، یہ سازِ خموشِ فطرت کے
سنائی دینے لگی جگمگاتے سینوں میں
دلوں کے نازک و شفاف آبگینوں میں
ترے خیال کی پڑتی ہوئی کرن کی کھنک

(۳)

یہ رات، چھنتی ہواؤں کی سوندھی سوندھی مہک
یہ کھیت کرتی ہوئی چاندنی کی نرم دمک
سگندھ رات کی رانی کی جب مچلتی ہے
فضا میں روحِ طرب کروٹیں بدلتی ہے
یہ روپ سر سے قدم تک حسین جیسے گناہ
یہ عارضوں کی دمک، یہ فسونِ چشمِ سیاہ
یہ دھج نہ دے جو اجنتا کی صنعتوں کو پناہ
یہ سینہ پڑ ہی گئی دیولوک کی بھی نگاہ
یہ سرزمین ہے آکاش کی پرستش گاہ
اتارتے ہیں تری آرتی ستارہ و ماہ
سجل بدن کی بیاں کس طرح ہو کیفیت
سرسوتی کے بجاتے ہوئے ستار کی گت

۱؎ رات کی رانی یا رات رانی ایک خوشبودار پودے کا نام جس کے پھول رات کو کھلتے اور بہت نرم خوشبو دیتے ہیں۔
۲؎ دیولوک۔ دیوتاؤں کی دنیا، عالمِ قدس
۳؎ سرسوتی حفظ سری (؟) علوم و فنون کی دیوی

www.urduchannel.in

جمالِ یار ترے گلستاں کی رہ رہ کے
جبینِ ناز تری کہکشاں کی رہ رہ کے
دلوں میں آئینہ در آئینہ سہانی جھلک

(۴)

یہ چھب یہ روپ یہ جوبن یہ سج یہ دھج یہ لہک
چمکتے تاروں کی کرنوں کی نرم نرم پھوار
یہ رسمساتے بدن کا اٹھان اور یہ ابھار
فضا کے آئینہ میں جیسے لہلہائے بہار
یہ بے قرار یہ بے اختیار جوشِ نمود
کہ جیسے نور کا فوارہ ہو شفق آلود
یہ جلوے پیکرِ شب تاب کے یہ بزمِ شہود
یہ مستیاں کہ مئے صاف و دُرد سب بے بود
خجل ہو لعلِ یمن عضو عضو کی وہ ڈلک

(۵)

بس اک ستارۂ شنگرف کی جبیں پہ جھلک
وہ چال جس سے لبالب گلابیاں چھلکیں
سکوں نما خمِ ابرو یہ ادھ کھلی پلکیں
ہر اک نگاہ سے ایمن کی بجلیاں لپکیں
یہ آنکھ جس میں کئی آسماں دکھائی پڑیں

اڑا دیں ہوش وہ کانوں کی سادہ سادہ لویں
گھٹائیں وجد میں آئیں یہ گیسوؤں کی لٹک

(۶)

یہ کیف و رنگ نظارہ یہ بجلیوں کی لپک
کہ جیسے کرشن سے رادھا کی آنکھ اشارے کرے
وہ شوخ اشارے کہ ربانیت بھی جائے جھپک
جمال سر سے قدم تک تمام شعلہ ہے
سکون و جنبش و رم تک تمام شعلہ ہے
مگر وہ شعلہ کہ آنکھوں میں ڈال دے ٹھنڈک

(۷)

یہ رات! نیند میں ڈوبے ہوئے سے ہیں دیپک
فضا میں بجھ گئے اُڑ اُڑ کے جگنوؤں کے شرار
کچھ اور تاروں کی آنکھوں کا بڑھ چلا ہے خمار
فسردہ چھٹکی ہوئی چاندنی کا دھندلا غبار
یہ بھیگی بھیگی اداہٹ، یہ بھیگا بھیگا نور
کہ جیسے چشمۂ ظلمات میں جلے کافور
یہ ڈھلتی رات! ستاروں کے قلب کا یہ گداز
خنک فضا میں ترا شبنمی تبسم ناز
جھلک جمال کی تعبیرِ خواب آئینہ ساز
جہاں سے جسم کو دیکھیں تمام ناز و نیاز

www.urduchannel.in

جہاں نگاہ ٹھہر جائے راز اندر راز
سکوتِ نیم شبی، لہلہے بدن کا نکھار
کہ جیسے نیند کی وادی میں جاگتا سنسار

ہے بزمِ ماہ کہ پرچھائیوں کی بستی ہے
فضا کی اوٹ سے وہ خامشی برستی ہے
کہ بوند بوند سے پیدا ہو گوش و دل میں کھنک

(۸)

کسی خیال میں ہے غرق چاندنی کی چمک
ہوائیں نیند کے کھیتوں سے جیسے آتی ہوں
حیات و موت میں سرگوشیاں سی ہوتی ہیں
کروڑوں سال کے جاگے ستارے نم دیدہ
سیاہ گیسوؤں کے سانپ نیم خوابیدہ
یہ پچھلی رات، یہ رگ رگ میں نرم نرم کسک

آدھی رات

(۱)

سیاہ پیڑ ہیں اب آپ اپنی پرچھائیں
زمیں سے تا مہ و انجم سکوت کے مینار
جدھر نگاہ کریں اک اتھاہ گم شدگی
اک ایک کرکے فسردہ چراغوں کی پلکیں
جھپک گئیں — جو کھلی ہیں جھپکنے والی ہیں
جھلک رہا ہے پڑا چاندنی کے درپن میں
رسیلے کیف بھرے منظروں کا جاگتا خواب
— فلک پہ تاروں کو پہلی جماہیاں آئیں

(۲)

تمولیوں کی دوکانیں کہیں کہیں ہیں کھلی
کچھ اونگھتی ہوئی بڑھتی ہیں شاہراہوں پر

www.urduchannel.in

سواریوں کے بڑے گھنگھروؤں کی جھنکاریں
کھڑا ہے اوس میں چپ چاپ ہرسنگار کا پیڑ
دلہن ہو جیسے حیا کی سگندھ سے بوجھل
یہ موج نور یہ بھرپور یہ کھلی ہوئی رات
کہ جیسے کھلتا چلا جائے اک سفید کنول
سپاہ روس ہے اب کتنی دور برلن سے؟
جگا رہا ہے کوئی آدھی رات کا جادو —
چھلک رہی ہے خم غیب سے شراب وجود
فضائے نیم شبی نرگس خمار آلود
کنول کی چٹکیوں میں بند ہے ندی کا سہاگ

(۳)

یہ رس کا سیج، یہ سکمار یہ سکومل گات
نین کمل کی جھپک کام روپ کا جادو
یہ رسمسائی پلک کی گھنی گھنی پرچھائیں
فلک پہ بکھرے ہوئے چاند اور ستاروں کی
چمکتی انگلیوں سے چھڑ کے ساز فطرت کے
ترانے جاگنے والے ہیں تم بھی جاگ اٹھو

(۴)

شعاع مہر نے یوں ان کو چوم چوم لیا
ندی کے بیچ کمدنی کے پھول کھل اٹھے
نہ مفلسی ہو تو کتنی حسین ہے دنیا —
یہ جھائیں جھائیں سی رہ رہ کے ایک جھینگر کی
حنا کی ٹٹیوں میں نرم سرسراہٹ سی
فضا کے سینے میں خاموش سنسناہٹ سی
لٹوں میں رات کی دیوی کی تھرتھراہٹ سی
یہ کائنات اب اک نیند لے چکی ہوگی

(۵)

یہ محو خواب ہیں رنگین مچھلیاں تہ آب
کہ حوض صحن میں اب ان کی چشمکیں بھی نہیں
یہ سرنگوں ہیں سر شاخ پھول گڑہل کے
کہ جیسے بے بجھے انگارے ٹھنڈے پڑ جائیں
یہ چاندنی ہے کہ امڈا ہوا ہے رس ساگر
اک آدمی ہے کہ اتنا دکھی ہے دنیا میں

(۶)

قریب چاند کے منڈلا رہی ہے اک چڑیا
بھنور میں نور کے کروٹ سے جیسے ناؤ چلے

www.urduchannel.in

کہ جیسے سینۂ شاعر میں کوئی خواب پلے
وہ خواب سانچے میں جس کے نئی حیات ڈھلے
وہ خواب جس سے پرانا نظامِ غم بدلے
کہاں سے آتی ہے مدماتی لتا کی لپٹ
کہ جیسے سیکڑوں پریاں گلابیاں چھلکائیں
کہ جیسے سیکڑوں بن دیویوں نے جھولے پر
ادائے خاص سے اک ساتھ بال کھول دیے
لگے ہیں کان ستاروں کے جس کی آہٹ پر
اس انقلاب کی کوئی خبر نہیں آتی
دلِ نجوم دھڑکتے ہیں کان بجتے ہیں

(۷)

یہ سانس لیتی ہوئی کائنات، یہ شبِ ماہ
یہ پُرسکوں یہ پُراسرار یہ اُداس سماں
یہ نرم نرم ہواؤں کے نیلگوں جھونکے
فضا کی اوٹ میں مُردوں کی گنگناہٹ ہے
یہ رات موت کی بے رنگ مسکراہٹ ہے
دھواں دھواں سے مناظر تمام نم دیدہ
خنک دھندلکے کی آنکھیں بھی نیم خوابیدہ
ستارے ہیں کہ جہاں پر ہے آنسوؤں کا کفن

حیات پردۂ شب میں بدلتی ہے پہلو
کچھ اور جاگ اٹھا آدھی رات کا جادو
زمانہ کتنا لڑائی کو رہ گیا ہوگا!
مرے خیال میں اب ایک بج رہا ہوگا!

(۸)

گلوں نے چادرِ شبنم سے منھ لپیٹ لیا
لبوں پہ سو گئی کلیوں کی مسکراہٹ بھی
ذرا بھی سنبلِ تر کی لٹیں نہیں ہلتیں
سکوتِ نیم شبی کی حدیں نہیں ملتیں

اب انقلاب میں شاید زیادہ دیر نہیں
گزر رہے ہیں کئی کارواں دھندلکے میں
سکوتِ نیم شبی ہے انہیں کے پاؤں کی چاپ
کچھ اور جاگ اٹھا آدھی رات کا جادو

(۹)

نئی زمین، نیا آسماں، نئی دنیا
نئے ستارے، نئی گردشیں، نئے دن رات
زمیں سے تابہ فلک انتظار کا عالم
فضائے زرد میں، دھندلے غبار کا عالم
حیات موت نما انتظار کا عالم

www.urduchannel.in

ہے موجِ دود کہ دھندلی فضا کی نبضیں ہیں
تمام خستگی و ماندگی یہ دورِ حیات
تھکے تھکے سے یہ تارے تھکی تھکی سی یہ رات
یہ سرد سرد یہ بے جان پھیکی پھیکی چمک
نظامِ ثانیہ کی موت کا پسینہ ہے[1]
خود اپنے آپ میں یہ کائنات ڈوب گئی
خود اپنی کوکھ سے پھر جگمگا کے ابھرے گی
بدل کے کینچلی جس طرح ناگ لہرائے

(۱۰)

خنک فضاؤں میں رقصاں ہیں چاندنی کرنیں
کہ آبگینوں پہ پڑتی ہے نرم نرم پھوار
یہ موجِ غفلتِ معصوم یہ خمارِ بدن
یہ سانس نیند میں ڈوبی یہ آنکھ مدماتی
اب آؤ میرے کلیجے سے لگ کے سو جاؤ
یہ پلکیں بند کرو اور مجھ میں کھو جاؤ

[1] پہلا نظام جاگیرداری، دوسرا نظام سرمایہ داری، تیسرا نظام اشتراکیت (فراق)

لسان العصر اکبر الٰہ آبادی

اکبر کی شاعری آدھی صدی تک دیس بھر میں گونجتی رہی ہے۔ اُن کے بہت سے خیالات اور عقیدے ایسے تھے جن سے اختلاف ممکن ہے کیونکہ اکبر کو قدامت پرست اور رجعت پرست بھی لوگوں نے کہا ہے لیکن اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وطن پرستی اُن میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔۔۔ وہ ہماری تہذیبی یکجہتی اور متحدہ قومیت کے علمبردار تھے ——— فراق

ترے کلام میں تھی گدگدی بھی نشتر بھی — کبھی وطن کو ہنسایا کبھی اداس کیا
تمدن کے ساز میں وہ درد بھر دیا تو نے — وطن کو اپنے ترانوں سے خود شناس کیا

یہ داغِ راہ نہ کوئی نہ کوئی بانگِ جرس — ہمیں خبر ہی نہ تھی ہم کہاں تھے اے اکبر
پکارا اقبال کوئی چلتے پھرتے مردوں کو — ہم آدمی نہ تھے کٹھ پتلیاں تھے اے اکبر

---

www.urduchannel.in

ہزاروں عالم دیں تھے بہت سے مبلغ قوم
خدا کے بندوں کے تھے سب دکھاوے کے چھل بل
نہ کی چرب زبانی نہ چٹکیاں تیری
تجھے مذاق نے ہم کو دیا پیام عمل

کچھ ایسا وقت پڑا تھا کہ چند اکابر ہند
وطن کو بیچ دیں حب وطن کے پردے میں
ترا ہی کام تھا افشائے راز کر دینا
دلوں کا چور نکالا سخن کے پردے میں

ادھر تھے وعدہ و پیماں وفا کی سوگندیں
ادھر بھی خیر سے حاکم کا فیض تھا جاری
اچانک ایسے میں دو ٹوک بات تو نے کہی
خطاب و جاہ و مراتب نثار خودداری

ہزاروں انجمن آرائیوں کی ہلچل میں
ہنوز کانوں میں گونجی ہوئی ہے تیری پکار
کہ جلسوں اور تحریکوں کے دھوکے میں نہ آ
یہ طمطراق ہے بیداری غلط: ہشیار!

وہ ابتدا میں کے چلنا وہ پاؤں میں زنجیر
نثار قوم کے اندر نہ خوش خرامی کے
گر یہ کہہ کے سر راہ تو نے ٹوک دیا
نہ کھا فریب ترقی نما غلامی کے

کہا کہ لاٹ کے دربار میں نہ کرسی
کہا کہ دوستو اس نقل شدہ مدد سے بچو
کہا کہ ان کی اعانت سے قوم پنپے گی
کہا کہ بھائیو انگریز کی مدد سے بچو

بہت سے کھونٹے کے بل پر اچھلتے تھے بچھڑے
ہے یہ کون آگیا اس کا نامرادی ہے
رہا نہ تجھ سے گیا اور تو پکار اٹھا
جہاں میں راز ترقی خود اعتمادی ہے

خیال تھا کہ مسلمانوں کی مصیبت کو
وطن کی عام مصیبت سے کر سکیں گے الگ
گمان تھا کہ مسلمان اس زمانے میں
ہر اک سے توڑ کے رشتہ بھی رہ سکیں گے الگ

ہر اک کو عظمت پارینہ یاد آنے لگی
گزشتہ صدیوں کی باسی کڑھی میں آیا ابال
دیار ہند بنا محشر جنوں خوانی
پڑی وہ پھوٹ لگی جوتیوں میں بٹنے دال

زمین چیخ اٹھی آسمان کانپ اٹھا
فضا میں نعرے تھے یا زلزلوں کی آہٹ تھی
ان اندھے دھوؤں کی اس زور و شور کے سب سے
جواب میں تری خاموش مسکراہٹ تھی

یہ تیری قوت جذبات کا کرشمہ تھا
وطن کا درد نظر میں رہا نمی ہو کر
بڑے سکون کے ساتھ ہی کیا ظرف تھا اکبر
جگر کی چوٹ لبوں پر رہی ہنسی ہو کر

عجیب لوگ تھے ہندو ہوں یا مسلماں ہوں
کہ بات بات میں بھلا دیتے تھے مگر
ترے سوال پہ ہر اک طرف تھا سناٹا
ہمارے دیس میں آدمی کے تھی جگر

---

www.urduchannel.in

ہر اک حریفِ چمن سے یہ قول تھا تیرا
اُچھے کے کانٹوں سے تم بوستاں بھلا دوگے
سبق پڑھوگے اگر ہندو مسلماں کا
تو یاد رکھوگے ہندوستاں بھلا دوگے

کہ چمن میں ہر وہ رنگ کا عالم
تھے فدا جس کے نغمے صدا ر توتی تھی
تھے ہزار رنگ ترانے مگر تری آواز
حیاتِ ہند کی ڈھکتی رگوں کو چھوتی تھی

اک آدھ ایسے بھی گزرے ہیں شاعرِ ملت
وہ ان کی خندہ زنی وہ طنطنہ وہ اُبھار
دل و دماغ کو جن کی نگاہ چیر گئی
مگر وہ ہند کی حد سے ہو سکے نہ دوچار

صدائے دہر گرا ان کی وہ وا لیکن
زمینِ پاک کے اشعار میں نہیں وہ باس
علوِ فکر میں ان کے نہیں کلام مگر
ذرا بھی ہند کی توہین کا نہیں احساس

یہ سوچتے تھے عجب کیا کہ قوم پستی سے
لگا کے جست کوئی کہکشاں سے جا لٹکے
یہ رنگ دیکھ کے تو بول اٹھا کہ قوم کہیں
نہ آسماں سے گر کر کھجور میں اٹکے

یہاں فریضہ و مشتری کا ذکر نہیں
ترے خیال میں وہ رفعتیں تھیں اے اکبر
جہاں جہانِ بشر میں نہیں حد فاصل
تری نگاہ میں وہ وسعتیں تھیں اے اکبر

تری نوا سے حکومت کو خوف تھا نہ کہیں
دلوں میں آگ لگا دے یہ شعلۂ عجمی

ہوا نہ وقت کے دامن نے کھول کر دی اس کو
کہ انقلاب کی چنگاریاں تھیں اس میں دبی

میں سوچتا ہوں کہاں نعرۂ بہاسی میں
جو آرزوئے محبت تری لے ساز میں ہے
کہاں وہ سخت کلامی شیخ و واعظ میں
جو تیز نشتریت تری چھیڑ چھاڑ میں ہے

کوئی بتائے کہاں فلسفے کے نکتوں میں
جو ایک راز تری شوخیٔ نگاہ میں ہے
میں پوچھتا ہوں کہاں منطقِ ارسطو میں
جو ایک بات تری طرزِ بے پناہ میں ہے

تری شگفتہ نوائی کی وہ بہارِ سخن
کہ مصرعے مصرعے میں کھلتا ہوا گلستاں تھا
کچھ آنکھ والے ہی اس کو پرکھ سکے لیکن
پسِ مزاح جو اشکوں کا شبستاں تھا

ہماری قوم نے مردوں سے شرط باندھی تھی
حیاتِ ہند کے ماتھے پہ موت کا تھا کلنگ
وہ تیز نیش اٹھی آنکھ کھل گئی جو لگا
ترے تبسمِ زہریلی کا تیکھا ڈنک

بہت سے شعلۂ سنجیدہ ہم نے دیکھے ہیں
ہزار نکتۂ نظر تیرے قہقہوں پہ نثار
چمن میں سنجیدہ ہنسی کلیوں نے خون تھوک دیا
جو گلستاں پہ پڑی تیرے چہچہوں کی سنوار
الٹ گیا ہوں ہزاروں کتابوں کے اوراق
وہ ان کی سحر نگاری وہ ان کا حسنِ بیان
مگر کہیں نہ ملا تیرا سوز و سازِ وطن
چمک اٹھا ہے تری لے میں دردِ ہندستان
نئی زمین نیا آسماں نئی دنیا
نئی ہے محفلِ ساقی نئے ہیں جام و سبو
یہ سب بھی گر لے جرعہ نوش بادۂ ہند
ہمارا لاکھ ہیں دے گیا بہت کچھ تو

www.urduchannel.in

داستانِ آدم

قرنوں کے مٹانے سے مٹے ہیں نہ مٹیں گے
آفات زمانہ سے جھکے ہیں نہ جھکیں گے
ابھرے تو دبانے سے دبے ہیں نہ دبیں گے
ہم موت کے مارے بھی مرے ہیں نہ مریں گے
ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

گردون و بر و چرخ مٹانے پہ تُلے ہیں
ابھرے ہوئے کہسار کے تیور بھی کڑے ہیں
بے درد عناصر بھی بہت بپھرے ہوئے ہیں
بن بن کے مٹے جائیں گے مٹ مٹ کے بنیں گے
ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

تاریخ و تمدن سے بہت پہلے کے ادوار
بے تیغ و سپر موت سے وہ جنگ وہ پیکار
وہ غول بیاباں وہ بہائم کئی خونخوار
ایسے ہیں جئے ہیں تو کبھی ہم نہ مریں گے
ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

وہ شام بیاباں وہ سیہ خانۂ دوراں
ہم ششدر و حیران و پریشان و ہراساں
اک دل تھا لرزتا سا چراغِ تہِ داماں
کیونکر ہم اسیرانِ ستم صبح کریں گے
ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

جو شاخ لچکتی ہے کڑکتی سی کماں ہے
جو چیز چمک جاتی ہے اک نوکِ سناں ہے
ایک ایک کرن تاروں کی ناگن کی زباں ہے
ہر لحظہ یہی خوف کہ اب کے نہ بچیں گے
ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

انسان ہے اور چار طرف وادیٔ پرخار
پُرہول مناظر کا وہ ماحول شرربار
وہ بولتے سناٹے وہ زندانِ شبِ تار
کمزور ہیں پر جبرِ مشیت سے لڑیں گے
ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

اک اجنبی سنسار کے یہ کوہ و بیاباں
دریائے شبِ تار کے اٹھتے ہوئے طوفاں
وہ اڑتے ہوئے اژدہے وہ شام غریباں
ظلمت کدۂ غیر کو مانوس کریں گے
ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

www.urduchannel.in

فیلوں کی وہ چنگھاڑ وہ شیروں کی دہاڑیں
پڑتی تھیں گھٹاٹوپ اندھیرے میں دراڑیں
روتی تھی شبِ تار کہیں مار کے دھاڑیں
انسان تو کیا ہوش فرشتوں کے اڑیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

جھکڑ وہ ہوا کے وہ فضاؤں کی ڈکاریں
صحرائے شب اور کانپتے سایوں کی قطاریں
سہمے ہوئے انساں کی وہ چیخیں وہ پکاریں
افلاک جب انسان کے قدموں پہ جھکیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

وہ گھور اندھیرا جو زمانے کو نگل جائے
وہ رات بھیانک دلِ ارجن بھی دہل جائے
وہ شور کہ محور سے زمیں چیخ کے ٹل جائے ۔
جل تھل چل اچل دشت و جبل کانپ اٹھیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

کچھ پوچھو نہ فطرت کا جو برتاؤ تھا ہم سے
ہر موڑ پہ پڑتے تھے سو کوہِ الم سے
دل کی نہ بجھی شمع کبھی دامنِ غم سے
ہستی کے نشاط اپنی مرادوں سے پلیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

روشن تھا اسی شمع سے راتوں کا اندھیرا
جاگ اٹھتے تھے جب غاروں میں ہنستا تھا سویرا
افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را
قدرت کے ہر اک جور پہ ہم خوب ہنسیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

اے روحِ زمیں روحِ زماں روحِ مکاں خیز
اے جانِ جہاں جانِ جہان جانِ جہاں خیز
از خوابِ گراں خوابِ گراں خوابِ گراں خیز
ہم شاہدِ تاریخ کو بیدار کریں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

جب دشت نوردی کے منازل سے گزر آئے
گر خانہ بدوشی کو زراعت کے سکھائے
پُر امن سکونت کے نئے گاؤں بسائے
کل اپنے ہی قدموں کے تلے شہر اگیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

کھیتوں کو سنوارا تو سنورتے گئے خود بھی
فصلوں کو ابھارا تو ابھرتے گئے خود بھی
فطرت کو نکھارا تو نکھرتے گئے خود بھی
نت اپنے بنائے ہوئے سانچوں میں ڈھلیں گے

www.urduchannel.in

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

بے فیضیٔ فطرت کا نہ رونا ہے نہ دھونا
مٹی کی زمیں بھی تو اُگلنے لگی سونا
سوئی ہوئی دھرتی کو ہے کچھ اور ہی ہونا
منزل کو جگادیں گے جہاں پاؤں دھریں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

ان وادیوں کو جن میں نہیں بارشِ رحمت
ان گھاٹیوں کو جن میں اٹے گردِ کدورت
ان کھاڑیوں کو جن میں نہیں بوئے لطافت
ہم اہلِ زمیں رشکِ فردوس کریں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

اب وقت کے سینے میں چٹکنے لگیں کلیاں
اب رنگ پہ آئے ہیں فضاؤں کے گلستاں
شبنم کی کھنک، گل کی دمک، صوتِ ہزاراں
ہم خود ہی گل و بلبل و صبا بنیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

القصہ زمانے کو پڑی اس کی ضرورت
بٹ جائے کئی طبقوں میں انسان کی ملت
تہذیب بڑھے اس لئے وہ جن کی ہے کثرت

گردن پہ جو بارِ غلامی کا دھریں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

طبقوں کا وہ ٹکراؤ، مفادوں کا وہ تصادم
وہ شاہدِ تاریخ کے سینے کا تلاطم
آنکھوں میں وہ کچھ اشک وہ ہونٹوں پہ تبسم
تفریق و تفاوت سے بہت کام بنیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

تہذیب کو پروان چڑھایا ہے ہمیں نے
تاریخ کو ہر درس پڑھایا ہے ہمیں نے
سیاروں کی گردش کو بڑھایا ہے ہمیں نے
اب شمس و قمر اپنے اشاروں پہ چلیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

ویران کو ذی شان بنایا ہے ہمیں نے
دھرتی کو پرستان بنایا ہے ہمیں نے
انسان کو انسان بنایا ہے ہمیں نے
کیا کیا نہ کیا عشق میں کیا کیا نہ کریں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

سو رنگ سے دنیا کو ہم آباد کریں گے

www.urduchannel.in

دنیا میں ہیں کنگال بھی اور اہلِ دُوَل بھی
ہے تاک میں دونوں ہی کے صیادِ اجل بھی
دنیا کا ہے یہ رنگ تو کیا راج محل بھی
راتوں کو کبھی وحشت سے منہ موڑ جئیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

یونان کی مٹتی ہوئی عظمت کا زمانہ
کچھ روز میں ہو جائے گا اک خواب فسانہ
جب موت کا وہ ڈھونڈ رہی ہوگی بہانہ
ایتھنز کے زندان میں ہم زہر پئیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

جب روم کی تہذیب زمانے میں تپے گی
جب سینۂ جمہور میں اک آگ لگے گی
جب دیکھیں گے اس آگ سے دنیا نہ بچے گی
دہوں سے پکاریں گے صلیبوں پہ چڑھیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

بدلیں گے جب ہیں نئے تمدن کے قرینے
سُن کر نئی آواز دھڑکتے ہوئے سینے
تاب اس کی نہ لائیں گے تو مکے سے مدینے
اک مصلحتِ غیب سے ہجرت بھی کریں گے

ہر گام پہ دنیا نئی ایجاد کریں گے
ہم اس کو سہاگن کی طرح شاد کریں گے
دھرتی کی ہیں اجڑی ہوئی مانگ بھریں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

سانچی کے وہ فن کار اجنتا کے قلم کار
وہ تاج محل حسن کا وہ جادوئے بیدار
عہدِ قطب الدین کا فلک بوس وہ مینار
دنیا کو اک آئینۂ تہذیب کریں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

اجداد ہمارے تھے سدھائے جو قدم کو
ہیں اب بھی بنائے ہوئے ماضی کے بھرم کو
افریقہ میں ایران میں یا چین میں ہم کو
ڈھونڈو گے تو اجڑے ہوئے کھنڈروں میں ملیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

جب مصر کی تہذیب پہ منڈلائے گی ظلمت
ساتھ اپنے چلی جائے گی اہرام کی حرمت
ہم ابنِ براہیم بصد کلفت و حسرت
جب نیل کی وادی کی زمیں چھوڑ چلیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

www.urduchannel.in

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

آندھی کی طرح اٹھیں گے ساسانی و تاتار
تو گھوڑوں کی ٹاپوں سے اڑا دیں گے وہ کہسار
لگ جائیں گے ہر چار طرف لاشوں کے انبار
سو رنگ سے ہم قاتل و مقتول بنیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

جاگیر کے یہ دور تھے گہوارۂ تہذیب
سامنتی زمانے کے وہ آئین و اسالیب
حکمت حکماء کی علماء کی بھی وہ تادیب
یہ باب اہم زینت تاریخ بنیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

ادوار غلامی تھے یہ کس شان کے اے دوست
سو طرح سے تھے رب بنتے رہے اے دوست
سامنت بھی کمزور سے اب پڑ چلے اے دوست
سرمایہ کے دنیا میں علمدار بڑھیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

نکلا جو یہ بیڑا تو ممالک، بر اعظم
آتے گئے سب زد میں مچا ہر طرف اُودھم
یہ صاحب سرمایہ ہیں وہ فاتح عالم
آزادیٔ اقوام کی سیتا جو ہریں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

اب چین، عرب، ہند، حبش، خطۂ ایران
تپتے ہوئے افریقہ کے وہ شہر و بیابان
جولانگہ سرمایہ بنیں گے — یہ رجز خواں
سالاریٔ اقوام کا دعویٰ بھی کریں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

فتنے یہ جگا دیں گے جہاں پاؤں دھریں گے
یہ جبر قدم باغ جہاں روند چلیں گے
آئے تو یہ جانے کا کبھی نام لیں گے
یہ ماں داں آپ کے مہمان بنیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

وکن ادب و علم نئی کروٹیں لیں گے
اب زیر نگیں بحر و بر و چرخ کریں گے

www.urduchannel.in

قدرت پہ فتوحاتِ بشر اور بڑھیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

ساوتی زمانے سے ہے بڑھ کر یہ زمانہ
کھلتا ہے نہاں خانۂ فطرت کا خزانہ
اب گیسوئے دوراں نہیں منت کشِ شانہ
ماضی کی نگاہوں کو یہ دن خیرہ کریں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

سائنس کے یہ معجزے ایجادوں کے یہ دور
دنیا کے سب آئینِ تمدن کے سبھی طور
بدلیں گے ابھی اور ابھی اور ابھی اور
تاریخ کی رفتار بہت تیز کریں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

پہیوں کی کھٹ کھٹ مشینوں کا وہ چلنا
وہ انجنوں کا بھٹی کے انگارے اُگلنا
وہ چمنیوں سے آگ کے فوارے اُچھلنا
دہلے گی زمیں کنگرۂ چرخ ہلیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

سرمایہ پرستوں کے سراب اونچے اٹھیں گے
اب ان کی سلامی کو مہ و مہر جھکیں گے

یہ نشۂ دولت میں سدا چور رہیں گے
ان صاحبوں کے پاؤں زمیں پر نہ پڑیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

کردیں گے ہم ایک ان کے لئے خون پسینا
ہم کام کئے جائیں گے مارے ہوئے پتا
آثار بتاتے ہیں پلٹنے کو ہے پاسا
گھورے کے بھی دن کہتے ہیں اک روز پھریں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

کل پرزوں کی رفتار میں ہے برق کی سرعت
اب دیکھتے ہی دیکھتے آئے گی یہ نوبت
سامان کی افراط خریدار کی قلت
بازار نئے ڈھونڈھنے سے بھی نہ ملیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

بازاروں کی خاطر وہ بڑی جنگ چھڑے گی
دنیا کے کئی حصوں میں اک آگ لگے گی
اس جنگ میں مزدوروں کی تقدیر کھلے گی
سرمایہ پرست اک نئی آفت میں پڑیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

www.urduchannel.in

جب سست سا پڑ جائے گا توپوں کا دھاکا
ساحل کے قریب آئے گا جب جنگ کا بیڑا
لینن کے ہاتھوں سے پلٹ جائے گی کایا
اب نام و نشان زار کے مٹی میں ملیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

ہم اب اُفق روس سے ہوتے ہیں نمایاں
دنیا کے لئے ہے یہ نئی صبح بہاراں
اب اک نئی تہذیب ہے جلوہ دہ دوراں
تاریخ و تمدن کے نئے باب کھلیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

انسان کی وحدت کبھی طبقوں میں بٹی تھی
تا دیر یہ تقسیم رہی شرط ترقی
سائنس نے اب اس کی ضرورت ہی مٹا دی
اس دور میں سب چھوٹے بڑے ایک بنیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

جب روس کے مطلع سے ہوا نور کا تڑکا
سرمایہ پرستی کا چراغ اور بھی بھڑکا
ہٹلر کا گرجنا ہے کہ بجلی کا ہے کڑکا
سن کر بر اعظم بھی جسے کانپ اٹھیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

وہ جنگ پھر اس دور میں ہو جائے گی برپا
تاریخ بشر یاد نہ آ جائے تو کہنا
ایام جوانی میں تجھے دودھ چھٹی کا
یہ کہتے ہوئے آگ میں ہم کود پڑیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

افلاک کی تدبیر اُنھیں مار چکی ہے
دیوار کی تحریر اُنھیں مار چکی ہے
جمہور کی تقدیر انھیں مار چکی ہے
اب امن ہو یا جنگ یہ جیتے نہ بچیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

اب ظلم کے ایوان کی بنیاد ہلے گی
اس زلزلے میں اینٹ سے یوں اینٹ بجے گی
کانوں پڑی آواز سنائی نہیں دے گی
گھبراتے ہوئے کنگرے اس گھر کے گریں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

ہم وارث مستقبل و تقدیر زماں ہیں
ہم منزل مقصود جہان گزراں ہیں

THE WRITING ON THE WALL انجیل مقدس کے فقرے کا ترجمہ ہے۔ ن

www.urduchannel.in

ہم اپنی کہانی بحدیث دگراں ہیں
کچھ کرکے دکھا جائیں گے کیا یاد کریں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

رن جیت کے چھوڑیں گے یہ پیمان ہے اپنا
اس عصر کا ہمزاد نگہبان ہے اپنا
تسخیر قضا و قدر ایمان ہے اپنا
ہم ہیں وہ مجاہد کہ مشیت سے لڑیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

لو جنگ دوئم ختم ہوئی ، اب وہ زمانا
آتا ہے جسے اپنے ہی ہاتھوں سے بنانا
اس جنگ کے وہ تلخ سبق بھول نہ جانا
بھولیں گے اگر ان کو تو جوکھوں میں پڑیں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

وہ ہند کی تہذیب و تمدن کے زمانے
افسانہ در افسانہ ہیں یارو یہ فسانے
سلطانیِ جمہور کے گا گا کے ترانے
پھر ہند کے قالب میں نئی روح بھریں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

ہم عصر کو ہیں تیرے پیام اے نئی دنیا
روشن ہوئے تیرے در و بام اے نئی دنیا
یہ سرخ سویرا ہے سلام اے نئی دنیا
جب دیکھیں گے تجھ کو تو ہمیں یاد کریں گے

ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

www.urduchannel.in

دھرتی کی کروٹ

سورج چاند انگڑائی لیں گے
تارے اپنی گت بدلیں گے
پربت، ساگر لہرائیں گے
جب یہ دھرتی کروٹ لے گی

جنم جنم کا پاپ کٹے گا
اب تک کس کا راج رہا ہے؟
راجے، بابو، سیٹھ، مہاجن
زمیندار، دیوان، دروغہ

نر کنکال، پچھاڑے ہوئے
لنگے جھوڑے بول اٹھیں گے
نیا جنم ہے آزادی کا
دیش کے راجہ دیش نواسی

پنڈت، ٹھاکر، شیخ اور سید
صاحب، مسٹر، حاکم، افسر
سونا والے، چاندی والے
آڑھت والے، منڈی والے

پرجا ہی ہے دیش کا راجہ
گھر کی چٹائی راج سنگھاسن
سب کی ٹوپی راج مکٹ ہے
پھوس کا گھر بھی راج محل ہے

کوٹ محل اور کوٹھی والے
گدی والے، کرسی والے
مسند والے، فرشی والے
پرمٹ والے لائسنس والے

ٹھیکے والے، بھٹے والے
پٹے والے، سٹے والے
ان کے چمچے بچے والے
اب تک ان کا راج رہا ہے

راج پاٹ کے مالک ہوں گے
راج کے کرتا دھرتا ہوں گے
ست جگ سے بھی بڑھ کر ہو گا
رام راج سے بڑھ کر ہو گا

دیش پہ اتیاچار رہا ہے
اب یہ دھرتی کروٹ لے گی
اب یہ دنیا پلٹا لے گی
بھارت کی کایا پلٹے گی

ہر اک جگ سے بڑھ کر ہو گا
براہمن راج سے بڑھ کر ہو گا
چھتری راج سے بڑھ کر ہو گا
ویشیہ راج سے بڑھ کر ہو گا

سب کی قسمت چمک جائے گی
کاریگر، مزدور، کسان
بھارت کے بے چین جوان
دبے دبے بے نام و نشان

ہندو راج سے بڑھ کر ہو گا
بودھ راج سے بڑھ کر ہو گا
مسلم راج سے بڑھ کر ہو گا
محنت کرنے والوں کا راج

ابھریں گے بے شان و گمان
مان نہ مان ترا مہمان
ہم کو جان ہمیں پہچان
ہم سنبھالیں گے سب کام

کھیتی کرنے والوں کا راج
مال بنانے والوں کا راج
دھن اپجانے والوں کا راج
گن برسانے والوں کا راج

www.urduchannel.in

اس اُوسر بنجر دھرتی کو
اس جلتی تپتی پرتی کو
سونا بنانے والوں کا راج

کسانوں کی پکار

نئے تیور سے نئے روپ سے
نئے رنگ سے نئے ڈھنگ سے
کھیتی ہوگی
کھیت اور کھلیان کا رونا

بیج، کھاد، پانی کا رونا
گائے کی بائے، بیل کا رونا
گھاس کھل بھوسے کا رونا
زمیندار کی مار کا رونا

گاؤں اور سیوکار کا رونا
دھن، بچّہ اور بیگار کا رونا
قرضے اور بیاج کا رونا
بنئے اور بزاز کا رونا

عزت اور رزق کا رونا
چوپایوں کی چال کا رونا
دھند، راج، پرتال کا رونا
ساتھی دن رات کا رونا

آئے دن کے کال کا رونا
ہر چیز اور ہر بات کا رونا
جگ جگ سے دن رات کا رونا
نہیں رہے گا، نہیں رہے گا

دن بدلے گا، پاپ کٹے گا
ساتھی سب سنتاپ کٹے گا
ان کھلیان سے گھر میں آئے
اس کی نوبت کب آتی تھی

اب تک چھاتی پھاڑ پر شرم
کرکے جو کچھ فصل اُگائی
وہ گاڑھی بھرپور کمائی
وہ دن اپنے کام نہ آئی

اُوپر اُوپر اُڑ جاتی تھی
رہ جاتے بھوکے کے بھوکے
رہ جاتے ننگے کے ننگے
رہ جاتے قرضے میں ڈوبے

جیون کٹتا بیاج چکاتے
لیکن اب کچھ ہونے کو ہے
کھیتی باڑی باغ اور جنگل
دودھ دہی، گھی، ناج اور پھل

گاؤں میں جو دولت اُپجے گی
وہ سب کی سب اپنی ہوگی
اب یہ دریوبار مٹے گا
اب یہ اتیاچار مٹے گا

لٹ پٹ کی ہلچل میں
دھنا سیٹھ کے چھل بل، کل میں
پھر کسان نہیں آئے گا
وہ اپنا حصہ، اپنا حق

لے کے رہے گا لے کے رہے گا
جی کے رہے گا مر کے رہے گا
لیکن اب کچھ کر کے رہے گا

ہر کھیت ہر کھیڑے میں
پیداوار اٹھ گنی ہوگی
بھوک مٹے گی اور گھر گھر میں
اَن پورنا باس کرے گی

شکشا میں گول مال

چالاکی میں دھونس دھاندلی میں
دلالوں کی پھوٹ پھانس میں
پھسلانے میں بہکانے میں
ڈروانے میں دھمکانے میں

ذات پات کا بھید مٹے گا
اونچ نیچ کا بھید مٹے گا
ہندو مسلم بھید مٹے گا
براہمن سودر برابر ہوں گے

www.urduchannel.in

عورت مرد برابر ہوں گے
چھوٹے بڑے برابر ہوں گے
بن، دنیا، دھن مان اور پد
عہدہ کرسی، عزت شہرت

جیسے ان کی ہو یہ پونجی
اب دیتا ہے سے چنوتی
کاریگر مزدور کسان
ان کی بدنصیب سنتان

جان، مال، دھن اور حکومت
بڑی بڑی جاگیر ریاست
پڑھنا لکھنا، سند، لیاقت
بیٹھک بازوں کی تھی دولت

پڑھنے لکھنے کا حق ان سے
چھل بل کل سے چھین لیا تھا
اک دھوکا پھیلا رکھا تھا
پنچ، ذات پات والوں کے
بچوں کو شکشا کب جانا

پار قسمت کے پتوں کے
چوٹے پیچھے، تھے، آگے
کیا خوش تھے الّو کے پٹھے
لگے ہیں جب دھکے پر دھکے

پڑھنے لکھنے کی اُمنگ کو
زرادھیکار چھینا مانا
ان کے اتنی عقل نہیں ہے
ان کے پاس دماغ نہیں ہے

مچھے تیزی بازوں کے چھکے
سب جگہیں یوں لے بیٹھے تھے
سب کچھ یوں ہتھیا بیٹھے تھے
یوں دنیا پہ چھائے ہوئے تھے

سوجھ نہیں ہے بوجھ نہیں ہے
ماں کی کوکھ سے یہ جنمے ہیں
جنم لنڈورے جنم گنوار

انھیں اندھیرے ہی میں رکھو
دین بسیرے ہی میں رکھو
کبھی نہ ابھرے ان کی ذات
کبھی نہ چمکے ان کی بات
کبھی نہ دن ہو ان کی رات

اب تک یہ سازش تھی لیکن
اب یہ جادو ٹوٹ چکا ہے
اب یہ بھانڈا پھوٹ چکا ہے

چگڑ چتر دنیا میں ان کو
اندھا، بہرا گونگا رکھو
گھامڑ ان پڑھ ننگا رکھو
میلا اور کچیلا رکھو
نیچا رکھو نیچ رکھو
ان کو چونگا پونگا رکھو
قلم نہ ان کے ہاتھ میں آئے
پھر تلوار بھی چھن جائے گی

پورا ڈھونگ رچا رکھا تھا
کیا اندھیر مچا رکھا تھا
دنیا کو دفنا رکھا تھا
اس کا روپ چھپا رکھا تھا
دن کو رات بنا رکھا تھا
شبدوں کا آڈمبر رچ کر
من گھڑنت سے ایک بات کو
سو بستار بنا رکھا تھا
اک بیوپار بنا رکھا تھا
کاروبار چلا رکھا تھا

ان کی لشکر دار ناؤ کی
پھر پتوار بھی چھن جائے گی
پنا بھرم بنائے رکھو
جنتا کو بہکائے رکھو

برھما نند سہودر کویتا
کو بیکار بنا رکھا تھا
سیدھی سادی باتوں میں بھی
جھوٹی اینٹھن دے رکھی تھی

www.urduchannel.in

ہیچ کو کٹھن بنا رکھا تھا
سیدھ میں ٹیڑھ لگا رکھی تھی
اڑچن شید گڑھے کچھ ایسے

یاروں نے ڈھونگ مچا کر
ڈھونگ رچا کر سوانگ رچا کر
تنتر، منتر، چھو منتر سے
ہوّا بنا دیا وِدیا کو

جن کو جتنا سیکھ نہ پائے
جن کو جتنا بول نہ پائے
جن کو جتنا سمجھ نہ پائے
جن کو جتنا سن ڈر جائے

سرسوتی کے مندر کو بھی
بنا دیا مچھلی بازار
وِدیا کے پوتر منڈپ میں
جب ہم ہاتھ جوڑ کر جاتے

کوش گھونٹ لینے والوں کا
سطریں پڑھ لینے والوں کا
قلم پکڑ لینے والوں کا
کاغذ رنگ دینے والوں کا

پنڈت ہم کو دھتا بتاتے
ہم منھ دیکھتے رہ جاتے تھے
یہی سوچتے رہ جاتے تھے
ہم نردھن کنگالوں سے

گٹ پٹ کر لینے والوں کا
اک دربار سجا رکھا تھا
گیان سبھا کا اپنے کو
ٹھیکے دار بنا رکھا تھا

صرف لکشمی نہیں خفا ہے
سرسوتی بھی روٹھ گئی ہے
ہم سے سب کرتے ہیں چھوت
اب تک یہی رواج رہا ہے

اونچی ذات، اونچے گھر والے
پیسے والے اوپر والے
وِدیا حاصل کر سکتے تھے
لکھ سکتے تھے پڑھ سکتے تھے

مائی راگی، رتن پارکھی
کلاکار، گیانی وگیانی
چترکار لیکھک دانانی
چترکار شاعر سیلانی

اُن کے بچے ہو سکتے تھے
چاچا بھتیجے ہو سکتے تھے
بھائی بھانجے ہو سکتے تھے
جج، کلکٹر اور کمشنر

ویر، سورما، دھرمی، دانی
آٹھوں گانٹھ، کمیت جوانی
جس کی چھبی نہیں جائے بکھانی
وگرا ایمن ٹین ٹین پانی"

راج سبھا کے چوکس ممبر
ڈاکٹر اور وکیل بیرسٹر
انجینیر، ٹیچر، پروفیسر
وائس چانسلر اور چانسلر

لیکن کب تک یہ منمانی
یارو دنیا آنی جانی
کس برتے پر تتا پانی
اب نہ چلے گی آنا کانی

فوج کے نائک فوج کے افسر
بینک ڈائرکٹر، بینک منیجر
کمپنیوں کے شیئر ہولڈر
ایم اے، بی اے، بی ٹی، سی ٹی

"کا برکھا جب کرشی سکھانی
سمے چوکی پنی کا پچھتانی"
اب یہ سب دنیا بدلے گی
اب یہ سب کایا پلٹے گی

www.urduchannel.in

اب یہ دھرتی کروٹ لے گی
اب کسان مزدور کے بچے
جن کو تم نے خوار رکھا تھا
جن کو گدھا بنا رکھا تھا

سینا پتی، جرنیل، منسٹر
بڑے وزیر، گورنر، جنرل
یہ سب ایک ورگ کے ہوں گے
بھید بھاؤ سب مٹ جائیں گے

سب کچھ پڑھ لکھ کر نکلیں گے
یہی سجائیں گے ہر کرسی
یہی سنبھالیں گے سب عہدے
تلوار اور قلم دونوں کو

ایک اچھید، ابھید، اکھنڈ
ایک سجیو، سیوگ سماج
بھارت میں آنکھیں کھولے گا
نئی سبھیتا تازہ ہوگی

اپنے ہاتھوں میں لے لیں گے
کلا ونت بھی کلاکار بھی
اب ہوگی ان کی سنتان
اب کسان، مزدور، افسر

مزدوروں کاریگروں
شلپی کاروں کی للکار

توڑا دھرتی کا سناٹا
کس نے؟ ہم مزدوروں نے
ڈنکا بجا دیا آدم کا
کس نے؟ ہم مزدوروں نے

دنیا کی اندھی نگری میں
جگ مگ دیپ جلایا کس نے؟
جگ میں، رنگا رنگ چماچم
یہ بازار سجایا کس نے؟

اوٹ میں چھپی ہوئی تہذیبوں
کا گھونگھٹ سرکایا کس نے؟
شرمیلی تقدیر کی دیوی
کا آنچل ڈھلکایا کس نے؟

بن اُپون تھے ہر کانٹے سے
ہنستا پھول کھلایا کس نے؟
پتھر کے پتھریلے دل کو
تپ تپ کر پگھلایا کس نے؟

کام چور سپنوں کی کایا
میں شعلہ بھڑکایا کس نے؟
بدن چور اس پرکرتی کامنی
کا سینہ دھڑکایا کس نے؟

اس اوسر بنجر دھرتی پر
دھن کا ڈھیر لگایا کس نے؟
اس بھوکی پیاسی دنیا میں
تن پر بن برسایا کس نے؟

پرت پرت کو اس دھرتی کے
ساتھی، کھول دیا ہے کس نے؟
چھپے دفینوں پر قدرت کے
دھاوا بول دیا ہے کس نے؟

ہر آفت سے ہر مشکل سے
مزدوروں کی ہوڑ لگی ہے
ندی پلٹی، آندھی تیز ہی
تقدیروں سے ہوڑ رہی ہے

جیون کے سمدر منتھن میں
ہم نے بھنور کیا توڑے ہیں
بھوساگر سے ان ہاتھوں نے
کیا کیا رتن نکالے ہیں

کیا یہ وہی دنیا ہے ساتھی
کل جو پھٹے حالوں پھرتی تھی؟
کیا یہ وہی بیچاری ہے جو
بار بار اٹھ کر گرتی تھی؟

www.urduchannel.in

ساتھی بول ہو کھولا کر
جیون روپ رچایا کس نے؟
اس ننگی، اُجڑی دنیا کو
سج کر دولہن بنایا کس نے؟

سرکش پنچ بھوت کا گلا
ہم نے جھٹک کر توڑ دیا ہے
جس قسمت کی مار غضب تھی
اُس کا پنجہ موڑ دیا ہے

تجھ جیسی شکھروں پہ ساتھی
ہم بے کھٹکے چڑھ جاتے تھے
جہاں موت جاتے ہوئے جھجکے
تال ٹھونک کر چڑھ آتے تھے

دہر کی ہر تخریبی قوت[ه]
کو سانچے میں ڈھال لیا ہے
قدرت کے چیلنج کا ہم نے
کلا توڑ جواب دیا ہے

آکاشوں کے پاتالوں کے
دل کا چور نکالا کس نے
خالی تھا بھر کر چھلکایا
اس جیون کا پیالا کس نے

خون پسینے کے تیور میں
تدبیریں منھ دیکھ رہی ہیں
اس لہراتے آئینے میں
تقدیریں منھ دیکھ رہی ہیں

اپنی کمر کے بوتے سے ہم
پینگ چڑھاتے ہیں جیون کی
دو جھٹکوں میں ہلا کر رکھ دیں
ساتھی چولیں اندراسن کی

اپنے کس بل سے سینوں میں
طوفانوں کو بند کیا ہے
سدھے ہوئے سو سو ہاتھوں سے
بھونچالوں کو تھام لیا ہے

[ه] دنیا کی ہر وناش کاری شکتی

ناگ پھن سے جیون کھیتی
مرجھانے سے روکا کس نے؟
سورج کی اس اگن گیند کو
کس نے اچھالا، روکا کس نے؟

جس دم ہلّہ بول دیا ہے
دریا، صحرا کانپ اُٹھے ہیں
ہم سے ٹکرے کر ساتھی
پربت، ساگر ہانپ اُٹھے ہیں

کئی بار رستی دنیا کی
آن کو ہم ٹال چکے ہیں
کئی بار تقدیر جہاں کی
آنکھوں میں آنکھیں ڈال چکے ہیں

چاند اور سورج کی کرنوں سے
چادر بُن کر رکھ دیتے ہیں
اسی ہتھوڑے کی ضربوں سے
لوہا دُھن کر رکھ دیتے ہیں

جب فاقوں پر فاقے تھے
جب کوئی اُمید نہیں تھی
ہم نے جہاں انگلیاں رکھ دیں
نبضیں چلنے لگیں دنیا کی

کرکے برابر رکھ دیتے ہیں
اوبڑ کھابڑ پیچ و خم
کڑے کوس نبھا دیتے ہیں
اپنے دھرتی توڑ قدم

اس ادھ مری دلت دنیا کو
اپنے لہو سے امر کیا
سن لینا، دن بول اُٹھے گا
موت کو اپنے جیت لیا

ذرا ٹھیس لگتے ہی ساتھی
نیند کی دنیا جاگ اٹھتی ہے
ٹھکرا دیں جب پڑی خلا کو
بن کے اہلیا جاگ اٹھتی ہے

www.urduchannel.in

یوں گُد گُدا دیا ہے ہم نے
سنگ کا پہلو پھڑک رہا ہے
یوں اُکسایا ہے جسترتا کو
پتھر کا دل دھڑک رہا ہے

ان ہاتھوں کی گلکاری میں
صبح بہار سانس لیتی ہے
ہم نے دیا دی ہیں وہ آنچیں
مٹی لو پر لو دیتی ہے

جان ڈال دی تصویروں میں
یوں ہر خط چمکایا ہم نے
لو دے اُٹھتے ہیں وہ نقطے
چوم لیا ہے جن کو قلم نے

چوڑی برجوں کو جو دیکھے
شق القمر[2] یاد آ جائے
بت خانوں کے روپ نگر میں
سحر سامری[3] غش کھا جائے

نام اُبھرنے کا نہ کبھی لے
پیچ و خم میں نگاہ جو ڈوبے
نقاشی کے امر معجزے[1]
فنکاری کے وہ عجوبے

۱۔ معجزے : چمتکار
۲۔ شق القمر: محمد صاحب نے ایک بار اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دئے تھے۔ ۳۔ سحر سامری : جادوگر کا جادو

یوں جگمگا دیا دھاتوں کو
ہو بہزاد پہ چال کا دھوکا
صاف آنکھوں کو ہو جاتا ہے
چاندی پر سیّال کا دھوکا

محرم آبِ رواں جھلکتی ہے*
سات تہوں سے بدن کی جیوت؟
پردے پردے میں رہ رہ کر
جیسے جاگے من کی جیوت

انھیں گھڑ دیے ہاتھوں کا جس ہے
یا صناعی[2] بول اُٹھی ہے
دیکھ ذرا بچوں کے کھلونے
ساتھی مٹی بول اُٹھی ہے

بارہ ابرنگ سولہ سنگار
گوکل کی رادھا سجتی ہے
اس دنیا کے برندا بن میں
کس کی بنسی بجتی ہے

بیل اور بوٹوں کے پردے میں
ہم نے کیا کیا کام کیے ہیں
ننھی ننھی کلیوں کی گرہوں میں
ہم نے شعلے باندھ دیے ہیں

کوکھ اُجڑ جائے دھرتی کی
پھوٹ جائے مانو کا بھاگ
یاد رہے ہم اُٹھ جائیں تو
لٹ جائے دنیا کا سہاگ

* شہزادی زیب النسا اورنگ زیب کے دربار میں ڈھاکہ کا آب رواں سات تہہ کر کے پہن کر آئی تھی۔ تب بھی اورنگ زیب نے کہا تھا، بیٹی تم ننگی ہو۔
۱۔ چاندی : جیوتیاں ، ترل ۲۔ صناعی : شلپ کلا

www.urduchannel.in

ہاتھ ہمارا ہی گھر گھر میں
اپنے ارادوں کی اٹھان ہیں
سے کے چراغ شام آیا ہے
روح تمدن کی برنائی
بنیادوں سے رڈا رڈا
انھیں ہتھوڑوں کے سرگم میں
خون ہمارا کام آیا ہے
تاریکیوں نے لی انگڑائی

کوہ چٹانوں کے تیشے سے
موہن جوداڑوں اور ہڑپا
ہم نے سینے پھاڑ دیے ہیں
لال قلعہ اور تاج محل
چارکھونٹ دھرتی دنیا میں
دیکھ ایلورا اور اجنتا
ہم نے جھنڈے گاڑ دیے ہیں
کپل وستو کا راج محل

اس دھرتی کو چھو کر ہم نے
روم و یونان کی وہ فنکاری
چاند ستاروں کو چھیڑا ہے
مصر و دمشق کے وہ اہرام
کر کے بسر کانٹوں پر ساتھی
قسطنطنیہ کے کنگورے
ہم نے بہاروں کو چھیڑا ہے
قصر کے ، قصر بہرام

اکثر اس دھرتی کی بیٹی
کاشی، دلی، ایم پیسا[1]
نوک نوک پر پڑ جاتی ہیں
کے وہ دھوہرے مینار
آج اسی دنیا کی آنکھیں
اجین اور شیراز و غزنی
اندر ہونٹ سے لڑ جاتی ہیں
الحمرا کے در و دیوار

[1] ایم پیسا، شہر کا ایک نام یہ بھی ہے۔ ویسے پیسا اٹلی میں ہے جہاں کا ترچھا مینار مشہور ہے

نیلے سپنوں کی مجلس میں
ہم شٹل پر جگ کا جگ ہے
اٹلانٹس[2] کا وہ جل سیج
رشتہ ناتا جوڑ آئے ہیں
جگ جگانتر کے ورثے کو
قدم قدم پر اس دنیا میں
پیڑھی پیڑھی دیا سینچ
اپنی نشانی چھوڑ آئے ہیں

ماریشس، کینیا، ٹنگانیکا
صحرا کو جو چمن بنا دیں
لنکا، بنکا، سنگاپور
ایسے دیوانے کم ہوں گے
یہ کس نے لہلہا دیا ہے
آنکھ اٹھا کر حد نظر تک
جل تھل کو نزدیک اور دور
دیکھو گے تو ہم ہی ہوں گے

جھلک رہا ہے نگر ماسکو
"پتہ پتہ، بوٹا بوٹا
ٹوکیو کا وہ جروسیلم
حال ہمارا جانے ہے
وہ جادو زران کلا کے
جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے
لینن گراڈ اور نیپرڈیم[1]
باغ تو سارا جانے ہے"
(میر)

[1] روس میں نیپر ندی کے باندھ پر پانی کا سب سے بڑا خزانہ

[2] کہا جاتا ہے کہ اب سے کئی ہزار برس پہلے اٹلی میں روم ساگر کے تٹ پر اٹلانٹس نامی ایک بہت بڑا نگر بسا ہوا تھا جو اچانک روم ساگر میں ڈوب گیا۔

www.urduchannel.in

گھن گھن گھن ان گنت مشینوں یہ مشین کی گڑ گڑاہٹیں
کے پہیوں کا چکر کھانا دھرتی کی چھاتی ہل جائے
یہ گھڑ گھڑ گھڑ، یہ زیر و بم دھواں چمنیوں سے اٹھتا ہے
بیاروں کا مل کر گانا گت پر جیسے ناگ لہرائے

دھڑ دھڑ جلتے فرنس سے جیون کی کالی راتوں کا
سورج منڈل جھپک گیا ہے دھرتی جہاں تپہ دیتی ہے
اندھکار کے سینے میں بھی گاتی ہوئی مشینوں کی لے
اکثر کوندا لپک گیا ہے وہاں چراغ جلا دیتی ہے

لاکھ کرائیں لیتا شعلہ ریلوں کی گھن گرج جہازوں
بجر کو بھی پگھلا دیتا ہے کا وہ ساگر پھاڑ چڑھاؤ
بوائلر ہونک رہا ہے گویا صاف منڈلا کار فضا میں
جوالا مکھی سانسیں لیتا ہے طیاروں کا بڈر چڑھاؤ

برساتی ہیں پھول انجن کے ندیوں کا منھ موڑ دیا ہے
لال انگاروں کی بوچھاریں ویرانہ لہراتا ہے
سنو کھنکتے کل پرزوں میں ریگستانوں میں اب پانی
صوت سرمدی کی جھنکاریں گگن کھیلتا جاتا ہے

مزدوروں کے کرامات ہیں ساتھی مرتا کیا نہیں کرتا
مزدوروں کے پست و بلند کس کس پہ الزام دھرے
کس کروٹ سے چندر لوک پہ جم جم جئے یہ پیاری دنیا
پھینکی ہے یہ لاگ کمند لیکن ہم بے موت مرے

کرم یوگ کی مہا شکتی کو اپنے پسینے کا جم جانا*
جس نے اپنے ساتھ لیا ہے دھن پونجی سرمایہ داری
اس جیون کے شیش ناگ کو سب اپنے ہی بوئے پلے ہیں
ان ہاتھوں نے ناتھ لیا ہے سیٹھ مہاجن، راج ادھیکاری

ہم دنیا کو چلانے والے سب اپنی ہی گھما گھمی ہے
اور ہمیں پامال، یہ کیا ہے؟ کئے دن جو مال اڑاتے ہیں
ہم دنیا کو بچانے والے سب اپنی ہی ہیر پھیر ہے
اور اتنے بد حال یہ کیا ہے؟ اپنے بوئے گلال اڑتے ہیں

ہم کو بھوکا رکھ کر ہم سے ہم کو نردھن رکھ کے انھوں نے
دھن کبیر کا کام لیا ہے پاٹ لئے ہیں اپنے خزانے
اپنی دنیا سونچ کر اکثر ہیں اجاڑ کے ان سیٹھوں نے
ہم نے کلیجہ تھام لیا ہے سجائے اپنے کاشانے

CAPITAL IS CONGEALED LABOUR — MARX

www.urduchannel.in

باغ میں پالیں ان کو زہریلے   اژدوں کے ہیں وارے نیارے
کانٹے بونا آتا ہے   داتوں بھی ہیں دوھرے دوھرے
ان کے اترتے کو دیکھ دیکھ کر   چالیں ان کی بازی ان کی
ساتھی رونا آتا ہے   ہم ہیں بس شطرنج کے مہرے

کیسا اپنا دیس اپنا گھر   یہ ہم سے انصاف کریں گے؟
ساتھی اپنا بس ہے اتنا   کیا بکتے ہو؟ — رام کہو
پچھلے ناخنوں میں جتنا ہے   ان کے بھی کھاتے میں ہیں کیا
ٹکڑا بھارت کی مٹی کا   لینا ایک نہ دینا دو

پانی میں یہ آگ لگا دیں   یہ اور انگلیں اپنا منافع؟
سیٹھ مہاجن ایک کائیاں   ہنس کر سب ہار گئے
جنگ کی گھاتیں صلح کی باتیں   نوٹوں کے، سونے چاندی کے
دھما چوکڑی "اڑن گھائیاں"   یہ تو بیوپار نکار گئے

جب جب جنگ چھڑی دیشوں میں   نرم بھی پڑے گرم بھی پڑے
جو بھی پڑی ہم پہ ہی پڑی   دنیا کو دیتے ہیں بھڑسے
بھجیں تب چنگی دیکر ساتھی   یہ جیون کا رتھ کھینچیں گے؟
دیکھ جدھر لو دور کھڑی   راہ کے اڑیل ٹھان کے ٹھرے

کالے روپیوں سے بے کھٹکے   دب منھ سے کب کام چلا ہے
بھرتے گئے یہ اپنی تجوری   لوہا ہی لوہا کو کاٹے
سب بھو چکے رہ جاتے تھے   ساتھی سنا نہیں کیا تو نے
کرتا کون ان سے برجوری   سیدھے کا منھ کتا چاٹے

یہ سب مردم خور ہیں ساتھی   کھیتوں میں کھڑک کھب میں
ان کے ساتھ مروت کیسی   سب میں بیا ہے ہم ہشیار
یہ دنیا ہے ان کی ملکیت   انھیں کریں ڈیوڑھیوں کے کھمبوں سے
اس دنیا کی ایسی تیسی   لیں گے ہم نرسنگھ اوتار

پنچھو اب بھری جنتا سے   بیکاری، بھوک مری، لڑائی
کرنی دھرنی لے کر چاٹو   رشوت اور چور بازاری
مٹھی بھر بھر کے دنیا میں   بے بس جنتا کی یہ درگت
بولی ہوا، یونڈر کا ٹو   سب کی جڑ سرمایہ داری

سنگینوں سے بندوقوں سے   ٹھوکر پہ ٹھوکر کھا کر بھی
تم نے کیے ہزاروں وار   اپنی منزل سے بیگانے
باری ہے اب مزدوروں کی   آنکھ کے اندھے نام نین سکھ
"اک پھلو بیا آڑو بہار"   ہم کو چلے ہیں راہ بتانے
(آہا)

www.urduchannel.in

آج بھی کھاتے والوں سے — یو۔ این۔ او میں یونیسکو میں
صدیوں کا لیکھا ہم لیں گے — روس پہ دوش لگاتے جاؤ
آٹے دال کا بھاؤ کھلے گا — کرکے بے حیا تقریریں تم
جس دم جنتا نبض سمجھیں گے — اپنی جھینپ مٹاتے جاؤ

لال، جواہر، سونا، چاندی — جاپان اور بھی جرمنی
کو نشانگ پر کیا نچھاور — یونان، اٹلی، یوگوسلاویا
کیوں نہ ہو؟ ڈالر سامراج کا — کشمیر اور نیپال اور تبت
ناچ رہا تھا بھوت جو سر پہ — ساوتھ کوریا اور ملایا

اس دولت سے امریکہ کا — توڑ پھوڑ میں حرج نہیں ہے
جوبن اور سنوارا ہوتا — کچھ تو کریں جب جی للچائے
آج امریکہ ایک زمانے کی — چور اگر چوری نہ کرے تو
آنکھوں کا تارا ہوتا — ہیرا پھیری سے بھی جائے

جنگوں، ملوں، کارخانوں کو — چین کو مت تسلیم کرو
ہم جو ہاتھوں میں لے لیتے — یاروں نے ڈھب کیا کیا سوچے
تن برسا دیتے ساتھی ہم — ٹھیک تو ہے کھسیانی بلی
بش کو سونے میں مڑھ دیتے — کچھ نہ بنے تو کھمبا نوچے

اب ذرا موسا پہ نظریں ہیں — جنگ سے تم کو لالچ ہوا جو
گو یہ جگہ ہے نہایت چھوٹی — اس کو چھوڑو اور شرماؤ
لیکن اب اس کو کیا کیجئے — کنٹھ میں اٹکیں جیت کے دعوے
بھاگے بھوت کو بہت لنگوٹی — گنو اگر تم روس کے گھاؤ

چین سے جب نکلے تو تم نے — تم نے ہٹلر کو شکست دی
ہند چین میں ٹانگ اڑائی — کہتے شرم نہیں آتی؟
ٹوٹ گئے نئے اکھاڑے میں تم — اتنے دانت تمہارے منھ میں
اور جو یاں کبھی منھ کی کھائی — جھوٹ کی آنکھیں بھی جھک جاتی

مارشل ایڈ، اٹلانٹک پیکٹ — زبردست جرمن فوجوں سے
خانے تڑ پڑ بھرتے جاؤ — لڑے اکیلے تم یا روس؟
اسی طرح دنیا بھر میں تم — جیتے ہوئے دشمن کو بھگاتے
گڑبڑ سڑبڑ کرتے جاؤ — برلن پہنچے تم یا روس؟

وال اسٹریٹ کے سٹے بازو — نگل لے جانے پر کس نے
کانپ جاؤ اس لشکر سے — پیٹ اجگر کا پھاڑ دیا ہے؟
ہٹلر، چیانگ کے اڑائے سر — سب سے پہلے رائخس ٹاگ پر
جس نے اپنی ٹھوکر سے — کس نے جھنڈا گاڑ دیا ہے؟

www.urduchannel.in

آج روس پھنک جانے پر بھی
پنپ اٹھا ہے چمک اٹھا ہے
تم پر آنچ نہ آئی لیکن
باغ تمھارا سوکھ چلا ہے

اب کیوں دیر لگائیں ساتھی
اب تو گردشن کی نم ہے
آدمی دنیا جیت چکے ہیں
اب تو منزل چار قدم ہے

دنیا بھر بازار ہے جس کا
اک منڈی ہیرا پھیری کی
اس امریکہ کی یہ حالت
یہ بیکاری دھت تیری کی*

دنیا نئی بسائیں گے ہم
سندر ساج سجا دیں گے
دھنّا سیٹھوں کے محلوں کی
اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے

ٹھنڈی لڑائی آخر کب تک
اک دنیا سے رہے گی جاری
امن کے بچے دلداروں سے
بات نہ کی تم نے جھک ماری

دنیا ہاتھ نہیں آتی ہے
دنیا لے لی جاتی ہے
قسمت نہیں بدلتی ساتھی
قسمت بدلی جاتی ہے

دم میں رتنا باندھ چکے ہیں
ٹھوکر دیں گے . دھکا دیں گے
اسی گھڑی ہم دم لیں گے جب
چور کو گھر تک پہونچا دیں گے

مزدوروں کی دنیا جاگی
کٹتے کٹتے رات کٹی
وہ آکاش کلس جلتے ہیں
دھرتی نے کروٹ بدلی

* اس وقت امریکہ میں ایک کروڑ مزدور بیکار ہیں

دنیا جسے "آج" کہتی ہے
شرم کئی مجنوں کا ہے
بیتا ہوا "کل" اوروں کا تھا
آنے والا "کل" اپنا ہے

اتر، دکھن، پورب، پچھم
آگے پیچھے، اوپر نیچے
دیش دیش میں دنیا بھر میں
توڑ رہی ہے دم تاریکی
سرخ سویرا ہونے کو ہے

مزدوروں کے سکھ سپنے ہیں

کون پکار رہا ہے ساتھی؟
جیون ساگر نئی دشا میں
ٹھاٹھیں مار رہا ہے ساتھی

بھارت کے آکاش میں ساتھی
اُڑیا چل کی اوٹ سے ساتھی
وہ رکتم پو پھوٹ رہی ہے

کون دن کی بات ہے ساتھی
مزدور اب مجبور نہیں ہے
جب ہو زمیں پر اپنی خدائی
ساتھی وہ دن دور نہیں ہے

انگڑائی توڑتا ایشیا
نیم آنکھیں ملتا افریقہ
دھن دولت جیشی امریکہ
گہری نیند سے چونک اٹھے ہیں

نئی دنیا

روس چین کی کھیت کریں
نو پربھات کی آبھا لائیں
دو جگ کا سندیشہ لائیں

دیش دیش میں مہا کرانتی کی
دن چنڈی . جھنکار رہی ہے
سوبل کھاتی ہوئی چل کر
یانا گن پہچیکا . رہی ہے

www.urduchannel.in

ذرہ ذرہ جاگ اُٹھے گا
کاریگر مزدور کسان قطرہ قطرہ جاگ اُٹھے گا
کڑیل اور بجڑیل جوان پتہ پتہ جاگ اُٹھے گا
کاندھے سے کاندھا جوڑیں گے بوٹا بوٹا جاگ اُٹھے گا
دنیا پہ دھاوا بولیں گے
کونا کونا جاگ اُٹھے گا
دھرتی کا تختہ اُلٹیں گے چپہ چپہ جاگ اُٹھے گا
دنیا میں سرودے ہو گا پتہ پتہ جاگ اُٹھے گا
نیا سماج آنکھیں کھولے گا قصبہ قصبہ جاگ اُٹھے گا
نئی سبھیتا قائم ہو گی
صوبہ صوبہ جاگ اُٹھے گا
دریا دریا جاگ اُٹھے گا
صحرا صحرا جاگ اُٹھے گا
جیون سپنا جاگ اُٹھے گا

دکانِ سخن

خریدہ مکاں، لامکاں بیچتا ہوں
شہنشاہی دو جہاں بیچتا ہوں

حقائق عیاں اور نہاں بیچتا ہوں
یونہی چند وہم و گماں بیچتا ہوں

میں نغموں کی جنس گراں بیچتا ہوں
ترے حسن کی داستاں بیچتا ہوں

اشارات قلبِ تپاں بیچتا ہوں
یقیں بیچتا ہوں گماں بیچتا ہوں

جو آسودہ خواب ہے اُن لبوں پر
وہ رنگینی داستاں بیچتا ہوں

جھپکنے لگیں آفتابوں کی آنکھیں
ترے رُخ کی تابانیاں بیچتا ہوں

جو لپٹی ہیں اس گیسوئے عنبریں سے
میں اُن نکہتوں کا دھواں بیچتا ہوں

دلِ بلبل کو چیرے چلی جا رہی ہے
صداقت کی نوکِ سناں بیچتا ہوں

جو چشم و چراغِ شبِ زندگی ہے
میں اشکوں کی وہ کہکشاں بیچتا ہوں

کبھی وقت بے وقت کام آئے گا
خریدو غمِ رائیگاں بیچتا ہوں

کوئی نرخ اٹھائے متاعِ سخن کے
میں دل بیچتا ہوں زباں بیچتا ہوں

زمینِ سخن بیچنے کے بہانے
خیالات کے آسماں بیچتا ہوں

خیاباں خیاباں چمن می فروشم
میں ہر برگ کو گلستاں بیچتا ہوں

جو چھیڑوں تو لوٹے اٹھے سازِ ہستی
میں وہ سوزِ دل سوزِ جاں بیچتا ہوں

www.urduchannel.in

زمانے میں جو غم لے دوستوں سے　　انھی کو میں لے مہرباں بیچتا ہوں
جو ہیں غنچہ و گل کے پردوں میں پنہاں　　میں وہ نغمۂ بلبلاں بیچتا ہوں
انھیں میں ہیں آسانیوں کے بھی نکتے　　محبت کی دشواریاں بیچتا ہوں
برابر کریں جو حساب زمانہ　　میں کچھ ایسے سود و زیاں بیچتا ہوں
جھپک جائیں مہر قیامت کی آنکھیں　　وہ قامت کی برق تپاں بیچتا ہوں
ازل سے جو پنہاں ہے راز بہاراں　　وہی گلستاں گلستاں بیچتا ہوں
یہ اعجاز فن قدر و قیمت بڑھا کر　　نشاط و غم دیگراں بیچتا ہوں
جو آئے نہیں ہیں کتابوں میں اب تک　　ان ابواب کی سرخیاں بیچتا ہوں
دو عالم بھی دے کر ملیں تو ہیں سستے　　حقائق کے گنج نہاں بیچتا ہوں
جو اس دور کے فتنۂ بے اماں کو　　سلا دے وہ خواب گراں بیچتا ہوں
جہاں بال جلتے ہیں روح الامیں کے　　میں اس دل کے سوز نہاں بیچتا ہوں
مفر ہو نہ جس سے قضا و قدر کو　　خریدو کہ وہ امتحاں بیچتا ہوں
جو بے چین دنیا میں جان سکوں ہے　　میں وہ درد آرام جاں بیچتا ہوں
وجود و عدم تنگ گوشے ہیں جس کے　　میں وہ وسعت بیکراں بیچتا ہوں
مرے شعر تر ہیں گلستاں کے آنسو　　غم خاطر شادماں بیچتا ہوں
جنوں خیز ہے تار تار گریباں　　میں اس جیب کی دھجیاں بیچتا ہوں
شفا ہو نہ جس کو مسیحا دموں سے　　عزیزو وہ زخم نہاں بیچتا ہوں
صنفیں رنگ و بو کی غزل میں سجا کے　　گلوں کی دکاں کی دکاں بیچتا ہوں
فضائے جناں گرد ہے جن کے آگے　　ان اشعار میں وہ سماں بیچتا ہوں

وجود ایک سوز مسلسل ہے جس سے　　میں اس عشق کی گرمیاں بیچتا ہوں
مرے ساز دل میں صدائے جرس ہے　　جسے کارواں کارواں بیچتا ہوں
چراغ سخن ہیں کہ کچھ نقش پا ہیں　　تری رہگذر کے نشاں بیچتا ہوں
بنے شوق دیدار شوق شہادت　　میں وہ جلوۂ جانستاں بیچتا ہوں
اک اک لمس جس کا شعاعوں سے نازک　　میں وہ قرب شیشہ گراں بیچتا ہوں
وہ دولت اس کی جو قدر و قیمت نہ جانے　　انھیں کو غم دوستاں بیچتا ہوں
حقائق ہیں کچھ، خامشی و سخن کے　　جنھیں درمیاں درمیاں بیچتا ہوں
مرے اک فسانے میں لاکھوں فسانے　　جنھیں داستاں داستاں بیچتا ہوں
کبھی برق دشت جنوں کی چنگاریاں ہیں　　میں وہ آگ اے جان جاں بیچتا ہوں
اسے مول لیکر خدائی کرو گے　　خریدو زمین و زماں بیچتا ہوں
سراسر ترے حسن کا پردہ رکھ لیں　　میں وہ چاک داماناں بیچتا ہوں
کئی راز ہیں جو یقیں در یقیں ہیں　　انھیں کو گماں در گماں بیچتا ہوں
جسے چاندنی رات بھی ڈھونڈتی ہے　　میں وہ جلوۂ مہوشاں بیچتا ہوں
جو ہیں کارفرما ضمیر بشر میں　　وہ رجحان وہ میلاں بیچتا ہوں
جو ہے جان و ایماں سے بھی بڑھ کے مجھکو　　میں اس دل کے ٹکڑوں کو ہاں بیچتا ہوں
زبان بشر کے ہیں کچھ رمز جن کو　　شر و خیر کے درمیاں بیچتا ہوں
زمیں کو بنا دی ہے جو رشک جنت　　خریدو وہ سرگرمیاں بیچتا ہوں
جو آئی ہے فرسودہ نظم جہاں پر　　میں وہ آفت ناگہاں بیچتا ہوں

www.urduchannel.in

پیامِ انقلابوں کا جھنکار جس کی — وہ زنجیرِ زندانیاں بیچتا ہوں

ہے تجھے یہ غم مجھ کو اے دوست تجھ سے — جنھیں شادماں شادماں بیچتا ہوں

بہت سی محبت کی ناکامیاں ہیں — جنھیں کامراں کامراں بیچتا ہوں

یہ ہیں خطِ روشن جبینِ وطن کے — میں تقدیرِ ہندوستاں بیچتا ہوں

مرے دل پہ لہرا کے جو ٹوٹتی ہیں — اداؤں کی وہ بجلیاں بیچتا ہوں

چھڑیں لمحہ لمحہ پہ مہریں ابد کی — میں وہ وقفہ ہائے نہاں بیچتا ہوں

کندِ چمن ہے لپک خوشبوؤں کی — خمِ زلفِ عنبر فشاں بیچتا ہوں

زمینِ سخن گل کھلاتی ہے کیا کیا — جنھیں آسماں آسماں بیچتا ہوں

فراق اک خریدار پہ ہیں نگاہیں
میں کیفیتِ دونوں جہاں بیچتا ہوں

بانٹ رہا ہوں

اے اہلِ طرب رنج و الم بانٹ رہا ہوں
خوشیاں بھی ہوں قربان وہ غم بانٹ رہا ہوں

اک شعلۂ اعجازِ رقم بانٹ رہا ہوں
ہے نوک پہ جادو وہ قلم بانٹ رہا ہوں

ہے موت سے بھی سازدہ ہوں زندۂ جاوید
امت کے گزیں ہوش وہ سم بانٹ رہا ہوں

چھیڑی وہ غزل میں نے کہ ہیں وجد میں کونین
اور یوں تو کوئی کیف نہ کم بانٹ رہا ہوں

ہے مسکن آہوئے ختن ہر دل پر کیف
جادو بھری آنکھوں کا بھرم بانٹ رہا ہوں

پڑتی ہیں سبھی عالمِ اسرار کمندیں
بکھراتی ہوئی زلف کے خم بانٹ رہا ہوں

انکار مرے چھیر گئے سینۂ آفاق
اشعار ہیں یا تیغِ دو دم بانٹ رہا ہوں

www.urduchannel.in

اس پردۂ آواز سے پو پھوٹ رہی ہے
فردا کے جلوسوں کے علم بانٹ رہا ہوں

یہ مہر و وفا کے جو سناتا ہوں ترانے
اے دوست ترے لطف و کرم بانٹ رہا ہوں

کروٹ نئی لیتے ہیں زمانے کے ارادے
دنیا میں نئے قول و قسم بانٹ رہا ہوں

کھاتا ہوں شہنشاہیٔ جمہور کی سوگند
میں سلطنتِ قیصر و جم بانٹ رہا ہوں

چونکا نہ دیں ایمان کو یہ کفر کے تحفے
بول اٹھنے کو ہیں جو وہ صنم بانٹ رہا ہوں

لیتی ہے مری بات کو کچھ یوں نئی دنیا
جیسے کوئی انمول رقم بانٹ رہا ہوں

اشعار کی یہ چستیٔ بندش ہے بہانہ
اے دوست تری شوخیٔ رم بانٹ رہا ہوں

یہ نغمہ سرائی ہے کہ دولت کی ہے تقسیم
انسان کو انساں کا غم بانٹ رہا ہوں

جس سے مرے وجدان میں پلتے ہیں خیالات
جمہور میں وہ ناز و نعم بانٹ رہا ہوں

انفاسِ خزاں دیدہ کو شعلوں میں بسا کے
ویرانوں کو گلزارِ ارم بانٹ رہا ہوں

پیشانیٔ مستقبلِ انساں ہے منور
وہ شعلۂ سر دیر و حرم بانٹ رہا ہوں

اے اہلِ عرب آؤ ان اشعار کو پرکھو
کچھ سوچ کے میراثِ عجم بانٹ رہا ہوں

ہے بے سخنی اس سے چمک جائے تو ہے بات
جس دولتِ افکار کو کم بانٹ رہا ہوں

ہر دیدۂ مشتاق میں شبنم کی جھلک ہے
آنکھوں میں جو پنہاں ہے وہ نم بانٹ رہا ہوں

خلاقِ تمدن ہے یہی نیستیٔ عشق
ہستی کو میں پیغامِ عدم بانٹ رہا ہوں

اشعار ہیں یا گنجِ گراں مایۂ فطرت
نغموں کے وہ دینار و درم بانٹ رہا ہوں

یہ تلخ نوائی مری ضامن ہے بقا کی
جو جانِ کرم ہے وہ ستم بانٹ رہا ہوں

تعمیر کریں گے نئی دنیا نئی دنیا
کمزوروں میں وہ زورِ ہمم بانٹ رہا ہوں

www.urduchannel.in

ہر چیز کا چولا ہی بدل دوں گا سرے سے
سنسار کو اک اور جنم بانٹ رہا ہوں

دنیا کو نئے دور کی دیتا ہوں بشارت
یا اک نئی تقدیرِ اُمم بانٹ رہا ہوں

کل جن سے بدلنے کو ہے تقدیر بشر کی
میں آج وہ افکارِ اہم بانٹ رہا ہوں

اے اہلِ ادب آؤ یہ جاگیر سنبھالو
میں مملکتِ لوح و قلم بانٹ رہا ہوں

کھلتا ہی نہیں مجھ پہ فراق اپنی صدا سے
کیا کیا اثرِ شادی و غم بانٹ رہا ہوں

جدائی

شجر حجر پہ ہیں غم کی گھٹائیں چھائی ہوئی — سبک خرام ہواؤں کو نیند آئی ہوئی
رگیں زمیں کے مناظر کی پڑ چلی ڈھیلی — وہیں فلک کے چراغوں کی جھلملائی ہوئی
یہ خستہ حالی، یہ درماندگی، یہ سناٹا — فضائے نیم شبی بھی ہے سنسنائی ہوئی
دھواں دھواں سے مناظر ہیں شبنمستاں کے — سیاہ رات کی زلفیں ہیں رسمسائی ہوئی
یہ رنگ تاروں بھری رات کے تنفس کا — کہ بوئے درد میں ہر سانس ہو بسائی ہوئی
خنک اداس فضاؤں کی آنکھوں میں آنسو — ترے فراق کی یہ شب ہے ہو اٹھائی ہوئی
سکوت نیم شبی گہرا ہوتا جاتا ہے — رگیں ہیں سینۂ ہستی کی تلملائی ہوئی
ہے آج ساز نوا ہائے خونچکاں اے دوست — حیات تیری جدائی کی چوٹ کھائی ہوئی
مری ان آنکھوں سے اب نیند پردہ کرتی ہے — جو تیرے پنجۂ رنگیں کی تھیں جگائی ہوئی
سرشک پلکوں پہ ہوئے ترے نیم دہن کے — نشہ وہ تیرے تبسم سے جگمگائی ہوئی
لٹک وہ گیسوؤں کی [illegible] — لچک بھنوؤں کی وہ جیسے کمان جھکائی ہوئی
ہو کا جیسے تبسم دمک وہ ماتھے کی — کرن سہاگ کی بیندی کی لہلہائی ہوئی
وہ انکھڑیوں کا فسوں دیپ کی وہ دیوٹ — وہ سینہ روح نمو جس میں کسمسائی ہوئی
وہ نرم سانس کی خوشبو کہ جس پہ [illegible] آئے — وہ قد گلاب کی اک شاخ لہلہائی ہوئی

www.urduchannel.in

وہ جھلملاتے ستارے ترے پسینے کے — جبین شام جوانی تھی جگمگائی ہوئی
ہو جیسے تبکدہ آزر کا بول اٹھنے کو — وہ کوئی بات سی گویا لبوں تک آئی ہوئی
وہ دھج وہ دلبری وہ کام روپ آنکھوں کا — سجل اداؤں میں وہ راگنی رچائی ہوئی
وہ خواب گاہ میں شعلوں کی کروٹیں دم صبح — وہ بھیروی تری بیداریوں کی گائی ہوئی
وہ مسکراتی ہوئی لطفِ دید کی صبحیں — تری نظر کی شعاعوں کی گدگدائی ہوئی
لگی جو تیرے تصور کے نرم شعلوں سے — حیات عشق ہے اس آنچ کی تپائی ہوئی
ہنوز وقت کے کانوں میں چھنچھناہٹ ہے — وہ چاپ تیرے قدم کی سنی سنائی ہوئی
ہنوز سینۂ ماضی میں جگمگاہٹ ہے — دمکتے روپ کی دیپاولی جلائی ہوئی
ہو میں ڈوبی امنگوں کی موت رو کے — حریم دل میں چلی آتی ہے ڈھٹائی ہوئی
رہے گی یاد جواں ہو گی محبت کی — سہاگ راگ کی وہ چوڑیاں بڑھائی ہوئی
یہ میری پہلی محبت نہ تھی مگر اے دوست — ابھر گئی ہیں وہ چوٹیں دبی دبائی ہوئی
سپردگی و خلوصِ نہاں کے پردے میں — جو تیری نرم نگاہی کی تھیں چھپائی ہوئی
اٹھا چکا ہوں میں پہلے بھی ہجر کے صدمے — وہ سانس رکتی ہوئی آنکھ ڈبڈبائی ہوئی
یہ حادثہ ہے عجب تجھ کو پا کے کھو دینا — یہ سانحہ ہو غضب تیری یاد آئی ہوئی
قریب درد سے کوئی پکارتا ہے تجھے — گلا رندھا ہوا آواز تھرتھرائی ہوئی
کہاں ہے آج تو اے رنگ و نور کی دیوی — اندھیری ہے مری دنیا تھی سجائی ہوئی

پہونچ سکے گی کبھی تجھ تک مری نوائے فراق
جو کائنات کے اشکوں میں ہے نہائی ہوئی

ہاں اے دلِ افسردہ

مدائن پر خاقانی کے اس قصیدے سے متاثر ہو کر جو یوں شروع ہوتا ہے

ہاں اے دل عبرت بیں از دیدہ نظر کن ہاں — ایوان مدائن را آئینۂ عبرت داں

ہاں اے دلِ افسردہ دنیا پہ نظر کر ہاں
یہ جلوہ گہِ فطرت یہ کارگہِ انساں
ہر دور ترے غم کا تاریخ کا اک عنواں
کس درجہ ہے پُرعظمت تیرا یہ غمِ پنہاں
ہر نعمتِ ہستی ہے تیرے لئے او ناداں
تیرے لئے فطرت کا ہر ایک سرو ساماں
دم سے ترے رونق ہے اس محفلِ ہستی کی
مہر و قمر و انجم تیرے لئے آویزاں
ہے راج گلستاں پر فرمان بیاباں پر
احکام سے تیرے ہی کھلتے ہیں درِ زنداں

www.urduchannel.in

ہر خطِ مصور میں ہیں دھڑکنیں تیری ہی
ہر نغمۂ شاعر میں تو ہی تو ہے گل افشاں
مہکے ہوئے گلشن میں دہکے ہوئے صحرا میں
ہے جوشِ نمو تیرا تیری ہی تپش پنہاں
تو آگ بھی پانی بھی، تو قہر بھی رحمت بھی
اس گلشنِ عالم میں تو برق تو ہی باراں
تیرے ہی لہو سے ہے گلشن کی حنا بندی
بھیگے ہوئے تنکوں کو شعلے کا دیا داماں
پنہائی ہر عالم تیری ہی وراثت ہے
جاگیر تری ہی ہے ہر بیشہ و ہر میداں
ہاتھوں میں ترے جس ہے آنکھوں میں تری رس ہے
دھرتی کو کیا گلشن، بنجر کو کیا بستاں
ہر برگ پہ احساں ہے، ہر نخل ترا ممنوں
تو میرِ چمن بنداں، تو نازشِ گلکاراں
فطرت کے نوشتوں کی اصلاح بھی کی یوں تو
ہر بھول ہوئی تجھ سے ہر سہو خطا کاراں
فطرت کا عمل تجھ پر، فطرت پہ عمل تیرا
تہذیب و تمدن کے اس امر میں سب امکاں

اس باہمی رشتے کے بڑھنے سے نئی رت نے
انساں سے لیے فطرت فطرت سے لیے انساں
شاگرد بھی فطرت کا، استاد بھی فطرت کا
تو طفل ابد کا ہے اور تو ہی ابوالدوراں
دنیا کو بدلنے میں تو بھی ہے بدل جاتا
اس دُہرے عمل کا ہے ہر ردِ عمل پنہاں
زنجیر عمل کی ہی کونین میں جھنکاریں
محدود نہیں کڑیاں، یہ سلسلہ بے پایاں
راہی ہے ازل کا تو، سیاح ابد کا تو
کچھ تجھ کو خبر بھی ہے تو کب سے ہے سرگرداں
تنہا نہ سمجھ خود کو ہمراہ ترے لے دل
ہے گرد ثوابت بھی، سیارے بھی ہیں رقصاں
ہمدوشِ مہ و انجم میں ہے عکس فگن تو ہی
اس آئینہ خانے میں اس درجہ نہ ہو حیراں
دنیا ہے وطن تیرا دنیا کا وطن تو ہے
گم کردہ وطن ہو کر از یادِ وطن نالاں
ہر دور کے غنچوں کی تجھ سے ہی کھلیں گرہیں
ہر عصر کے دامن میں تو ہی بہار افشاں

www.urduchannel.in

تیرے لئے دنیا ہے، دنیا کے لئے تو ہے
ہاں خود پہ نظر کر کے دنیا پہ نظر کر ہاں
آئینۂ دوراں ہے یہ تیری اُداسی بھی
ہر چینِ جبیں تیری تاریخ کا اک عنواں
ہر ایک جھجک تیری صد جائے تامّل ہے
ہر وہم گماں تیرا ہے روکشِ صد ایماں
قسمت میں تیری اے دل راحت نہ سکوں لیکن
ہر دکھ کا مداوا تو، ہر درد کا تو درماں
ہر دورِ سیہ کا ہے تو مطلعِ صبحِ نو
اے ماتمِ غم زدگاں دے مونسِ مظلوماں
تیرا ہی جلال لے دل آتا ہے نظر مجھ کو
جب ٹھوکریں کھاتی ہے سرتابیٔ سرتاباں
مردودِ خلائق بھی، مسجودِ ملائک بھی
اضداد کا مجموعہ، گہ نادم و گہ ناداں
تاریخ تمدن کا تو راز ہے سربستہ
اخلاق کا پیغمبر سردارِ گنہگاراں
معصوم ہے تو پھر بھی گو تجھ سے ہوا سرزد
نشّے میں محبت کے ہر جرم سیہ کاراں

تپتے ہوئے ماتھے پہ جب مہر ادو بیت
دکھتے ہوئے سینے میں صد کرب و عذابِ جاں
ہے وقت کے چہرے کا غازہ ترا خونِ گرم
سوزِ دلِ انساں ہے جلوہ دہِ ہر عنواں
قطرے تیرے آنسو کے آئینۂ مستقبل
تقدیرِ بنی آدم ہے غم میں ترے پنہاں
ہے تیری یہ مستی جولانگہِ برقِ عقل
ہے عقل میں بھی تیری اندازِ بلا نوشاں
دکھی ہوئی دنیا میں ہیں تیری ہی آوازیں
اے نغمہ سرائے جاں، اے طائرِ خوش الحاں
اے جانِ جہاں دنیا انوار کی دنیا ہے
ہر روز ہے زر افشاں، ہر شب ہے گہر ریزاں
ہر منظرِ فطرت کو ہے تجھ سے ہم آہنگی
یہ مجمعِ ہمدرداں، وہ محفلِ غم خوراں
بن مانگ لیا تو نے پھر بانٹ دیا تو نے
فطرت سے غمِ فطرت، انساں کو غمِ انساں
پایا ہے تجھے مضطر گہ سیج پہ پھولوں کی
گہ دار و رسن پر بھی پایا ہے تجھے خنداں

www.urduchannel.in

آزادی تری فطرت ، ہر قید تری قسمت
آوارۂ ہر گلشن شائستۂ ہر زنداں
اس گلشنِ ہستی کا پُر کیف ہے ہر منظر
پھولوں پہ نظر کرکے کانٹوں پہ نظر کر ہاں
نغموں میں ترے اے دل دیکھی ہے زمانے نے
تصویرِ غمِ دوراں تاثیرِ غمِ جاناں
ہر چیز نشانہ ہے ہر تیر ترازو ہے
اس عالمِ ہستی کے اے فاتحِ عالیشاں
تیرا ہی تصرف ہے تیرا ہی تکلف ہے
وہ بزمِ فریدوں ہو یا انجمنِ کیواں
رن بولتے ہیں لے دل یا تو ہی دھڑکتا ہے
ہیں تیری ہی زد میں سب کیا خیرہ کیا نالاں
دنیا میں ہوئے اے دل کتنے ہی مہابھارت
ارجن کی کماں تھا تو ، تو بھیشم کا تھا پیکاں
ہے کرشن کے گھنگھرو کی جھنکار ترے خوں میں
گیتی کی ہے رادھا کا ہاتھوں میں ترے داماں
جس بانسری کی لے پر مدھوبن کو بھی وجد آیا
تھا اس کے بھی پردے میں ہاں تو ہی تو نغمہ خواں

اٹھی ہیں ترے غم میں تپ کر کئی تہذیبیں
تابندہ ترے خوں سے تاریخ کا ہر عنواں
ان ملکوں کی تہذیبیں تیرے ہی کرشمے تھیں
ہو چین کہ ہندوستاں ، وہ مصر ہو یا ایراں
ظلمات چکاں بھی تو ، انوار فشاں بھی تو
تو بانئ خیر و شر ، تو بیم و رجا کی جاں
بے وجہ نہیں تجھ کو ترجیح ملائک پر
ایک ایک ادا تیری تسخیر گرِ یزداں
جبریل کی بھی ہمت چھٹ جائے جہاں اے دل
ایسی بھی فضاؤں میں پایا تجھے پرافشاں
قائم تری ہمت سے ہے نظمِ جہاں اے دل
بے تیرے بکھر جائے شیرازۂ جسم و جاں
ہے کارِ اہم تیرا تہذیب کو دل دینا
حاصل ہے تمدن کا تیرا عملِ پنہاں
احسان گراں اے دل شاعر پہ بھی ہیں تیرے
ملتی یہ کہاں مجھ کو شائستگئ وجداں
جو غم کے دریچوں سے جنت میں پہنچتی ہیں
وہ ٹھنڈی ہوائیں بھی ہیں تیری نسیمِ جاں

www.urduchannel.in

یہ بزمِ جہاں تجھ سے اک بزمِ محبت ہے
اے عشق کے سوزِ جاں اے جلوہ دہِ خوباں
ابرو میں لچک تیری، تیور میں دمک تیری
تو حسنِ طرحداراں، تو نازشِ کج کلہاں
تیزیٔ سناں تیری، تخلیقِ محبّاں تیری
مطلوبِ جگرداراں، محبوبِ نظر بازاں
کاشیٔ ازل ہے تو، رومائے ابد ہے تو
تو کعبۂ دوراں ہے تو قبلۂ عالیاں
دنیا میں نئے جگ کا وہ شہر بسایا ہے
ہمرنگِ مدائن ہے جس شہر کا ہر ایواں
اس ہند کی مٹی سے تخلیق ہوئی تیری
قرنوں سے رہی ہے جو سیرابِ جوئے حیواں
تجھ میں وہ گھلاوٹ ہے تجھ میں وہ حلاوت ہے
ذب گلِ جنت بھی اس چاشنی کی خواہاں
غم میں ترے پلتا ہے انسان کا مستقبل
اذیتِ غم تجھ کو معلوم نہیں ناداں
اک آیۂ رحمت ہے یہ خط خراشِ غم
ہر زخم کے ساتھ اترا سینے میں نیا قرآں

دنیا میں تری اے دل، ہر روز ہے روزِ غم
دنیا میں تری اے دل، ہر رات شبِ ہجراں
خاموش فضا لیکن دیتی ہے بشارت بھی
پھر بزم سجائے گا تیرا یہ غمِ پنہاں
دشمن کو بھی کرے گا اک روز وہ دوست اپنا
سائے سے بھی اپنے ہے گو آج بشر ترساں
مانا کہ ہے دنیا کا یہ دور بہت نازک
گو موت کے سائے ہیں بر روئے زمیں رقصاں
مایوس نہیں ہوتے، افسردہ نہیں ہوتے
ہر جرم و گنہ کرکے انسان ہے پھر انساں
تاریخ بتاتی ہے گر ایک قدم پیچھے
دو گام بڑھ آنے کا کر لیتی ہے یہ ساماں
کچھ دیر نہ آئے جو فطرت سے بوئے فطرت
کچھ دیر نہ آئے جو انساں سے بوئے انساں
تو اے دلِ غم دیدہ یہ دور عبوری ہے
"خود غیریت" اس جگ کا ہے اک اثرِ پنہاں
منسوخ بھی کرتی ہے تاریخ کچھ اپنے باب
اپنے لئے کرتی ہے قائم وہ نئے عنواں

www.urduchannel.in

اے دل یہ نئے عنواں بھی دیتے ہیں تیری ہی
تیرے ہی تو اشک خوں ہوتے ہیں تپاں تاباں
ہے باد خزاں میں بھی بو تازہ بہاروں کی
شق ہے سیہ بختی ، کشتی ہے شب ہجراں
بے نام سی ل کاوش تقدیر تری اے دل
از صبح ازل کوشاں تا شام ابد کوشاں
پانے کے لیے جس کو گردش میں ہیں پیالے
ہے تیرے ہی پردوں میں وہ راز غم دوراں
تیری یہ کہانی تو دنیا کی کہانی ہے
ہاں خود پہ نظر کر کے دنیا پہ نظر کر ہاں

نغمۂ حقیقت

بے نمود اور نمودار کہیں دیکھا ہے؟ — اس قدر سادہ و پُرکار کہیں دیکھا ہے؟
سودا

بے حجابی یہ کہ ہر صورت میں جلوہ آشکار — اس پہ گھونگھٹ یہ کہ صورت آج تک نادیدہ ہے
آسی غازیپوری

مرا راز نہاں ہرگز سمجھ میں آ نہیں سکتا
جہاں کی سرحد ادراک و اندازہ میں کب میں ہوں
سبب میرا پیمبر ہو کہ عارف پا نہیں سکتا
کہ ان سب کا سبب بس ایک ہی اور وہ سبب میں ہوں
میں اس دنیا کی ہر ہستی کا ہوں سرمایۂ ہستی
مری ہی ذات سے سب ہیں یہاں نشو و نما پاتے
میں ہوں اہل فلک اہل زمیں کی رفعت و پستی
جو آخر کار میری ذات میں ہیں محو ہو جاتے

www.urduchannel.in

جسے معلوم ہے میں لا سبب ہوں اور نا پیدا
مرے زیرِ نگیں جو سارے عالم کو سمجھتا ہے
کبھی اوہامِ باطل سے وہ دھوکا کھا نہیں سکتا
کہ داغِ معصیت سے اس کا دامن پاک ہوتا ہے

ہے ست عقل، ہمدردی، صداقت اور خدا ترسی
شجاعت، خوف، ہستی، مستی، نیکی، ریاکاری
لونِ قلب، دکھ، سکھ، نیکنامی اور بدنامی
سے ہی نور کی کرنیں ہیں یہ کیفیتیں ساری

زمانہ بن ہوں میں ہی دہر کی ہر فرد ہستی کا
دلِ ہر ذرۂ ناچیز میں سازِ انا الکل ہوں
ہوں میں ہی کفر میں اندازِ شانِ حق پرستی کا
کہ ہر بکھرے ہوئے شیرازے کا میں ہی تسلسل ہوں

ترتیب میں ہوں میں ترکیب عقد میں ہوں یکتائی
ہوں پستی کا سہارا اور بلندی کی میں رفعت ہوں
دلِ عاشق میں ہوں درد اور حسینوں میں ہوں رعنائی
میں معنی دہر کی ہر اک حقیقت کی حقیقت ہوں

ہوں جو اندھوں میں وحشت ہوں آنکھ والوں میں
ہوں دمِ خموش تمدن زبان ہوں میں کھلا ہوا میں

روشِ نگیں میں تابش، پری میں ہوں بکھرے بالوں میں
محبت میں ہوں بیباکی، حیا نیچی نگاہوں میں

میں ہوں وہ ہمّت قاتل جس نے لاکھوں کو سلا رکھا
حیاتِ خضر جس پر توڑ دے دم وہ ہمیں میں ہوں
مرے کاٹے ہوؤں نے پھر کبھی پانی نہیں مانگا
جو ڈسے پل جھپکنے میں وہ مارِ آستیں میں ہوں

وہ ہیجان ہوں جو افسردہ خاطر حسن کو کر دے
جو بیخود کر دے میں وہ بادۂ سرجوش ہستی ہوں
وہ برقِ تن ہوں رگ رگ میں جو چنگاریاں بھر دے
نئے سرے جو لائے جوش میں وہ کیف مستی ہوں

میں ہوں وہ ضبط جس میں اضطراب برق پنہاں ہے
وہ بیتابی ہوں جس کی ہر تڑپ ہے ضبط کی منزل
وہ ناکامی ہوں جو صد مقصدوں سے گل بداماں ہے
میں وہ مقصد ہوں جو مطلب براری کو نہیں حاصل

وہ آزادی ہوں زندانِ بلا میں جس کا مسکن ہے
میں ہوں وہ قید، ہیں آزادیاں طوقِ گلو جس کی
میں ہوں وہ بادِ صرصر جس کے ہر جھونکے میں گلشن ہے
میں وہ مجبور لاچین ہوں پا نہیں سکتے ہیں وہ جس کی

www.urduchannel.in

تڑپ وہ ہوں سکونِ انتہائی جس میں پنہاں ہے
سکوں وہ ہوں میں جو افلاک کی گردش کا حامی ہے
وہ منزل ہوں جہاں کیفیتِ شامِ غریباں ہے
غبارِ رہگزر ہوں جس کے ہر ذرّے میں منزل ہے

سرِ شامِ جوانی روئے تاباں کی صباحت ہوں
میں ہر دکھتے ہوئے دل میں جلن ہوں سوزِ پنہاں کی
شبستانِ جمالِ گیسوئے پُرخم کی زینت ہوں
سب جاں بخشش میں میں ہی جھلک ہوں حور زا کی

وہ بیہوشی ہوں میں جو ہوش والوں کا پتہ رکھے
نہ جیتی جا سکی جو آج تک میں ہی وہ بازی ہوں
وہ عریانی ہوں میں جو سارے رازوں کو چھپا رکھے
جو ٹھوکر در بدر کھائے وہ شانِ بے نیازی ہوں

ہے جس میں سربسر وحدت کا عالم میں وہ کثرت ہوں
مری وحدت میں کثرت ہے رہی ہے کثرت میں یکتا ہوں
سنبھل جاتے ہیں سب کے ہوش جس سے میں وہ وحشت ہوں
میں ہوں وہ ہوش جس میں جوش زن ہے وحشت یکتا ہوں

ہوں وہ گم گشتگی ہر جستجو میں جو رہے پنہاں
میں ہوں وہ زندہ دل جس کی اداسی کی نہیں حد ہے

میں ہوں وہ عقدۂ مشکل جو آساں تر ہے جو آساں
وہ دعویٰ ہوں میں جس پہ سب دلیلوں کا چھپی رد ہے

جو کر دے شورِ عالم میں بپا وہ بے زبانی ہوں
وہ وحشی ہوں دمِ ہنگامۂ محشر جو سو جائے
انا الحق بول اٹھے جو عشق کی وہ بدگمانی ہوں
وہ غافل ہوں سرِ دار آ کے جس کی صبح ہو جائے

ہوں میں ہی صبر پانچوں پانڈوں کا دشت گردی میں
میں جانبازی ہوں جنگِ بدر میں سر کھونیوالوں کی
ہوں استقلال میں ہی رام کا صحرا نوردی میں
ہوں گہری نیند خاکِ کربلا میں سونیوالوں کی

غمِ الفت میں ہوں میں نا اُمیدی شامِ ہجراں کی
خرامِ نازوالوں کے دبے پاؤں کی آہٹ ہوں
میں ہر دکھتے ہوئے دل میں چمک ہوں دردِ پنہاں کی
حسینوں کے لبوں پر چوٹ کھائی مسکراہٹ ہوں

محبت والوں میں افسانہ ہوں میں شامِ ہجراں کا
ہوں بے خبری سرِ شامِ جوانی سونے والوں کی
دلوں میں زخم ہوں میں ہی تبسم ہائے پنہاں کا
ہوں میں ہی بیخودی میں سر جھکا کے رونیوالوں کی

www.urduchannel.in

سرشکِ خوں میں ہیں رنگینیاں تیرے ہی جلوؤں کی
مری ہر تابِ نظر چشم و چراغِ اہلِ محفل ہے
مرا خون تپتا ہے رگوں میں حسن والوں کی
رخِ رنگیں کا آئینہ مرا دکھتا ہوا دل ہے

میں ہوں مظلوم کی فریاد ظالم کی ستم کوشی
ہوں زرِ منعم کا مفلس کا غمِ فاقہ کشی میں ہوں
میں ہوں زاہد کا پرہیز اور رندوں کی بلانوشی
حلیموں میں ہوں حلم اور سرکشوں کی سرکشی میں ہوں

شفق میں ہوں میں سرخی چشمِ انجم میں ہوں بیدار
شعاعِ مہرِ عالم تاب میں میں تھرتھراہٹ ہوں
میں ہوں پچھلے پہر میخانۂ عالم کی سرشاری
طلوعِ صبح میں میں ہی فضا کی کپکپاہٹ ہوں

وہ دردِ ہجر ہوں کیفِ وصالِ دوست ہے جس میں
میں ہوں وہ وصل تنہائی ہے جس میں کربِ ہجراں کی
دلِ افسردہ ہوں جو شمع بن جاتا ہے محفل میں
ہوں وہ امید میں ہی جان ہے جو یاسِ حرماں کی

وہ سناٹا ہوں خوابیدہ ہیں جس میں لاکھوں آوازیں
وہ تاریکی ہوں جس میں سیکڑوں خورشید پنہاں ہیں

میں ہوں وہ صلحِ کل چلتی ہیں جس میں لاکھوں تلواریں
وہ دل جمعی ہوں جس میں سیکڑوں خاطر پریشاں ہیں

وہ لب تشنہ ہوں جس کے حلق میں سیلاب جاری ہے
میں وہ دریا ہوں جس میں تشنہ لب لاکھوں تڑپتے ہیں
ہوں وہ جوشِ محبت میں جسے نفرت بھی پیاری ہے
ہوں وہ پیکار ڈنکے صلحِ کل کے جس میں بجتے ہیں

وہ بیداری ہوں دنیا جس میں گہری نیند سوتی ہے
ہوں وہ خوابِ گراں بیدار جس میں رہتا ہے عالم
ہوں وہ دارالمحن جس میں خوشی دن رات ہوتی ہے
ہوں وہ عشرت کدہ رہتا ہے جس میں روز و شب ماتم

میں ہوں وہ چاندنی یہ ماہ جس کا ایک پارہ ہے
بقا جس کا فقط اک لمحہ ہے وہ عمرِ فانی ہوں
میں ہوں وہ دھوپ یہ خورشید جس کا اک شرارہ ہے
سمندر لہر مارے جس میں وہ اک بوند پانی ہوں

وہ خلوت ہوں ہزاروں محفلیں جس میں ہیں پنہاں
وہ ویرانہ ہوں آبادی جہاں دنیا کی بستی ہے
نوائے راز ہوں جس میں ہیں لاکھوں ساز کے نالے
وہ محتاجی ہوں جس کو دولتِ دنیا ترستی ہے

www.urduchannel.in

ادا جس میں شناسائی کی ہے وہ کم نگاہی ہوں
اُنھیں بیگانہ وش جو وہ نگاہِ آشنا ہوں میں
جو آئے خوبیِ قسمت کے ہاتھوں وہ تباہی ہوں
جہاں سوتی ہیں تقدیریں وہ بختِ آزما ہوں میں

میں ہوں وہ رازِ سربستہ رہے جو سر بسر عریاں
شفا ہو ہر مرض کی جو وہ دردِ لادوا میں ہوں
شکستِ فاش ہوں وہ جس پہ ہے فتح و ظفر نازاں
مچلتی ہے فنا کی گود میں جو وہ بقا میں ہوں

میں ایسی تیرگی ہوں [illegible] پنہاں ہے
جو سرچشمہ مہر و ماہ ہے وہ ظلمت ہوں
وہ دوزخ ہوں میں ہر شعلہ جس کا جنت بداماں ہوں
رہے جو نارِ دوزخ در گریباں میں وہ جنت ہوں

اجل کا راز ہے جو وہ حیاتِ جاودانی ہوں
بندھے جو ٹوٹنے سے وہ طلسمِ رنگ و بو ہوں میں
جو چشمک زن بقا سے ہے میں وہ دنیائے فانی ہوں
جسے خود کھا گیا ہوں وہ فریبِ آرزو ہوں میں

نمودِ حسنِ دنیا ہے مری جاتی ہوئی دنیا
نگاہِ حسنِ عالم ہے نگاہِ واپسیں میری

یہ خلقت ہے مرے دردِ محبت کا چمک جانا
وہ عالم کو مٹا کر رکھ دے اک چینِ جبیں میری

یہ نظمِ عالمِ ہستی مرے ہی دم سے قائم ہے
الٹ دوں میں زمیں کو ایک ابرو کے اشارے سے
تلاطم جس سے ہے ہر وقت برپا وہ مرا دم ہے
میں چاہوں تو سمندر دور ہٹ جائے کنارے سے

وہ اک لمحہ ہوں میں جس کا کبھی کٹنا نہیں ممکن
وہ دن ہوں آ کے جو تہہ خموشاں کو جگا جائے
میں ایسا وقت ہوں جس کا کبھی گھٹنا نہیں ممکن
وہ شب ہوں میں ستاروں کو بھی جس میں نیند آ جائے

زمینِ بزمِ جہاں میں حسن اور رونق ہے جو کچھ بھی
ہوا اس کو بہا لے دوست میری بدولت سے
اور دنیا کی ہستی تو فقط اک شان ہے میری
جلا وہ کب [illegible] ہے جو [illegible]

www.urduchannel.in

ترانۂ عشق

ہندی کے ایک مشہور گیت سے متاثر ہو کر یہ نظم کہی گئی۔ وہ گیت یوں شروع ہوتا ہے

جلوا چمکے انجری مچھریا   رن چمکے تروار
سیجوا میں چمکے موسے پیاں کی پگڑیا   بیچیا پہ نیندی بہار

اسی انداز میں یہ نظم کہی گئی ہے ——— فراق

جلوۂ گل کو بلبل بہت ہے   شمع کو گردش شام
بادِ بہاری گل کو بہت ہے   مجھ کو تیرا نام

پل نہ چھپے تیرے بالوں سے   اور نے سے فریاد
پل بھر سن نہ چھپے کانوں سے   مجھ سے تیری یاد

شاخ پہ شعلۂ گل کی لپک ہو   چرخ پہ انجم و ماہ
دنیا پہ سورج کی چمک ہو   مجھ پہ تیری نگاہ

ترانۂ خزاں

ایک بار ریل کے سفر میں اپنے مخلص دوست قاضی عدیل عباسی صاحب کا ساتھ ہو گیا۔ انھوں نے اپنے ایک خاص دھن میں اقبال کا ترانہ "از خواب گراں خواب گراں خواب گراں خیز" سنایا۔ اس ترانے کی لے اور شیلی کی انگریزی نظم "ODE TO THE WEST WIND" اس نظم کی محرک ہوئی ——— فراق

یک لخت بدلتی ہوئی عالم کا سماں چل
اک آگ لگاتی ہوئی لرزاں و تپاں چل
جاتی ہوئی دنیائے چمن کی نگراں چل
آتی ہوئی رنگینیوں سے جلوہ فشاں چل

اے بادِ خزاں بادِ خزاں بادِ خزاں چل
اے بادِ خزاں چل

جز کو چمن میں جو چٹکنا ہو چٹک لے
جس رنگ کو گلشن میں چمکنا ہو چمک لے
گر حسن گلستاں کو دمکنا ہو دمک لے
کچھ دن کو گر بادِ بہاری بھی بہک لے

اے بادِ خزاں بادِ خزاں بادِ خزاں چل
اے بادِ خزاں چل

www.urduchannel.in

بدمستیوں کا دور گزر جائے گزر جائے
برگ و گل و سبزہ کا چڑھا نشہ اتر جائے
یہ بزمِ چمن سوئے عدم خاک بسر جائے
شیرازہ گلزار بکھر جائے بکھر جائے

اے بادِ خزاں بادِ خزاں بادِ خزاں چل
اے بادِ خزاں چل

پھولوں کے چراغاں کو بجھا دے تو بجھا دے
آتے ہی گلستاں میں اک اندھیر مچا دے
ہر شاخ کو اک نکہت برباد بنا دے
گلزار کا گلزار لٹا دے تو لٹا دے

اے بادِ خزاں بادِ خزاں بادِ خزاں چل
اے بادِ خزاں چل

ارباب چمن کو کفنِ خاک اڑھاتی
پائندگی ہر ذرہ میں آتی ہے چھپاتی
تو مرگِ نباتات ہے تو روحِ نباتی
یا جانِ نمو موجِ فنا بن کے ہے آتی

اے بادِ خزاں بادِ خزاں بادِ خزاں چل
اے بادِ خزاں چل

پھولے ہوئے گلزار کو ویران کیا ہے
طاؤس کو اڑتی ہوئی ناگن نے ڈسا ہے
اک قہر ہے آفت ہے قیامت ہے بلا ہے
یا باغ میں لہرائی ہوئی برقِ فنا ہے

اے بادِ خزاں بادِ خزاں بادِ خزاں چل
اے بادِ خزاں چل

سوکھا جو چمن اور ہوئی شانِ گلستاں
کیا جانئے کیوں حسن بنا سوختہ ساماں
ہر ذرہ سے اب وسعتِ صحرا ہے نمایاں
عالم ہے بنا باغ کا یہ منظرِ ویراں

اے بادِ خزاں بادِ خزاں بادِ خزاں چل
اے بادِ خزاں چل

گو سو طرح آباد ہیں آبادِ وطن بھی
پھیلاتے ہیں انسان کو اجڑے ہوئے بن بھی
بے کیف نہیں بے گل و بے برگ چمن بھی
ہے دیکھنے کی چیز یہ عریانیِ تن بھی

اے بادِ خزاں بادِ خزاں بادِ خزاں چل
اے بادِ خزاں چل

www.urduchannel.in

ویرانیوں سے خطۂ گلزار کر آباد
آبادیوں سے عرصۂ گلزار کر آزاد
آئے نظر اک عالمِ ہو، ہر دل ناشاد
یہ کہنے لگے اب گل و گلزار نہیں یاد

اے بادِ خزاں بادِ خزاں بادِ خزاں چل
اے بادِ خزاں چل

ہر نکہت و ہر رنگِ گلستاں کو مٹا دے
ہر تفرقۂ ہر طرح کی تمیز اٹھا دے
گلزار کو ہر قیدِ تعین سے چھڑا دے
اک جلوۂ بے کیف گلستاں کو بنا دے

اے بادِ خزاں بادِ خزاں بادِ خزاں چل
اے بادِ خزاں چل

پھولوں کا بھرا جامِ شہادت کا پلا دے
سرمستیٔ گلزار کو تو کیفِ فنا دے
ہے موت میں - راز یہ دنیا کو بتا دے
رنگِ چمنستانِ خزاں دیدہ دکھا دے

اے بادِ خزاں بادِ خزاں بادِ خزاں چل
اے بادِ خزاں چل

جولاں دہِ ہستیٔ پریشانِ چمن تو
تنہا دمِ تنہائی نگہبانِ چمن تو
خلوت کدۂ راز میں مہمانِ چمن تو
خمیازہ کشِ بادۂ عرفانِ چمن تو

اے بادِ خزاں بادِ خزاں بادِ خزاں چل
اے بادِ خزاں چل

تو رہ زنِ سرمایہ و سامانِ گلستاں
تو رہبرِ منزلِ عرفانِ گلستاں
از سمتِ عدم سلسلہ جنبانِ گلستاں
جانِ دگر قالبِ بے جانِ گلستاں

اے بادِ خزاں بادِ خزاں بادِ خزاں چل
اے بادِ خزاں چل

ویران چمن میں بھی ہے اک شانِ نزاکت
اک معنویت اس میں ہے اک شانِ لطافت
یک رنگیٔ کائنات ہے گل و لالہ کی کثرت
تو آ! کہ گلستاں بنے آئینۂ وحدت

اے بادِ خزاں بادِ خزاں بادِ خزاں چل
اے بادِ خزاں چل

www.urduchannel.in

جلوے ہیں سمائے ہوئے ویران فضا میں
ہیں راز بسائے ہوئے سنسان فضا میں
ہر آن نئی ہوتی ہے اک شان فضا میں
اک جان سی پڑ جاتی ہے ہر آن فضا میں

اے بادِ خزاں بادِ خزاں بادِ خزاں چل
اے بادِ خزاں چل

یہ فصلِ خزاں موت کا افسانہ سنا جائے
ہر برگِ چمن زار پر اک نشہ سا چھا جائے
ہر پھول کو خوابِ عدم آباد دکھا جائے
جاگے ہوئے گلزار کو اک نیند سی آ جائے

اے بادِ خزاں بادِ خزاں بادِ خزاں چل
اے بادِ خزاں چل

تو ہے وہ ہوا شعلۂ گل کو جو بجھا دے
وہ آگ ہے جو باغِ تر و تازہ جلا دے
ہر نقش کے ہر رنگ کے آثار مٹا دے
گلزار کو تو دامنِ خنجر کی ہوا دے

اے بادِ خزاں بادِ خزاں بادِ خزاں چل
اے بادِ خزاں چل

جھونکے وہ چلیں غنچۂ سربستہ بکس جائے
سوسن کی زباں قطرۂ شبنم کو ترس جائے
ہاں بوئے کفن پیرہنِ باغ میں بس جائے
گلزار میں ہر چار طرف آگ برس جائے

اے بادِ خزاں بادِ خزاں بادِ خزاں چل
اے بادِ خزاں چل

ہر ذرے میں رکھ دی ہو جو اک آتشِ پنہاں
بھڑکے گی وہی بن کے گل و لالہ و ریحاں
اے مرگِ مفاجاتِ چمن جانِ گلستاں
ہیں کتنی بہاریں تری شرمندۂ احساں

اے بادِ خزاں بادِ خزاں بادِ خزاں چل
اے بادِ خزاں چل

آتے ہوئے گلزار کا گلزار لٹا دے
جاتے ہوئے گلزار کا گلزار کھلا دے
تو ہستیِ گلزار عدم کر کے دکھا دے
پھر اس عدم آباد کو گلزار بنا دے

اے بادِ خزاں بادِ خزاں بادِ خزاں چل
اے بادِ خزاں چل

www.urduchannel.in

شامِ عیادت

اگست ۱۹۴۴ء

سول اسپتال الٰہ آباد میں بسترِ علالت سے

(۱)

یہ کون مسکراہٹوں کا کارواں لیے ہوئے
شباب و شعر و رنگ و نور کا دھواں لیے ہوئے

دھواں کہ برقِ حسن کا مہکتا شعلہ ہے کوئی
چٹیلی زندگی کی شادمانیاں لیے ہوئے

لبوں سے پنکھڑی گلاب کی حیات مانگے ہے
کنول سی آنکھ سو نگاہِ مہرباں لیے ہوئے

قدم قدم پہ دے اٹھی ہے لو زمینِ رہ گزر
ادا ادا میں بے شمار بجلیاں لیے ہوئے

نکلتے بیٹھتے دنوں کی آہٹیں نگاہ میں
رسیلے ہونٹ فصلِ گل کی داستاں لیے ہوئے

خطوطِ رخ میں جلوہ گر وفا کے نقش سر بسر
دلِ غنی میں کل حسابِ دوستاں "لیے ہوئے

وہ مسکراتی آنکھیں جن میں رقص کرتی ہے بہار
شفق کی، گل کی، بجلیوں کی شوخیاں لیے ہوئے

ادائے حسن برق پاش، شعلہ زن، نظارہ سوز
فضائے حسن اودی اودی بدلیاں لیے ہوئے

جگانے والے نغمۂ سحر لبوں پہ موج زن
نگاہ میں نیند لانے والی لوریاں لیے ہوئے

وہ نرگسِ سیاہ، نیم باز، میکدہ بدوش
ہزار مست راتوں کی جوانیاں لیے ہوئے

تغافل و خمار اور بے خودی کی اوٹ میں
نگاہ میں اک جہاں کی ہوشیاریاں لیے ہوئے

ہری بھری رگوں میں وہ چہکتا بولتا لہو
وہ سوچتا ہوا بدن خود اک جہاں لیے ہوئے[1]

زفرق تا قدم تمام چہرہ جسمِ نازنیں
لطیف جگمگاہٹوں کا کارواں لیے ہوئے

جنبش تیکھے، تکلّمش ترنّمے،
نفس نفس میں تھرتھراتا سازِ جاں لیے ہوئے

[1] HER PURE AND ELOQUENT BLOOD SPOKE IN HER CHEEKS,
AND SO DISTINCTLY WROUGHT THAT ONE MIGHT SAY,
HER BODY THOUGHT (JOHN DONNE)

www.urduchannel.in

جبینِ نور جس پہ پڑ رہی ہے نرم چھوٹ سی
خود اپنی جگمگاہٹوں کی کہکشاں لیے ہوئے

"ستارہ بار و مہ چکاں، و نور فشاں" جمالِ یار
جہانِ نور کارواں بہ کارواں لیے ہوئے

وہ زلف خم بہ خم شمیم مست سے دھواں دھواں
وہ رخ چمن چمن بہار جاوداں لیے ہوئے

بہشتِ جمال کائنات، خوابِ کائنات
یہ گردشِ نگاہ دورِ آسماں لیے ہوئے

یہ کون آ گیا مرے قریب عضو عضو میں
جوانیاں جوانیوں کی آندھیاں لیے ہوئے

یہ کون آنکھ پڑ رہی ہے مجھ پہ اتنے پیار سے
وہ بھولی سی وہ یاد سی کہانیاں لیے ہوئے

کیلی مہکی سانسیں تازہ کر گئیں دماغ
شبوں کے راز نورِ مہ کی نرمیاں لیے ہوئے

یہ کن نگاہوں نے مرے گلے میں باہیں ڈال دیں
جہان بھر کے دکھ سے درد سے اماں لیے ہوئے

نگاہِ یار دے گئی مجھے سکونِ بے کراں
وہ بے کہی وفاؤں کی گواہیاں لیے ہوئے

مجھے جگا رہا ہے موت کی غنودگی سے کون
نگاہوں میں سہاگ رات کا سماں لیے ہوئے

مری فسردہ اور بجھی ہوئی جبیں کو چھو لیا
یہ کس نگاہ کی کرن نے سازِ جاں لیے ہوئے

ستے ہے چہرے پر حیات [illegible]
نہ جانے کب کے آنسوؤں کی داستاں لیے ہوئے

تبسمِ سحر ہے اسپتال کی اداس شام
یہ کون آ گیا نشاطِ بے کراں لیے ہوئے

ترے نہ آنے تک اگرچہ مہرباں تھا اک جہاں
میں رو کے رہ گیا ہوں سو غمِ نہاں لیے ہوئے

زمین مسکرا اٹھی، یہ شام جگمگا اٹھی
بہار لہلہا اٹھی شمیمِ جاں لیے ہوئے

فضائے اسپتال ہے کہ رنگ و بو کی [illegible]
ترے جمالِ لالہ گوں کی داستاں لیے ہوئے

فراق آج پھیل [illegible] رات کیوں نہ مر رہوں کہ اب
حیات ایسی شام میں ہوگی [illegible] لیے ہوئے

www.urduchannel.in

(۲)

مگر نہیں کچھ اور مصلحت تھی اس کے آنے میں
جمال و دیدہ رکھتے نیا جہاں لئے ہوئے

اسی نئے جہاں میں آدمی بنیں گے آدمی
جبیں پہ شاہکارِ دہر کا نشاں لئے ہوئے

اسی نئے جہاں میں آدمی بنیں گے دیوتا
لباروں کا فرقِ پاک پر نشاں لئے ہوئے

خدائی آدمی کی ہوگی اس نئے جہان پر
ستاروں کے میں دل پہ پیش گوئیاں لئے ہوئے

سلگتے دل شرر فشاں و شعلہ بار و برق پاش
گزرتے دن حیاتِ نو کی سرخیاں لئے ہوئے

قسم قول اور تبسم نگاہِ نازِ یار تھی
طلوعِ زندگیِ نو کی داستاں لئے ہوئے

نیا جنم ہوا میرا کہ زندگی نئی ملی
جیوں گا شامِ دید کی نشانیاں لئے ہوئے

نہ دیکھا آنکھ اٹھا کے عہدِ نو کے پردہ داروں نے
گزر گیا زمانہ یادِ رفتگاں لئے ہوئے

ہم انقلابیوں نے یہ جہاں بچا لیا مگر
ابھی ہے اک جہاں وہ بدگمانیاں لئے ہوئے

(۳)

نئے زمانے میں اگر اداس خود کو پاؤں گا
یہ شام یاد کر کے اپنے غم کو بھول جاؤں گا

عیادتِ حبیب سے وہ آج زندگی ملی
خوشی بھی چونک اٹھی غم کی آنکھ کھل گئی

اگرچہ ڈاکٹر نے مجھ کو موت سے بچا لیا
پر اس کے بعد اس نگاہ نے مجھے جلا لیا

نگاہِ یار تجھ سے اپنی منزلیں میں پاؤں گا
تجھے جو بھول جاؤں گا تو راہ بھول جاؤں گا

(۴)

قریب تر میں ہو چلا ہوں دکھ کی کائنات سے
میں اجنبی نہیں رہا حیات سے ممات سے

وہ دکھ ہے کہ مجھ پہ کھل گیا ہے درد کائنات
ہے اپنے آنسوؤں سے مجھ پہ آئینۂ غمِ حیات

یہ بے قصور جاندار درد جھیلتے ہوئے
یہ خاک و خوں کے پتلے اپنی جاں پہ کھیلتے ہوئے

وہ زیست کی کراہ جس سے بیقرار ہے فضا
وہ زندگی کی آہ جس سے کانپ اٹھتی ہے فضا

www.urduchannel.in

کفن بجا آنسوؤں کا دکھ کی ماری کائنات پر
ثبات کیا، انھیں حقیقتوں سے ہونا بے خبر [1]
جو آنکھ جاگتی رہی ہے آدمی کی موت پر
وہ ابر رنگ رنگ کو بھی دیکھتی ہے سادہ تر [2]

سکھا گیا ہے دکھ مرا پرائی پیر جاننا
نگاہ یار تھی یہاں بھی آج میری رہنما
یہی نہیں کہ مجھ کو آج زندگی نئی ملی
حقیقت حیات مجھ پہ سو طرح سے کھل گئی

گواہ ہے یہ شام اور نگاہ یار ہے گواہ
خیال موت کو میں اپنے دل میں اب نہ دوں گا راہ
جیوں گا ہاں جیوں گا اے نگاہ آشنائے یار
سدا سہاگ زندگی ہے اور جہاں سدا بہار

(۵)

ابھی تو کتنے ناشنیدہ نغمۂ حیات ہیں
ابھی نہاں درون کتنے رازِ کائنات ہیں

[1] THE SENSE OF TEARS IN THINGS HUMAN "VIRGIL"

[2] THE CLOUDS THAT GATHER ROUND THE SETTING SUN DO TAKE A SOBER COLOURING FROM AN EYE THAT HATH KEPT WATCH O'ER MAN'S MORTALITY WORDSWORTH

ابھی تو زندگی کے ناچشیدہ رس ہیں سیکڑوں
ابھی تو ذائقے ہیں ہم اپنے غم کے جس میں سیکڑوں
ابھی وہ لے رہی ہیں میری شاعری میں کروٹیں
ابھی چھلکنے والی ہیں چھپی ہوئی حقیقتیں

ابھی تو بحر و بر پہ سو رہی ہیں میری وہ صدائیں
جو سن لوں انھیں تو پھر وہ کائنات کو جگائیں
ابھی تو روح بن کے ذرے ذرے میں سماؤں گا
ابھی تو صبح بن کے میں افق پہ تھرتھراؤں گا

ابھی تو میری شاعری حقیقتیں لٹائے گی
ابھی مری صدائے درد اک جہاں پہ چھائے گی

ابھی تو آدمی اسیرِ دام ہے غلام ہے
ابھی تو زندگی صدائے انقلاب کا پیام ہے

ابھی تمام زخم و داغ ہے تمدنِ جہاں
ابھی رخِ بشر پہ ہیں بہیمیت کی جھائیاں
ابھی شیطنتوں پہ فتح پا نہیں سکا بشر
ابھی مقدروں کو بس میں لا نہیں سکا بشر

ابھی تو اس دکھی جہاں میں موت ہی کا دور ہے
ابھی تو جس کو زندگی کہیں وہ چیز اور ہے

www.urduchannel.in

ابھی تو خون تھوکتی ہے زندگی بہار میں
ابھی تو رونے کی صدا ہے نغمۂ ستار میں

ابھی تو [illegible] بہار پر ہوا نیا
ابھی تو دیدنی ہیں ہر چمن کی بے فضائیاں

ابھی فضائے دہر لے گی کروٹوں پہ کروٹیں
ابھی تو سوتی ہیں ہواؤں کی [illegible]

کہ جن کو سنتے ہی حکومتوں کے رنگ زرد ہیں
چٹخیں جن کی سرکشوں کی گردنیں مروڑ دیں

ابھی تو سینۂ بشر میں سوتے ہیں وہ زلزلے
کہ جن کے جاگتے ہی موت کا بھی دل دہل اٹھے

ابھی تو بطنِ غیب میں ہے اس سوال کا جواب
خدائے خیر و شر بھی دے نہیں سکا تھا جس کی تاب

ابھی تو گود میں ہیں دیوتاؤں کی وہ ماہ و سال
جو دیں گے ذرہ ذرہ کے بدن حیات کو جلال

ابھی رگِ جہاں میں زندگی مچلنے والی ہے
ابھی حیات کی نئی شراب ڈھلنے والی ہے

ابھی چھری ستم کی ڈوب کر اچھلنے والی ہے
ابھی تو حسرت اک جہان کی نکلنے والی ہے

ابھی تو گھن گرج سنائی دے گی انقلاب کی
ابھی تو گوش بر صدا ہے بزمِ آفتاب کی[۱] ۱ بزمِ آفتاب یعنی نظام شمسی

ابھی تو پونجی واد[۲] کو جہان سے مٹانا ہے
ابھی تو سامراجوں کو سزائے موت پانا ہے

ابھی تو دانت پیستی ہے موت شہریاروں کی
ابھی تو خون اتر رہا ہے آنکھوں میں ستاروں کی

ابھی تو اشتراکیت کے جھنڈے گڑنے والے ہیں
ابھی تو جڑ سے کشت و خوں کے تخم اکھڑنے والے ہیں

ابھی کسان و کامگار راج[۳] ہونے والا ہے
ابھی بہت جہان میں کام کاج ہونے والا ہے

مگر ابھی تو زندگی مصیبتوں کا نام ہے
ابھی تو نیند موت کی مرے لئے حرام ہے

یہ سب پیام اک نگاہ میں وہ آنکھ دے گئی
بیک نظر کہاں کہاں مجھے وہ آنکھ لے گئی

۲ پونجی واد، سرمایہ داری، سامراج، شہنشاہیت یا ملوکیت

۳ کسانوں اور مزدوروں کا راج

www.urduchannel.in

حسن کی دیوی سے

یہ رنگ رنگ جوانی چمن چمن پیکر
یہ غنچہ غنچہ تبسم، قدم قدم گفتار

نگاہ پھول، لب ناز، شعلۂ عشق
شباب میکدہ بردوش، گلستاں بکنار

یہ ہے صدا کی کھنک یا ترنم جھری
یہ گام گام چراغاں، یہ گرمئ رفتار

جما ہی لیتے ہوئے بھی پیالۂ تن بعضو
تمام نشہ ز سر تا قدم تمام خمار

بدن میں آئینہ در آئینہ بہار نہاں
رگوں میں راگنیوں کی ملی جلی جھنکار

تناؤ مد بھرے سینے کا یہ کمر کا تناؤ
خطوط جسم سرنگی کے ہیں کھنچے ہوئے تار

ان انکھڑیوں میں جلیں جرم و لیکے چراغ
پلک نگاہ کے شعلوں کی ابروئے خمدار

یہ سب ہی مگر اللہ رے یہ معصومی
انہ کو بھی کریں پاکیزہ حسن کے اطوار

یہ انگ انگ میں رس جیسے لفظوں میں دعائیں
یہ بات بات میں امرت کی ہلکی ہلکی پھوار

فراز سینہ پہ ترشے ہوئے دو سیب کا مل
وہ جسم چاندنی میں جیسے چھوٹتا ہو انار

قد جمیل ہے یا کامدیو کی ہے کماں
نظر کے پھول گندھے تیر کرتے جاتے ہیں پار

کھلا کھلا شفقستان صبح پیکر ناز
یہ تہ بہ تہ سیہ زلف سیاہ ابر بہار

خم ذقن ہے کہ ترشا ہوا کوئی کوندا
ازل کے کھلتے ہوئے گلستاں گل رخسار

اٹھی ہے کنپٹیوں کے پرے سی پھٹتی ہوئی
دمکتی لوح جبیں صاف مطلع انوار

ستارہ دل پتا ہے غضب سحر طور ہیں
کہ ذہن کے نہاں خانے میں شعلے چھپے آئے قرار

قد ناز پہ پنچھی یہاں تو برق جوئی
ہے یہ جلووں کی تجدید صورت تکرار

ہر ایک عضو ہے آئینہ رخ یزداں
بدن ہے شیشہ گران خیال کا شہکار

خرام ناز وہ اونچی کرے جو سطح حیات
نگاہ ناز بڑھائے جو زندگی کا وقار

یہ چہرہ صبح بنارس یہ زلف شام اودھ
کہ پیکر نازک فضائے خلد شکار

ز فرق تا بقدم یہ تناسب اعضا
کہ بت تراشی یونان دیا ہیں منہ نثار

لطافت قد رعنا ریاضت تخلیق
فضائے عارض تر زندگی کی آئینہ دار

دہن وہ کھل کے بکھرا دیں چمن میں تو زمزم
دہن کے رخ کو دیکھے اگر نسیم بہار

نظر کے سامنے ہے حسن آنکھ اوجھل بھی
تمام لذت دید و حسرت دیدار

جو سن سکے کوئی ہر عضو بات کرتا ہے
نظر نظر ہے تکلم ادا ادا گفتار

ان انگلیوں کے اشاروں سے چل اٹھے ہیں کنول
ہے عشوہ عشوہ نثار ادا ادا گھبار

گواہ دیدۂ مشتاق چہرہ ہے ہر عضو
نہاں ہے سمجھے پیکر تراشنے نگار

کشش ہے حسن کی یا مرتعش ہجوم نگاہ
یہ نکہت دم نکہت دم بہار

شباب رنگ پہ ہے بولتا ہے جوش ناز
صدا نکھر گئی رگ میں لہو کی یہ جھنکار

بدن میں سر سے قدم تک چٹکتی ہیں کلیاں
ہے تبسم ہر عضو شگفت صبح بہار

نزاکت خط گردن سنہری حلقۂ نور
لطافت تن رعنا نمونہ کا معیار

نہ آئینے کی ضرورت نہ چشم حیراں کی
بجائے خود تن رنگیں ہے حسرت دیدار

بس کرن ہے وہ آنکھوں میں جس کی تاب نہ لا
فرشتے عشق سے جھکو نہیں ذرا انکار

www.urduchannel.in

جمال ہے کہ مجسم کھنچی ہوئی اک الاپ — نشانِ نغمہ[1] ہے ایک ایک خطِ جسمِ نگار
بلا بلا کے بھی جس کو کوئی نہ جان سکا — نگاہِ ناز وہ ناقوسِ عالمِ اسرار
نگاہِ شوخ میں صدہا مطالبِ رنگیں — سکوتِ ناز میں صدہا معانیِ تہ دار
خدا بھی سوچے جو شکلوں کی اصطلاحوں میں — یہی نقوشِ بدن ہوں گے سرحدِ افکار
خیال کے بھی تو خطوں میں عرض و طول نہیں — انھیں کے ملنے سے پیدا ہوا یہ جسمِ نگار
شبِ وصال کٹے پھر بھی یہ کنوارا پن — تمام غنچہ صفت ہے کھلا ہوا گلزار
یہ بجھ رہی نظر یہ فسوں کاریِ حسن — یہ خوابناکیِ جلوہ یہ جسمِ رو بیدار
صدائے ناز میں جیسے چمک ستاروں کی — وہ بات کرنے میں آواز کا چڑھاؤ اتار
کنار میں بھی اسے لے کے ڈھونڈتے ہی رہے — سپردگی کے بھی پہلو میں صد ادائے فرار
فضائیں چونک اٹھیں اس کی جنبشِ لب پر — پیامِ سرمدیِ حسن زندگی کی پکار
پیامِ وحدتِ انسانیت وہ آنکھوں میں — کہ کفر و دین بھلا بیٹھے کافر و دیندار
یہ دیدِ حسن کے لمحے برس برس کے ہیں دن — منائے جائیں بیک وقت جیسے کل تہوار
ہر اک نگاہ میں اندیشہ ہائے دور و دراز — چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار
بیانِ وارفتہ حسن کے تصور کا — ہے ہر لمحہ بھی اک وقفۂ بقا آثار
وہی نمودِ حسن جو تاریخ کو معانی دے — وہی ہے عشق جو بن جائے زیورِ کردار
اسی کے زیرِ مژہ پل رہی ہیں تہذیبیں — ردائے نازِ تمدن کی ہے علم بردار
جو دستِ ناز چھوئے مرد کی جبینِ غیور — کرے وہ ہر شکنِ کرب زندگی ہموار
کریں نہ عظمتِ عورت کا ان سے اندازہ — تمام علم و عمل اسی کی ممتا پہ نثار

[1] نشانِ نغمہ یعنی MUSICAL NOTATION

وہی تو عشق کی معراج ہے جو قدموں پہ — جھکائے سر کو تو اونچا ہو مرد کا پندار
خدا گواہ کہ عورت ہے ملکۂ آفاق — یہ مہر و ماہ و کواکب سب اس کے باج گزار
اسی کو ہم تو خدائی سنوار کہتے ہیں — وہ دل نواز ادائے نظر کی اک جھنکار
جبیں سے تا کفِ پا روپ یوں مہتاب — وہ چہرے آئے نظر جسم ہے کہ شہرِ نگار
جمال پگھلا رہا ہے شعور ریز اس میں — نصیبِ عشق کہ صورت پکڑ گئے افکار
ڈرا ڈرا سا ہوں میں اپنی خوش نصیبی پہ — کہ اس کو چھین سکے مجھ سے گنبدِ دوّار
سناؤں کیا میں ندیم اپنی داستانِ حیات — کہ شرحِ دوزخ و جنت ہے میری لیل و نہار

فراقؔ ہم تو کہیں گے حیات پر ایماں
ابھی جو لا نہ سکے اس کو دیکھ لیں اک بار

www.urduchannel.in

ہنڈولہ

دیارِ ہند تھا گہوارہ ——— یاد ہے ہمدم:
بہت زمانہ ہوا ——— کس کے کس کے بچپن کا
اسی زمین پہ کھیلا ہے رام کا بچپن
اسی زمین پہ اُن ننھے ننھے ہاتھوں نے
کسی سمے میں دھنش بان کو سنبھالا تھا
اسی دیار نے دیکھی ہے کرشن کی لیلا
یہیں گھروندوں میں سیتا، سلوچنا، رادھا
کسی زمانے میں گڑیوں سے کھیلتی ہوں گی
یہی زمیں، یہی دریا، پہاڑ، جنگل، باغ
یہی ہوائیں، یہی صبح و شام، سورج، چاند
یہی گھٹائیں، یہی برق و رعد و قوس و قزح
یہیں کے گیت، روایات، موسموں کے جلوس
ہوا زمانہ کہ سدھارتھ کے تھے گہوارے
انہیں میں آنکھ کھلی تھی اشوکِ اعظم کی

انہی نظاروں میں بچپن کٹا تھا وکرم کا
سنا ہے بھرتری ہری بھی انہیں سے کھیلا تھا
بھرت[1]، اگست، کپل، ویاس، پاشی، کوٹلیہ
جنک، وششٹ، منو، والمیک، وشوامتر
کناد، گوتم و راما انج، کمارل بھٹ
موہنجو ڈارو، ہڑپا کے اور اجنتا کے
بنانے والے یہیں بلبوں سے کھیلے تھے
اسی ہنڈولے میں بھوبھوت و کالیداس کبھی
ہمک ہمک کے جو تتلا کے گنگناتے تھے
سرستی نے زبانوں کو ان کی چوما تھا
یہیں کے چاند و سورج کھلونے تھے اُن کے
انہی فضاؤں میں بچپن پلا تھا خسرو کا
اسی زمیں سے اٹھے تان سین اور اکبر
رحیم، نانک و چیتنیہ اور چشتی نے
انہی فضاؤں میں بچپن کے دن گزارے تھے
اسی زمیں پہ کبھی شاہزادۂ خرم
ذرا سی دل شکنی پر جو رو دیا ہوگا
بھر آیا تھا دل نازک تو کیا عجب اس نے

[1] شکنتلا کا بیٹا جس کے نام کی رعایت سے یہ ملک بھارت کہلایا (فراق)

www.urduchannel.in

ان آنسوؤں میں جھلک تاج کی بھی دیکھی ہو
اہلیا بائی ، دمن ، پدمنی و رضیہ نے
یہیں کے پیڑوں کی شاخوں میں ڈالے تھے جھولے
اسی فضا میں بڑھائی تھی پینگ بچپن کی
انہی نظاروں میں ساون کے گیت گائے تھے
اسی زمین پہ گھٹنوں کے بل چلے ہوں گے
ملک محمد و رس کھان اور تلسی داس
انہی فضاؤں میں گونجی تھی توتلی بولی
کبیر داس ، تکا رام ، سور و میرا کی
اسی ہنڈولے میں ودیاپتی کا کنٹھ کھلا
اسی زمین کے تھے لال میر و غالب بھی
ٹھمک ٹھمک کے چلے تھے گھروں کے آنگن میں
انیس و حالی و اقبال اور وارث شاہ
یہیں کی خاک سے ابھرے تھے پریم چند و ٹیگور
یہیں سے اٹھے تھے تہذیب ہند کے معمار
اسی زمین نے دیکھا تھا بال پن ان کا
یہیں دکھائی تھیں نانک نے بال لیلائیں
یہیں ہر ایک کے بچپن نے تربیت پائی

[illegible]

یہیں ہر ایک کے جیون کا بال کانڈ کھلا
یہیں سے اٹھتے بگولوں کے ساتھ دوڑے ہیں
یہیں کی مست گھٹاؤں کے ساتھ جھومے ہیں
یہیں کی مدھ بھری برسات میں نہائے ہیں
لپٹ کے کیچڑ و پانی سے بچپنے ان کے
اسی زمین سے اٹھے وہ دیش کے ساونت
اڑا دیا تھا جنہیں کمپنی نے توپوں سے
اسی زمین سے نکلی ہیں ان گنت نسلیں
پلے ہیں ہند ہنڈولے میں ان گنت بچے
مجھ ایسے کتنے ہی گمنام بچے کھیلے ہیں
مجھ ایسے کتنے ہی گمنام مرد و زن اٹھے
اسی زمیں سے اسی میں سپرد خاک ہوئے
زمین ہند اب آرام گاہ ہے ان کی
اس ارض پاک سے اٹھیں بہت سی تہذیبیں
یہیں طلوع ہوئیں اور یہیں غروب ہوئیں
اسی زمین سے ابھرے کئی علوم و فنون
فراز کوہ ہمالہ ، یہ رود گنگ و جمن
اور ان کی گود میں پروردہ کارواں نے
یہیں رموز خرام سکوں تمام سیکھے

www.urduchannel.in

نسیم صبح تمدن نے بھیرویں چھیڑی
یہیں وطن کے ترانوں کی وہ پویں پھوٹیں
وہ بے قرار سکوں زا ترنم سحری
وہ کپکپاتے ہوئے سوز و ساز کے شعلے
انہی فضاؤں میں انگڑائیاں جو لے کے اٹھے
لوؤں سے جن کے چراغاں ہوئی تھی بزم حیات
جنھوں نے ہند کی تہذیب کو ـــ نیاز ہوا
بہت سے زاویوں سے آئینہ دکھایا تھا
اسی زمیں پہ ڈھلی ہے مری حیات کی شام
اسی زمین پہ وہ صبح مسکرائی ہے
تمام شعلہ و شبنم ۔ مری حیات کی صبح
سناؤں آج کہانی میں اپنے بچپن کی
دل و دماغ کی کلیاں ابھی نہ چٹکی تھیں
ہمیشہ کھیلتا رہتا تھا بھائی بہنوں میں
ہمارے ساتھ محلے کی لڑکیاں لڑکے
مچائے رکھتے تھے بالک اُدھم ہر ایک گھڑی
لہو ترنگ، اچھل پھاند کا یہ عالم تھا
محلہ سر پہ اٹھائے پھرے جدھر گزرے
ہمارے چہچہے اور شور گونجتے رہتے

چہار سمت محلے کے گوشے گوشے میں
فضا میں آج بھی لاریب گونجتے ہوں گے
اگرچہ دوسرے بچوں کی طرح تھا میں بھی
بظاہر اوروں کے بچپن سا تھا مرا بچپن
یہ سب ہی سہی بچپن کی شخصیت بھی تھی ایک
وہ شخصیت کہ بہت شوخ جس کے تھے خد و خال
ادا ادا میں کوئی شانِ انفرادی تھی
غرض کچھ اور ہی لچھن تھے میرے بچپن کے
مجھے تھا چھوٹے بڑوں سے بہت شدید لگاؤ
ہر ایک پر میں چھڑکتا تھا اپنی ننھی سی جاں
دل امنڈ آتا تھا ایسا کہ جی یہ چاہتا تھا
اٹھا کے رکھ لوں کلیجے میں اپنی دنیا کو
مجھے ہے یاد ابھی تک کہ کھیل کود میں بھی
کچھ ایسے وقفے پر اسرار آ ہی جاتے تھے
کہ جن میں سوچنے لگتا تھا کچھ مرا بچپن
کئی سوال بے لفظ چھونے لگتے تھے
بطونِ غیب سے میرے شعورِ اصغر کو

www.urduchannel.in

ہر ایک منظرِ مانوس گھر کا ہر گوشہ
کسی طرح کی ہو گھر میں سجی ہوئی ہر چیز
مرے محلے کی گلیاں، مکان در و دیوار
چبوترے، کنوئیں کچھ پیڑ، جھاڑیاں بیلیں
وہ پھیری والے کی ان کے بھانت بھانت کے بول
وہ جانے بوجھے مناظر، وہ آسمان و زمیں
بدلتے وقت کا زینہ گرمی و خنکی

غروبِ مہر میں رنگوں کا جاگتا جادو
شفق کے شیش محل میں گداز پنہاں سے
جواہروں کی چٹانیں سی کچھ پگھلتی ہوئی
شجر حجر کی وہ کچھ سوچتی ہوئی دنیا
سہانی رات کی، راتوں رمزیت کا فسوں
علی الصباح افق کی وہ تھرتھراتی ہوئی
کسی کا جھانکنا آہستہ پھوٹتی پو سے

وہ دوپہر کا سے درجۂ تپش کا چڑھاؤ
تھکی تھکی سی فضا جب وہ زندگی کا اتار
ہوا کی نیاں بنسواڑوں میں بجتی ہوئی
وہ دن کے بڑھتے ہوئے سائے سہ پہر کا سکوں
سکوتِ شام کا جب دونوں وقت ملتے ہیں

غرض جھلکتے ہوئے سرسری مناظر پر
مجھے گمان پرستانیت کا ہوتا تھا
ہر ایک چیز کی وہ خواب ناک اصلیت
مرے شعور کی چلمن سے جھانکتا تھا کوئی

نئے ربوبیت کائنات کا احساس
ہر ایک جلوے میں غیب و شہود کا وہ ملاپ
ہر اک نظارہ اک آئینہ خانۂ حیرت
ہر ایک منظرِ مانوس ایک حیرت زار
کہیں رکوں کہیں کھیلوں کہیں پڑھوں لکھوں
مرے شعور پہ منڈلاتے تھے مناظر دہر
میں اکثر ان کے تصور میں ڈوب جاتا تھا
وفورِ جذبہ سے ہو جاتی تھی مژہ پر نم

مجھے یقیں ہے ان عمر کی مناظر سے
کہ عام بچوں سے لیتا تھا میں زیادہ اثر
کسی سے مری طفلی رہی نہ بے پروا
نہ بچ سکی مری طفلی کہ غفلتِ طفلی
یہ کھیل کود کے لمحوں میں ہوتا تھا احساس
دعائیں دیتا ہو جیسے مجھے سکوتِ دوام
کہ جیسے ہاتھ ابد رکھ دے دوشِ طفلی پر

www.urduchannel.in

ہر ایک لو کے رخنوں سے جھانکتی صدیاں
کہانیاں جو سنوں ان میں ڈوب جاتا تھا
کہ آدمی کے لئے آدمی کی جگ بیتی
سے بڑھ کے کون سی شے اور ہو ہی سکتی ہے
انہی فسانوں میں پنہاں تھے زندگی کے رموز
انہی فسانوں میں کھلتے تھے رازہائے حیات
انہی فسانوں میں ملتی تھیں زیست کی قدریں
رموز بیش بہا عظمتِ آدمیت کے
کہانیاں تھیں کہ صد درس گاہِ رقتِ قلب
ہر اک کہانی میں شائستگیِ غم کا سبق

وہ عطرِ آنسوؤں کا داستانِ انساں میں
وہ نل دمن کی کتھا، سرگزشت ساوتری
شکنتلا کی کہانی۔ بھرت کی قربانی
وہ مرگ بھیشم پتامہ۔ وہ سیج تیروں کی
وہ پانچوں پانڈوں کی سرگ یاترا کی کتھا
وطن سے رخصت سدھارتھ۔ رام کا بن باس
وفا کے بعد بھی سیتا کی وہ جلا وطنی

۔ یہاں بھرت سے مراد رام کے بھائی سے ہے۔

وہ راتوں رات سری کرشن کو اٹھائے ہوئے
بلا کی قید سے بسدیو کا نکل جانا
وہ اندھ کار، وہ بارش، بڑھی ہوئی جمنا
غم آفریں کہانی وہ ہیر رانجھا کی
شعورِ ہند کے بچپن کی یادگارِ عظیم
کہ ایسے ویسے تخیل کی سانس اکھڑ جائے
کئی محیرِ ادراک دیو مالائیں
بہت اوپدیشوں کے قصے کتھا، سرت ساگر
کروڑوں سینوں میں وہ گونجتا ہوا آلھا
میں پوچھتا ہوں کسی اور ملک والوں سے
کہانیوں کی یہ دولت، یہ بے بہا دولت
فسانے دیکھ لو ان کے نظر بھی آتی ہے
میں پوچھتا ہوں کہ گہوارے اور قوموں کے
پلے ہوئے ہیں کہیں ایسی داستانوں سے

کہانیاں جو میں سنتا تھا اپنے بچپن میں
مرے لئے وہ نہ تھیں محض باعثِ تفریح
فسانوں سے مرے بچپن نے سوچنا سیکھا
فسانوں سے مجھے سنجیدگی کے درس ملے

www.urduchannel.in

تو مجھ پہ کرتا تھا جادو سا حسنِ انسانی
کچھ ایسا ہوتا تھا محسوس جب میں دیکھتا تھا
شگفتہ رنگ، ترو تازہ روپ والوں کا
کہ ان کی آنچ مری ہڈیاں گلا دے گی
اک آزمائشِ جاں تھی کہ تھا شعورِ جمال
اور اس کی نشتریت اس کی استخواں سوزی
غم و نشاط، لگاوٹ، محبت و نفرت
اک انتشار، سکوں، اضطراب، پیار، عتاب
وہ بے پناہ ذکی الحسی وہ حلم و غرور
کبھی کبھی وہ بھرے گھر میں حسِ تنہائی
وہ وحشتیں مری ماحولِ خوشگوار میں بھی
مری سرشت میں ضدین کے کئی جوڑے
شروع ہی سے تھے، وجود آب و تاب کیساتھ
مرے مزاج میں پنہاں تھی ایک جدلیت
رگوں میں چھوٹتے رہتے تھے بے شمار انار
ندیم یہ ہیں مرے بالپن کے کچھ آثار
وفور و شدتِ جذبات کا یہ عالم تھا
کہ کوندے جست کریں دل کے آبگینے میں
وہ بچپنا جسے برداشت اپنی مشکل ہو

فضاؤں میں نظر آتی تھی مجھ کو یہ دنیا
غم و خوشی میں رچی پیار میں بسائی ہوئی
فسانوں سے مرے دل نے گھلاوٹیں پائیں
یہی نہیں کہ مشاہیر ہی کے افسانے
ذرا سی عمر میں کرتے ہوں مجھ کو متاثر
مجھے تو ٹولے کے گمنام آدمیوں کے
کچھ ایسے سننے میں آتے تھے واقعاتِ حیات
جو یوں تو ہوتے تھے "فرسودہ اور معمولی"
مگر تھے آئینے اخلاص اور شرافت کے
یہ چند آئی گئی باتیں ایسی باتیں تھیں
کہ جن کی اوٹ چمکتا تھا دردِ انسانی
یہ واردات نہیں رزمیے حیات کے تھے
غرض کہ یہ ہیں مرے بچپنے کی تصویریں
ندیم اور بھی کچھ خط و خال ہیں ان کے
یہ میری ماں کا ہے کہنا کہ جب میں بچہ تھا
میں ایسے آدمی کی گود میں نہ جاتا تھا
جو بدقوارہ ہو، بھینگا ہو یا ہو بدصورت!
مجھے بھی یاد ہے تو دس برس ہی کا میں تھا

www.urduchannel.in

وہ چیخا جو خود اپنے تیوریاں سی چڑھائے
ندیم ذکر جوانی سے کانپ جاتا ہوں
جوانی آئی دبے پاؤں اور یوں آئی
کہ اس کے آتے ہی بگڑا بنایا کھیل
وہ خواہشات کے جذبات کے امڈتے ہوئے
وہ ہونکتے ہوئے بے نام آگ کے طوفاں
وہ پھوٹتا ہوا جوالا مکھی جوانی کا
رگوں میں اٹھتی ہوئی آندھیوں کے وہ جھٹکے
کہ جو توازنِ ہستی جھنجھوڑ کے رکھ دیں
وہ زلزلے کہ پہاڑوں کے پیر اکھڑ جائیں
بلوغت کی وہ ٹیسیں وہ کرب نشو و نما
اور ایسے میں مجھے بیاہ دیا گیا بھلا کس سے
جو ہو نہ سکتی تھی ہرگز مری شریکِ حیات
ہم ایک دوسرے کے واسطے بنے ہی نہ تھے
سیاہ ہو گئی نیند مری رتجگا ہونا میں
وہ جس کو کہتے ہیں شادی خانہ آبادی
مرے لئے ہوئی شادی خانہ بربادی
مرے لئے وہ بنی بیوگی جوانی کی
٭ سہاگ مری زندگی کا مانڈو میں

ندیم کھا گئی مجھ کو نظر جوانی کی
بلائے جان مجھے ہو گیا شعورِ جمال
تمازتِ شعلۂ الفت سے یہ ہوا حاصل
کہ نفرتوں کا اگن کنڈ بن گئی ہستی
وہ حلق و سینہ و رگ رگ میں بے پناہ چبھا
ندیم جیسے نگل لی ہو میں نے ناگ پھنی
ز عشق نادم و خستم گذشت زار و دریغ
خبر نہ بود بہ رستم کہ سہرابم
نہ پوچھ عالمِ کام و دہن ندیم مرے
ثمر حیات کا جب راکھ بن گیا منہ میں
میں جلتی پھرتی چتا بن گیا جوانی کی
میں کاندھا دیتا رہا اپنے جیتے مردے کو
یہ سوچتا تھا کہ اب کیا کروں کہاں جاؤں
بہت سے اور مصائب بھی مجھ پہ ٹوٹ پڑے
میں ڈھونڈھنے لگا ہر سمت کچھ جھوٹی پناہ
تلاشِ حسن میں شعر و ادب میں دوستی میں
زندگی صدا سے محبت کی بھیک مانگی ہے

٭ والد بڑے بھائی اور چھوٹے بھائی کی دونوں کی طرف اشارہ ہے

www.urduchannel.in

نئے سرے سے سمجھنا پڑا ہے دنیا کو
بڑے جتن سے سنبھالا ہے خود کو میں نے ندیم
مجھے سنبھلنے میں چالیس سال گزرے ہیں
مری حیات تو وش پان کی کتھا ہے ندیم
میں زہر پی کے زمانے کو دے سکا امرت
نہ پوچھ میں نے جو زہرابۂ حیات پیا
کوئی اتارے اس کو تو ہڈیاں اڑ جائیں
مگر ہوں دل سے میں اس کے لئے سپاس گزار
لرزتے ہاتھوں سے دامن خلوص کا نہ چھٹا
بچا کے رکھی تھی میں نے امانت طفلی
اسے نہ چھین سکی مجھ سے دست برد شباب
بقول شاعر ملک فرنگ ہر بچہ
خود اپنے عہد جوانی کا باپ ہوتا ہے
یہ کم نہیں ہے کہ طفلی رفتہ چھوڑ گئی
دل حزیں میں کئی چھوٹے چھوٹے نقش قدم
مری انا کی رگوں میں پڑے ہوئے ہیں ابھی
نہ جانے کتنے بہت نرم انگلیوں کے نشان
ہنوز وقت کے بے درد ہاتھ کر نہ سکے
نہ سہاو کے زہر پینے کی کتھا فراق

حیات رفتہ کی زندہ نشانیوں کو فنا
زمانہ چھین سکے گا نہ میری فطرت سے
مری صغارے تحت الشعور کی عصمت
تخیلات کی دوشیزگی بدو عمل
جوان ہو کے بھی بے لوث طفل وش جذبات
سیانا ہونے پہ بھی یہ جبلتیں میری
یہ سرخوشی، غم بے ریا، یہ قلب گداز
بغیر بیر کے ان بن، غرض سے پاک تپاک
غرض سے پاک یہ آنسو غرض سے پاک ہنسی
یہ دشت دہر میں ہمدردیوں کا سرچشمہ
عبودیت کا یہ جذبہ یہ کائنات و حیات
اس ارض پاک پہ ایمان، یہ ہم آہنگی
ہر آدمی سے ہر اک چوب و درخت سے یگانگی
یہ ماں کی گود کا احساس سب مناظر میں
قریب و دور زمیں پہ بچھے ہوئے وطنیت
نظام شمس و قمر میں پیام حفظ حیات
بچشم شام و سحر ممتا کی شبنم سی
یہ ساری دنیا میں مرے نغمۂ انا کو یقین
ہر اضطراب میں روح سکون بے پایاں

www.urduchannel.in

زمانہ گزراں میں دوام کا سرگم
یہ بزمِ جشنِ حیات و ممات بجتی ہوئی
کسی کی یاد کی شہنائیاں سی بجتی ہوئی

یہ رمزیت کے عناصر، شعور، تجسس میں
فلک پہ وجد میں لاتی ہے جو فرشتوں کو
وہ شاعری بھی بلوغِ مزاجِ طفلی ہے
یہ نشتریتِ ہستی یہ اس کی شعریت
یہ پتی پتی پہ گلزارِ زندگی کے کسی
لطیف نور کی پرچھائیاں سی پڑتی ہوئی
بہم یہ حیرت و مانوسیت کی سرگوشی
بشر کی ذات کہ مہرِ الوہیت بہ جبیں

ابد کے دل میں جڑیں مارتا ہوا سبزہ
غمِ جہاں مجھے آنکھیں دکھا نہیں سکتا
کہ آنکھیں دیکھے ہوئے ہوں میں اپنے بچپن کی
مرے لہو میں ابھی تک سنائی دیتی ہیں
سکوتِ حزن میں بھی گھنگھروؤں کی جھنکاریں
یہ اور بات کہ میں اس پہ کان دے نہ سکوں
یہی ودیعتِ طفلی کا اب سہارا ہے
یہی ہیں مرہمِ کافور دل کے زخموں پہ

انہی کو رکھنا ہے محفوظ تا دمِ آخر
زمینِ ہند ہے گہوارہ آج بھی ہمدم
اگر حساب کریں دس کروڑ بچوں کا

یہ بچے ہند کی سب سے بڑی امانت ہیں
ہر ایک بچے میں ہیں صد جہان امکانات
مگر وطن کا حل و عقد جن کے ہاتھ میں ہے
نظامِ زندگیِ ہند جن کے بس میں ہے
رویہ دیکھ کے ان کا یہ کہنا پڑتا ہے
کسے پڑی ہے کہ سمجھے وہ اس امانت کو
کسے پڑی ہے کہ بچوں کی زندگی کو بچائے
خراب ہونے سے مٹنے سے سوکھ جانے سے
بچائے کون ان آزردہ نونہالوں کو
وہ زندگی جسے دینے ہیں بھارت کو
کروڑوں بچوں کے مٹنے کا اک المیہ ہے
چرائے جاتے ہیں بچے ابھی گھروں سے یہاں
کہ جسم توڑ دیے جائیں ان کے تا کہ ملے
چرانے والوں کو خیرات لاکھ پیسے کی
جو اس عذاب سے بچ جائیں تو گلے پڑ جائیں
وہ لعنتیں کہ ہمارے کروڑوں بچوں کی

www.urduchannel.in

ندیم خیر سے مٹی خراب ہو جائے
وہ مفلسی کہ خوشی چھین لے وہ بے برگی
اُداسیوں سے بھری زندگی کی بے رنگی

وہ یاسیات کہ جس کو چھوئے شعاعِ اُمید
وہ آنکھیں دیکھتی ہیں ہر طرف جو بے نوری
وہ ٹکٹکی کہ جو پتھرا کے رہ گئی ہو ندیم
وہ بے دلی کہ ہنسی چھین لے جو ہونٹوں سے
وہ دکھ کہ جس سے ستاروں کی آنکھ بھر آئے
وہ گندگی وہ کثافت مرض زدہ پیکر
وہ بچے چھین گئے ہوں جن سے بچپنے اُن کے
ہمیں نے گھونٹ دیا جن کے بچپنے کا گلا
جو کھاتے پیتے گھروں کے ہیں بچے ان کو بھی کیا
سماج بچو نے پھلنے کے دے سکی سادھن
وہ سانس لیتے ہیں تہذیب کش فضاؤں میں
ہم اُن کو دیتے ہیں بے جان اور غلط تعلیم
ملے گا علم جہالت نما سے کیا ان کو
نکل کے مدرسوں اور یونیورسٹیوں سے
یہ بدنصیب نہ گھر کے نہ گھاٹ کے ہونگے
میں پوچھتا ہوں یہ تعلیم ہے کہ مکاری

کروڑوں زندگیوں سے یہ بے پناہ دغا
نصاب ایسا کہ محنت کریں اگر اس پر
بجائے علم جہالت کا اکتساب کریں
یہ الٹا درس ادب یہ سڑی ہوئی تعلیم
دماغ کی ہو غذا یا غذائے جسمانی
ہر اک طرح کی غذا میں یہاں ملاوٹ ہے
وہ جس کو بچوں کی تعلیم کہہ کے دیتے ہیں
وہ درس الٹی چھری ہے گلے پہ بچپن کے
زمینِ ہند ہنڈولہ نہیں ہے بچوں کا
کروڑوں بچوں کا یہ دیس اب جنازہ ہے
ہم انقلاب کے خطروں سے خوب واقف ہیں
کچھ اور روز یہی رہ گئے جو لیل و نہار
تو مول لینا پڑے گا ہمیں یہ خطرہ بھی
کہ بچے قوم کی سب سے بڑی امانت ہیں

www.urduchannel.in

رباعیاں

ہر جلوے سے اک درس نمو لیتا ہوں
لبریز کئی جام و سبو لیتا ہوں
پڑتی ہے جب آنکھ تجھ پہ اے جانِ بہار
سنگیت کی سرحدوں کو چھو لیتا ہوں

ڈھلکا آنچل دمکتے سینے پہ الک
پلکوں کی اوٹ مسکراہٹ کی جھلک
وہ ماتھے کی کہکشاں وہ موتی بھری مانگ
وہ گود میں چاند سا ہمکتا بالک

آنگن میں لئے چاند کے ٹکڑے کو کھڑی
ہاتھوں پہ جھلاتی ہے اسے گود بھری
رہ رہ کے ہوا میں جو لوکا دیتی ہے
گونج اٹھتی ہے کھلکھلاتے بچے کی ہنسی

نہلا کے چھلکے چھلکے نرمل جل سے
الجھے ہوئے گیسوؤں میں کنگھی کر کے
کس پیار سے دیکھتا ہے بچہ منہ کو
جب گھٹنوں میں لیکے ہے پنہاتی کپڑے

www.urduchannel.in

دیوالی کی شام گھر پُتے اور سجے
چینی کے کھلونے جگمگاتے لاوے
وہ روپ وتی مکھڑے پہ اک نرم دمک
بچے کے گھروندے میں جلاتی ہے دیے

گل ہیں کہ رخِ گرم کے ہیں انگارے
بالک کے نین سے ٹوٹتے ہیں تارے
رحمت کا فرشتہ بن کے دیتی ہے سزا
ماں ہی کو پکارے اور ماں ہی مارے

کس پیار سے دے رہی ہے میٹھی لوری
ہلتی ہے سڈول بانہہ گوری گوری
ماتھے پہ سہاگ آنکھوں میں رس ہاتھوں میں
بچے کے ہنڈولے کی چمکتی ڈوری

آنگن میں ٹھنک رہا ہے ضدیایا ہے
بالک تو ہئی چاند پہ للچایا ہے
درپن اسے دے کے کہہ رہی ہے یہ ماں
دیکھ آئینے میں چاند اتر آیا ہے

مائیں بچوں کو نہلا دھلا کے کپڑے پہناتے وقت انھیں کھڑا کرکے ان کی کمر گھٹنوں میں مضبوطی سے دبا لیتی ہیں کہ کھلنڈرا چنچل بچے بھاگ نہ جائیں۔

کس پیار سے ہوتی ہے خفا بچے سے
کچھ تیوری چڑھائے ہوئے منھ پھیرے ہوئے
اس روٹھنے پر پریم کا سنسار نثار
کہتی ہے کہ جا تجھ سے نہیں بولیں گے

رکشا بندھن کی صبح رس کی پتلی
چھائی ہے گھٹا گگن پہ ہلکی ہلکی
بجلی کی طرح لچک رہے ہیں لچھے
بھائی کے ہے باندھتی چمکتی راکھی

دوشیزہ فضا میں لہلہایا ہوا روپ
آئینۂ صبح میں جھلکتا ہوا روپ
یہ نرم نکھار یہ سجل دھج یہ سگندھ
رس میں ہے کنوارے پن کے ڈوبا ہوا روپ

منڈپ کے تلے کھڑی ہے رس کی پتلی
جیون ساتھی سے پریم کی گانٹھ بندھی
ہلکے[1] شعلوں کے گرد بھاور کے سمے
مکھڑے پہ نرم چھوٹ سی پڑتی ہوئی

[1] آگ کو گواہ بنا کر جب دولہا دلہن سات بار جگمگاتے شعلوں کے گرد طواف یا بھاور کر لیتے ہیں تب بیاہ کی قانونی شکل ہو جاتی ہے۔

www.urduchannel.in

آنکھوں میں سرشک جگمگاتا مکھڑا
وہ جشنِ رخصتی سہانا تڑکا
جھرمٹ میں سہیلیوں کے اٹھتے ہیں قدم
وہ گھر کی عورتوں کا بابل گانا

پلکوں کے آس پاس الکوں کی لٹک
آنچل کے تلے پلکوں کے جلتے دیپک
وہ سیج پہ جگمگاتی کرنوں کی چھوٹ
وہ ماتھے پہ سہاگ تارے[۱] کی جھلک

یہ راز و نیاز اور یہ سمے خلوت کا
یہ آنکھ میں آنکھ ڈال دینا تیرا
پھرتی ہے ڈوری سی اور کچھ مانوس
یہ نرم جھجک سپردگی کی یہ ادا

جب رات گئے سہاگ کرتی ہے نگاہ
دل میں شبِ ماہ کے اترتی ہے نگاہ
رخسار نگیں سے پھوٹتی ہیں کرنیں
یا کاہکشاں کی مانگ بھرتی ہے نگاہ

۱ سہاگ تارا یعنی سہاگ کی بندی

ہے بیاہتا پر روپ ابھی کنوارا ہے
ماں ہے پر ادا جو بھی ہے دوشیزا ہے
وہ دودھ بھری، مانگ بھری، گود بھری
کنیا ہے سہاگن ہے جگت ماتا ہے

یہ جلکے سلونے سانولے پن کا سماں
جمنا جل میں اور آسمانوں میں کہاں
سیتا پہ سوئمبر میں پڑا رام کا عکس
یا چاند سے مکھڑے پہ ہے زلفوں کا دھواں

مدھوبن کے بسنت سا سجیلا ہے وہ روپ
برکھا رت کی طرح رسیلا ہے وہ روپ
رادھا کی جھجک کرشن کی برزوری ہے
گوکل نگری کی راس لیلا ہے وہ روپ

تو ہاتھ کو جب ہاتھ میں لے لیتی ہے
دکھ درد زمانے کے مٹا دیتی ہے
سنسار کے تپتے ہوئے ویرانے میں
سکھ شانت کی گویا تو ہری کھیتی ہے

لچکا لچکا بدن مجسم ہے نسیم
مہکا مہکا وہ چہرہ سانسوں کی شمیم

www.urduchannel.in

دوشیزۂ جمال صبحِ جنّت
گاتے ہوئے نرم گام سوئے تسنیم

پچھلا گات اور اوستھا[1] ہے کشور[2]
وہ چال کہ جیسے مل کے ناچیں سو مور
کوک اٹھتی ہیں کوئلیں وہ کالی زلفیں
منھ تکتا ہے چندرماں کے دھوکے میں چکور

چھڑکاؤ ہوئے چبوترے پر کچھ نم
بیٹھی ہے سہاگنی، بدن میں کچھ خم
چٹکی سے شعاعِ نور برساتی ہوئی
ہے دیدنی چوک پورنے کا عالم

ہے مانندِ فلک پر کہکشاں کا بھی نکھار
یوں پور رہی ہے چوک وہ کر کے سنگار
بل کھائی لکیریں ہیں کہ چلتا جادو
بڑھتی ہوئی چٹکیوں کی جنبش کے نثار

چولہے کی سہانی آنچ، مکھڑا روشن
ہے گھر کی لکشمی پکاتی بھوجن
دیتے ہیں کہ بجلی کے چمکنے کا پتہ
سیتا کی رسوئی کے کھنکتے برتن

[1] اوستھا: سن، عمر [2] کشور: نوعمر، نوخیز

کس درجہ سکوں نما ہیں ابرو کے ہلال
خیر و برکت کے دھن لٹاتی ہوئی چال
جیون ساتھی کے آگے دیوی بن کر
آتی ہے سہاگنی سجائے ہوئے تھال

پریمی کے ساتھ کھانے کا وہ عالم
پنکھے پہ وہ ہاتھ جسمِ نازک میں وہ خم
لقمے کے اٹھانے میں کلائی کی لچک
دلکش کتنا ہے منھ کا چلنا کم کم

جب جھولا جھولنے میں ساون وہ گائے
کروٹ قوسِ قزح کو رہ رہ کے دلائے
وہ پینگ بڑھانے میں لچکتا ہوا جسم
آئینۂ نیلگوں میں بجلی لہرائے

اودی اودی گگن پہ چھائی ہے گھٹا
ساجن کے بیوگ میں ستاتا سا مکھڑا
اب سوچ سنگاری کہ آتے ہیں پیا
پڑنے لگی رس کی بوند کاگا بولا

ہودی پہ کھڑی، کھلا رہی ہے چارا
جوبن رس انکھڑیوں سے چھلکا چھلکا

www.urduchannel.in

کونش ہاتھوں سے ہے جھکتی گردن
کس پیار سے گائے دیکھتی ہے مکھڑا

وہ گائے کو دوہنا تہہ سانی سجنیں
گرتی ہیں بھرے تھنوں سے ٹپکی دھاریں
گھٹنوں پہ کلس کا وہ کھنکنا کم کم
یا چٹکیوں سے پھوٹ رہی ہیں کرنیں

متھتی ہے جسے دہی کو رس کی پتلی
الکوں کی لٹیں پلکوں پہ لٹکی
وہ چلتی ہوئی سڈول باہوں کی لچک
کومل مکھڑے پہ اک تھکانی سرخی

آنکھیں ہیں کہ پیغام محبت والے
بکھری ہیں لٹیں کہ نیند میں ہیں کالے
پیچھے لگا ہوا ہرن کا بچہ
کس پیار سے ہے بانہوں میں گردن ڈالے

کروٹ سے سو رہی ہے کھولے گیسو
پونچھتی ہے یا جھک رہا ہے پہلو
پل بھر مانوس ہوگیا ہے کتنا
تلووں سے مل رہا ہے آنکھیں آہو

حمام میں عریانی تن کا عالم
پیکر کا دھندلکے میں جھلکنا کم کم
اک بجلی تھرتھری سی سر سے پا تک
شبنم سے دھلی تن کی کھاتی ہے قسم

رس جل سے نہا کے رس کی پتلی
ول سے ارگجے کی خوشبو لپٹی
ت رنگ دھنش کی طرح بانہوں کو اٹھا
پھیلاتی ہے الگنی پہ گیلی ساڑی

نکھری نکھری نئی جوانی دم صبح
آنکھیں ہیں سکوں کی کہانی دم صبح
آنگن میں سہاگن اٹھائے ہوئے ہاتھ
تلسی پہ چڑھا رہی ہے پانی دم صبح

آنگن میں سہاگنی لب کے بیٹھی
داہنی زانوں پہ رکھی ہے کھلی
جاڑے کی سہانی دھوپ کھلے گیسو کی
پرچھائیں بچے کے پر پڑتی ہوئی

معصوم جبیں میں خیر و برکت کی سحر
وہ صبح کے تارے کی طرح نرم نظر

www.urduchannel.in

وہ چہرہ کہ جیسے سانس لیتا ہو گلاب
وہ لب کہ طمانیت کی آنچا[ل] جبیں پر

مرت وہ بلاؤں کو ہنسا دیتی ہے
غنچے کی نظر پھول کھلا دیتی ہے
ماں لاڈلی اولاد کو جیسے تاڑے
کس پیار سے پریمی کو سزا دیتی ہے

پیاری تری چھب دل کو لبھا لیتی ہے
اس روپ سے دنیا کی ہری کھیتی ہے
ٹھنڈک ہے چاند کی کرن سی لیکن
یہ نرم نظر آگ لگا دیتی ہے

زلفِ پُرخم عنانِ شب موڑتی ہے
آواز طلسمِ تیرگی توڑتی ہے
یوں جلووں سے تیرے جگمگاتی ہے زمیں
ناگن جس طرح کینچلی چھوڑتی ہے

وہ کالی رات کی کمند میں ٹوٹیں
رنگیں شعاعیں تیر بن کر چھوٹیں
وہ جوڑے گیسوئے پریشاں کے بندھے
وہ نرگسِ سُرمگیں سے کرنیں پھوٹیں

[ل] آنچا، نہایت نرم روشنی

اُڑ کر وہ کبوتروں کی ٹکڑی اُتری
وہ روپ کی دلکشی ہے سہاگت[ل] کی گھڑی
دیکھے چہرے پہ پھڑپھڑاتے ہوئے پر
کاندھوں پر، سینہ اور سر پہ بیٹھی

آنسو بھرے بھرے وہ نینا رس کے
ساجن کب لے سکی تھی اپنے بس کے
یہ چاندنی رات، یہ برہ کی پیڑا
جس طرح اُلٹ گئی ہو ناگن ڈس کے

پریمی کو بخار، کھل نہیں سکتی ہے پلک
بیٹھی ہے سرہانے، اندھ گھٹے کی دھک
جلتی ہوئی پیشانی پہ رکھ دیتی ہے ہاتھ
پڑ جاتی ہے بیمار کے دل میں ٹھنڈک

چہرے پہ ہوائیاں، نگاہوں میں ہراس
ساجن کے برہ میں روپ کتنا ہے اُداس
مکھڑے پہ دھواں دھواں لٹوں کی طرح
بکھرے ہوئے بال ہیں کہ سیتا بن باس

پنگھٹ پہ گگریاں چھلکنے کا یہ رنگ
پانی ہچکولے لیتے بھرتا ہے ترنگ

[ل] سہاگت (بروزن ساگت) خیر مقدم۔ یہ ترکیب شاعرِ اعظم سور داس سے لی گئی ہے۔

www.urduchannel.in

کاندھوں پہ سروں پہ دونوں ہاتھوں میں کلس
مد انکھڑیوں میں سینوں میں بھرپور اُمنگ

یہ ایکھ کے کھیتوں کی چمکتی سطحیں
معصوم کنواریوں کی دلکش دوڑیں
کھیتوں کے بیچ میں لگاتی ہیں چھلانگ
ایکھ اتنی اُگے گی، جتنا اونچا کودیں

یہ روپ مدن کے بھی خطا ہوں اوسان
یہ بیج جو توڑ دے رتی کا ابھمان
پھیکی پڑتی ہے دھوپ یہ جوبن جوت
یہ رنگ کہ آنکھ کھول دے جیون گان

لہروں میں کھلا کنول نہائے جیسے
دوشیزۂ صبح گنگنائے جیسے
یہ رنگ یہ روپ یہ نرم اُجالا یہ نکھار
بچہ سوتے میں مسکرائے جیسے

اُوشا پچھلے کو گنگنائے جیسے
رس کلیوں کی رگوں میں تھرتھرائے جیسے

له چیت کی چاندنی میں ایکھ کے کھیتوں میں کنواری لڑکیاں چھلانگ لگاتی ہیں عقیدہ ہے کہ جتنی اونچی چھلانگ ہوگی اتنی اونچی ایکھ اُگے گی۔
سه مدن عشق کا دیوتا ۔ رتی ۔ مدن کی بیوی ۔ ته جیون گان ۔ نغمۂ حیات

یہ پیکرِ نازنیں کا عالم دمِ صبح
انگڑائی سی شفق کو آئے جیسے
جب تاروں نے جھلملاتے زیور تولے
جب شبنم نے فلک سے موتی رولے
کچھ سوچ کے خلوت میں بصد ناز اُس نے
نرم انگلیوں سے بندِ قبا کے کھولے

•

الہام نما

(رباعیوں میں فکرِ عالیہ کا اظہار)

اے معنیٔ کائنات مجھ میں آجا
اے رازِ صفات و ذات مجھ میں آجا
سوتا سنسار جھلملاتے تارے
اب بھیگ چلی ہے رات مجھ میں آجا

www.urduchannel.in

دن رات شجر حجر کی نبضیں ہیں تپاں
ہر سانس زمیں کی ہے سوزاں سوزاں
مدفون وہاں کون سی چنگاری ہے
اب تک اٹھتا ہے بطنِ گیتی سے دھواں

ہر عیب سے مانا کہ جدا ہو جائے
کیا ہے اگر انسان خدا ہو جائے
شاعر کا تو بس کام یہ ہے، ہر دل میں
کچھ دردِ حیات اور سوا ہو جائے

کچھ نظرے ہیں ہر تمدن کی بنا
تاریخ، تصادم انھیں آدرشوں کا
تہذیبوں کو اپنے سے ہے خطرہ یعنی
ہے نقصِ نظریات پیامِ قضا

تاریکی کار ہے زمانہ میں: داغ
اس نورِ حیات کا لگاتے ہیں سراغ
موجِ نفسِ سرد، بجھے جاتی ہے لو
دھارے پہ فنا کے ہم جلاتے ہیں چراغ

کل لندن و نیویارک میں گونجی ہے صدا
معلوم بھی ہے روزِ حساب آپہنچا
کب تک یہ ملوکیت کے خواب نوشیں
بھاگو بھاگو کہ ایشیا جاگ اٹھا

لہرایا پسِ افق نشانِ فردا
تاریخ نے چھیڑی داستانِ فردا
چھپتا جاتا ہے کاروانِ امروز
بڑھتا آتا ہے کاروانِ فردا

دن ڈوب گیا تو بات کچھ اور بھی ہے
آنکھ اوجھل واردات کچھ۔ اور بھی ہے
خاموشی و تیرگی و خنکی کے سوا
اے انجم و ماہ، رات کچھ اور بھی ہے

ہر جسم کو ہم کرتے رہے جان نما
فطرت کو بناتے گئے انسان نما
غدار عناصر کو کیا ہم نے مطیع
ہوتا گیا قہرمان، رحمان نما

کہہ دو بامِ فلک سے ہو اور بلند
سیاروں کی رفتار بھی ہو جائے دو چند
بے لاگ مہ و مہر کھنچے آتے ہیں
پڑتی ہے کہاں نگاہِ شاعر کی کمند

www.urduchannel.in

انساں کو محض کھاتے پیتے گزرے
اس منزل سے وہ پاؤں آگے نہ دھرے
وحشی کے عمل کی انتہا صید و شکار
گر عشق نہ ہو عمل ترقی نہ کرے

وجدانِ جمال ایک جوہر ہے لطیف
بے اس کے تو نیکیاں بھی رہتی ہیں کثیف
بے فائدہ شاعری کی زحمت نہ کریں
ہر ایک کے بس کا نہیں یہ فنِ شریف

وہ پھوٹ لے مذاہبِ جہاں نے ڈالی
اخلاق میں بھی پڑ گئی نفسی نفسی
اخلاقِ حیاتِ اجتماعی کی ہے دین
ماحول کی میراث نہیں بٹ سکتی

اس نظم[1] کے بیچنے کا نہیں کوئی اپائے
بیٹھے ہیں گر چارہ گر آس لگائے
جیسے مرتے مریض کے سرہانے ہی
سوچیں کہ عجب کیا یہ کہیں بچ ہی جائے

ان نغموں میں تاثیر شفا ہے جو بہم
راز اس کا تمھیں آج بتاتے ہیں ہم

[1] نظامِ ملوکیت

دل کے سوزِ نہاں میں ہو کر تحلیل
کچھ نشتر تیز بن گئے ہیں مرہم

شاخوں پہ کنول گل کے جلا دیتی ہیں
سوئے ہوئے فتنوں کو جگا دیتی ہیں
یہ عالمِ سوز و سازِ گلزارِ جہاں
شبنم کی لڑیاں آگ لگا دیتی ہیں

کھوئی ہوئی ہستی کا بہم ہو جانا
آزادِ فریبِ کیف و کم ہو جانا
تو رازِ حیات پوچھتا ہے مجھ سے
وہ راز ہے شائستۂ غم ہو جانا

صحرا میں زمان و مکاں کے کھو جاتی ہیں
صدیوں بیدار رہ کے سو جاتی ہیں
اکثر سوچا کیا ہوں خلوت میں فراق
تہذیبیں کیوں غروب ہو جاتی ہیں

کھلتا نہیں یہ بھید کہ کیا بات ہے کیا
الہام کہیں اس کو کہ سمجھیں القا
ہاں فکرِ سخن کے وقت کانوں میں فراق
اکثر پرِ جبریل کی آئی ہے صدا

www.urduchannel.in

ایک دن شاعر حریم قدرت میں گیا
سربستہ مشیتوں کو جانچا، پرکھا
اور اُن میں آخری مشیت یہ تھی
آدم کا مشیتوں پہ قابو پانا

قبل اس کے کہ ہو فیصلۂ خیر و شر
جینے کا ثبوت دے زمانے کو بشر
بے حس کردار نیک سے موت بھلی
نامرد اخلاق سے جرائم بہتر

گو بزم سخن میں آپ لے تشریف
خوش ہوں گے سُن کے قافیہ اور ردیف
اس کا کیا کیجئے گا اے حاکم وقت
احساسِ لطیف سے جو ہو گی تکلیف

الفاظ کے پردوں میں کرو اس کا یقیں
لیتی ہے سانس نظم شاعر کی زمیں
آہستہ ہی گنگنا دو میرے اشعار
ڈر ہے نہ مرے خواب کچل جائیں کہیں

عورت رخ دیوان تہذیب بشر
ہے پرتو رخ جلوہ دہ قلب و جگر

عورت وہ عروس ازلی ہے کہ فراق
ہم کو لے جاتی ہے جو "آگے" "اوپر"

اک راز سے کر رہا ہوں تجھ کو آگاہ
ممنوع و حرام کچھ نہیں ہے واللہ
جس کام میں محویت کامل نہ رہے
اے دوست سمجھ لے کہ ہے وہ کام گناہ

پاتے جانا ہے اور کھوتے جانا
ہنستے جانا ہے اور نہ روتے جانا
اول اور آخری پیام تہذیب
انسان کو انسان ہے ہوتے جانا

واعظ تری جنت ہے فقط وہم و گماں
ہے رونقِ فردوس بریں باغ جہاں
تو اس کو فریب رنگ و بو کہتا ہے
تنکا بھی ہے اس باغ کا رشک رگ جاں

اے شیخ مآلِ زہد و تقویٰ معلوم
دنیا ہی نہ ہاتھ آئی تو عقبیٰ معلوم
انکار ہے ماسوائے اللہ سے تجھے
خاموش کہ ماسوائے دنیا معلوم

www.urduchannel.in

اک حلقۂ نور تھا ابد کا منظر
آویزاں تھے بے شمار خورشید و قمر
تا حدِ نظر سلسلۂ موجودات
ہر شے سے ابھر رہی تھی تقدیرِ بشر

تو بزمِ سخن میں نغمہ خواں ہوتا ہے
مطرب مجھے کچھ اور گماں ہوتا ہے
نغمات خوش آہنگ کے ہر پردے میں
اک سازِ سکوت بیکراں ہوتا ہے

شاعر کے تصورات ہیں کتنے حسیں
اک عالمِ رنگ و نور رقصاں ہے کہیں
جیسے دمِ صبح لہلہاتی کرنیں
جب چوم رہی ہوں وہ ہمالہ کی جبیں

ہنگامۂ روزگار دم لیتے ہیں
سنسار کا ہم بھید بھرم لیتے ہیں
یہ لمحے وہ ہیں جب دلِ شاعر میں فراق
کچھ رمز و کنایات جنم لیتے ہیں

بے وجہ نہیں ہے مری افسردہ دمی
دنیا میں نہیں چاشنیِ غم کی کمی

سنسار کی جس چیز کو چھو دیتا ہوں
ملتی ہے فراق اس میں اشکوں کی نمی

ہر ساز سے ہوتی نہیں یہ دھن پیدا
ہوتا ہے بڑے جتن سے یہ گن پیدا
میزانِ نشاط و غم میں صدیوں تل کر
ہوتا ہے حیات میں توازن پیدا

غیرت کو شکست اساس کر دیتا ہے
احسان بھی بدحواس کر دیتا ہے
انسان کا جذبۂ تشکر ہمدم
اکثر مجھ کو اداس کر دیتا ہے

تنہائی میں ہم کسے بلائیں اے دوست
تم دور ہو کس کے پاس جائیں اے دوست
اس دولتِ وقت سے تو دم گھٹتا ہے
یہ نقدِ شب کہاں لٹائیں اے دوست

کل رات گئے فکرِ سخن کے ہنگام
وجدانِ جمال کے چھلکتے ہوئے جام
وہ کشف کرامات کا عالم کہ فراق
ہر پل پہ پڑ رہے تھے صد عکسِ دوام

www.urduchannel.in

ہر چیز یہاں اپنی حدیں توڑتی ہے
ہر شے پہ صد عکس بقا چھوڑتی ہے
اک سبزۂ پامال کی پتی بھی
بوم قلب ابد میں جڑ پھوڑتی ہے

آئے دم صبح مسکراؤ اے دوست
جب دن ڈوبے تو گھر نہ جاؤ اے دوست
دن بھر تو رہے ہو پھول بن کر پاس
اب بن کے چراغ جگمگاؤ اے دوست

جاگ اٹھے گی روح تم تو سو جاؤ گے
سرچشمۂ زندگی میں دھو جاؤ گے
کھو جاؤ گے جب مناظر فطرت میں
اپنے سے بہت قریب ہو جاؤ گے

یہ بزم خیال! چوڑیاں بجتی ہیں
بھیگی راتیں اداسیاں تجتی ہیں
دریا کھنڈوں کے امڈے آتے ہیں فراق
آئینۂ دل میں صورتیں سجتی ہیں

من موہ لے سو رنگ سے رہتی دنیا
یہ وہم حسیں یہ خوبصورت دھوکا

اس دکھ بھری دنیا کا کڑاؤنا روپ
جب آنکھ کھلی فراق دیکھا نہ گیا

اک حلقۂ زنجیر تو زنجیر نہیں
اک حلقۂ تصویر تو تصویر نہیں
تقدیر تو قوموں کی ہوا کرتی ہے
اک شخص کی قسمت کوئی تقدیر نہیں

میں ایک بیوگنی برہ سے بیکل
ہریالی پہ چل رہی ہوں آنکھیں ہیں سجل
یہ تاروں بھری رات کھٹک جاتی ہے
شبنم پاؤں کی بن گئی ہے چھاگل

ہر شے پر تیرگی کی وہ چھاؤں گھنی
میخانۂ شب میں نوش و پیمانہ زنی
چھلکی چھلکی صبوحی موج نسیم
فطرت کی وہ پچھلی رات اعضا شکنی

www.urduchannel.in

نشترِ سخن

(جو غزلیں کلیات میں شامل نہیں ہو سکیں ان کے منتخب اشعار)

دکھاتے ہیں ستارے ایک بہتر زندگی کے خواب
نہ دیکھ ان کی طرف وہ چھین لیں گے سب خوشی تیری

شریکِ بزم ہو کر یوں اچٹ کے بیٹھنا تیرا
کھٹکتی ہے تری موجودگی میں بھی کمی تیری

ہم سے کیا ہو سکا محبت میں — خیر تم نے تو بے وفائی کی

میں آسمانِ محبت سے رخصتِ شب ہوں — ترا خیال کوئی ڈوبتا ستارا ہے

خلدِ بریں میں آج تک گونج رہی ہے یہ صدا
آہ عذاب ہی سہی کیا ہے دھرا نجات میں

جور و کرم و وفا جفا یاس و امید قرب و بعد
عشق کی عمر کٹ گئی چند توہمات میں

یہ حیرت کر ترے آگے جو ہم کچھ چپ سے رہتے ہیں
ہمارے درمیاں اے دوست لاکھوں خواب حائل ہیں

کچھ چونک سی اٹھی ہیں فضا کی اداسیاں — اس دشتِ بیکسی میں سرِ شام تم کہاں
کون یہ لے رہا ہے انگڑائی — آسمانوں کو نیند آتی ہے

…دہر میں جھوٹی جنتیں ہم نے بھی دیکھی ہے
گلستاں در بغل ہر غنچۂ خنداں نہیں ہوتا

فراق اک اک سے بڑھ کر چارہ سازِ درد ہیں لیکن
یہ دنیا ہے یہاں ہر درد کا درماں نہیں ہوتا

اب نہ تم وہ رہے نہ ہم وہ رہے — اتفاقات ہیں زمانے کے
دیکھ رفتارِ انقلاب فراق — کتنی آہستہ اور کتنی تیز

نہ اپنے آپ بدلی ہے نہ اپنے آپ بدلے گی
یہ دنیا ہے تو دنیا کو بدلتے دیکھتا کیا ہے

بہت آہستہ کھلتی ہے نگاہِ شاعرِ فطرت — رخِ ہستی سے چادر سی مگر سرکا ہی جاتی ہے
تارکیاں چمک گئیں آوازِ درد سے — میری غزل سے رات کی زلفیں سنور گئیں

سر میں جو اٹھا تو صورت گری دہر نہ پوچھ — خشت و خاشاک میں پیکر نظر آئے ہیں مجھے
وقت جب آ گیا تو جان مری — تن کے گل ہے زندگی کا غبار
موت کا بھی علاج ہو شاید — زندگی کا کوئی علاج نہیں
سما سکا نہ کہیں جب نشاطِ لامحدود — تو اس کو حسن نے دو شیشوں میں بند کیا
کھوج کس کی ہے مجھے جیسے ہی کا ہے نام — وصل کیا ہے اسی کے قد کا دوا جانا
چھٹے قفس سے تو گھر کا سراغ بھی نہ ملا — وہ رنگِ لالہ و گل تھا کہ باغ بھی نہ ملا
اک سوں سامان نگاہِ آشنا کی دیر تھی — اس بھری دنیا میں ہم تنہا نظر آنے لگے
موت اک گیت رات گاتی تھی — زندگی جھوم جھوم جاتی تھی

www.urduchannel.in

زندگی کو وفا کی راہوں میں — موت خود روشنی دکھاتی تھی

اپنی گرہ میں چند خواب تھے دے گئے دنیا کو ہم اور

اے غمِ دوراں! اے غمِ جاناں! اے غمِ انساں کیا کرتے

میری آنکھیں دیکھ چکی ہیں یارب موجودات کے آنسو

خاموشی جہاں کو سنا ہے کانوں نے آہ و بکا کرتے

یہ زندگی کے کڑے کوس یاد آتا ہے — تری نگاہِ کرم کا گھنا گھنا سایا

غمِ فراق تو اس دن غمِ فراق ہوا — جب ان کو پیار کیا میں نے جن سے پیار نہیں

ابھی جبینِ بشر منتظر سی ہے شاید — کہ آدمی ابھی فطرت کا شاہکار نہیں

ابھی ہر شے سے ہونا ہے نمایاں شانِ انسانی — ابھی ہر چیز میں محسوس ہوتی ہے کمی اپنی

تھی منتظر سی دنیا خاموش تھیں فضائیں — آئی جو یاد تیری چلنے لگیں ہوائیں

دبدھا ہونے دلوں میں ایمانوں کو دے ٹکرانے

بات وہ کہہ اے عشق کہ سن کر سب قائل ہوں گو دیوانے

کوئی کیفیت ہی نہیں وہ اپنے کو اپنی ضد جو بنا نہ سکے

کہ وہ غم ہی کیا جو ہنسا نہ سکے وہ خوشی بھی کیا جو رلا نہ دے

حاصلِ حسن و عشق بس اتنا — آدمی آدمی کو پہچانے

تمام شبنم و گل ہے وہ سر سے تا بہ قدم

رکے رکے سے کچھ آنسو رکی رکی سی ہنسی

ہم کا وہ پنکھڑیوں پر سماں — دیتی ہے بھیگی مسوں کا دھواں

کچھ نہیں کہتیں وہ نگاہیں فراق — بات پہنچتی ہے کہاں سے کہاں

ہر طرف پرچھائیں سی اڑ کچھ باتیں کریں — رات جتنی بھی ہو باقی نیند پوری ہو چکی

غرض کہ کاٹ دیئے زندگی کے دن اے دوست

فریبِ رنگ و بو کھا کر چمن سے ہاتھ دھو بیٹھے — ترے وحشی تو کب کے لے اڑے ہوتے فضاؤں کو

دیکھ آئے آج یادوں کا نگر — ہر طرف پرچھائیاں پرچھائیاں

تھی یوں تو شامِ ہجر مگر پچھلی رات کو — وہ درد اٹھا فراق کہ میں مسکرا دیا

چھڑتے ہی غزل بڑھتے چلے رات کے سائے — آواز مری گیسوئے شب کھول رہی ہے

زندگی کو بھی منہ دکھانا ہے — رو چکے تیرے اشکبار بہت

چپ ہو گئے تیرے رونے والے — دنیا کا خیال آ گیا ہے

قلوب نور کے سانچے میں ڈھلتے جاتے ہیں — چراغ تیرے تبسم سے جلتے جاتے ہیں

چھڑ گئی ان آنکھوں کی بات — دنیا میں اب دن ہے کہ رات

کیف بردوش بادلوں کو نہ دیکھ — بے خبر تو کچل نہ جائے کہیں

وہ غمیں اور ہی ہیں جن میں تجھے نیند آ جائے — خوشی اور غم میں سونے کے لیے راتیں نہیں ہوتیں

سمجھ کچھ رازِ حسن و عشق کے شبہائے ہجراں میں — کہ رونے کے لیے یہ دکھ بھری راتیں نہیں ہوتیں

مری خامشی خامشی ہی رہی — تری خامشی داستاں بن گئی

قلبِ یزداں میں پڑ گئے تھے شگاف — مسکرانا ترا ہے یاد مجھے

ہر ذرہ کائنات کا رکھتا ہے اک زباں — اک بھی کو جنبش دو گے تو آتے راگ نئے اٹھے گا

www.urduchannel.in

کچھ نہیں کہتیں وہ نگاہیں فراق — بات بڑھتی ہے کہاں ...

ہر طرف پھیلی اداسی آؤ کچھ باتیں کریں — رات جتنی بھی ہو باقی نیند پوری ہو چکی

خوش کہ کاٹ دیے زندگی کے دن اے دوست

فریبِ رنگ و بو کھا کر چمن سے ہاتھ دھو بیٹھے — ترے وحشی تو کب کے لے اڑے ہوتے فضاؤں کو

دیکھ آئے آج یادوں کا نگر — ہر طرف پرچھائیاں پرچھائیاں

تھی یوں تو شامِ ہجر مگر پچھلی رات کو — وہ درد اٹھا فراق کہ میں مسکرا دیا

چھیڑتے ہی غزل بڑھتے چلے رات کے سائے — آواز مری گیسوئے شب کھول رہی ہے

زندگی کو بھی منہ دکھانا ہے — رو چکے تیرے اشکبار بہت

چپ ہو گئے تیرے رونے والے — دنیا کا خیال آ گیا ہے

قلوب نور کے سانچے میں ڈھلتے جاتے ہیں — چراغ تیرے تبسم سے جلتے جاتے ہیں

چھڑ گئی ان آنکھوں کی بات — دنیا میں اب دن ہے کہ رات

کیف بردوش بادلوں کو نہ دیکھ — بے خبر تو کچل نہ جائے کہیں

وہ راتیں اور بھی ہیں جن میں ٹھیک نیند آ جائے خوشی اور غم میں سونے کے لئے راتیں نہیں ہوتیں
سمجھ کچھ راز حسن و عشق کے شبہائے ہجراں میں — کہ رو دینے کے لئے یہ دکھ بھری راتیں بنی ہیں

مری خامشی خامشی ہی رہی — تری خامشی داستاں بن گئی

قلبِ یزداں میں پڑ گئے تھے شگاف — مسکرانا ترا ہے یاد مجھے

ہر ذرہ کائنات کا رکھتا ہے اک ربطِ نہاں — اک ہیولے کو جنبش دو گے تو آ... اٹھے گا

نرغے میں آ گیا عشقِ اعظم — ٹوٹ پڑے دنیا کے کمینے

آہ یہ مہربانیاں تیری — دکھ گئیں سرگرانیاں تیری

تو ایک تھا مرے اشعار میں ہزار ہوا — اس اک چراغ سے کتنے چراغ جل اٹھے

وہ تیری نرم دوشیزہ نگاہیں دل نہیں بھولا — پڑی جب جب نظر تیری نگاہ والیں نکلیں

اب یادِ رفتگاں کی بھی ہمت نہیں رہی — یاروں نے کتنی دور بسائی ہیں بستیاں

زندگی کیا ہے آج اسے اے دوست — سوچ لیں اور اداس ہو جائیں

جو داستاں زبانِ غزل بھی نہ کہہ سکی — نگاہِ ناز سناتی ہے کس فصاحت سے

کیا ہے یہ کہ زندگی میں رنج بہت — ترے خیال سے گھبرا کے رہ گیا ہوں میں

نہ ذکر موجِ فنا کر کہ عمر کے تیوروں — گدازِ سینۂ ساحل ڈبو چکا کب کا

شکوہ کیا تم کا تو رنجیدہ ہو گئے — تم تو ذرا سی بات پہ رنجیدہ ہو گئے

وہ اٹھ بھی چلے کب کے وہ جا بھی چکے کب کے
ابھی آ بیٹھے ہے کٹھن میں سحر ہجر فراق
کہاں کا وصل تنہائی نے شاید بھیس بدلا ہے
ہاتھوں میں ہے جامِ مے کہ ساقی
ایک مدت سے دلِ غمگیں پہ تھا اک بوجھ سا
ول ہی ہر اک نگاہ ہے کہ برقِ بے اماں
حسن کو اک حسن ہی سمجھے نہیں اور اے فراق
خطاب بھی کر دیا تیری بے نیازی سے
تمام خستگی و ماندگی ہے عالمِ ہجر

دل ہے کہ فراق اب تک دامن کو چھڑائے ہے
ایک تصویر ہوں میں رات کے کٹ جانے کی
ترے دم بھر کے آ جانے کو ہم بھی کیا سمجھتے ہیں
کوئی زمیں کا دل دھڑک رہا ہے
آج تیری یاد میں رو کے تو ہلکے ہو گئے
دل پہ نہ گر پڑیں تری باتوں کی بجلیاں
مہرباں نا مہرباں کیا کیا سمجھ بیٹھے تھے ہم
تھکی تھکی سی وہ غرض تھا ہے یاد مجھے
تھکے تھکے سے یہ تارے تھکی تھکی سی یہ رات

ختم شد